

پہلی پارمی سخن

از مہمل نور

تہنیتی
Creation



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں ہاری سخن

از مہمل نور

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

رات کا دوسرا پہر تھا جب وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ریلوے اسٹیشن پر آئی۔۔۔ جہاں معمول سے کم رش تھا۔ اس نے نظر گھما کر پورے اسٹیشن کا جائزہ لیا جہاں کچھ لوگ اپنے پیاروں کو الوداع کہہ رہے تھے اور کچھ اپنوں کی واپسی پر خوشی منا رہے تھے۔۔۔ لیکن اس کی نظریں جسے ڈھونڈ رہی تھیں وہ ابھی تک اسے نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ ابھی وہ چند قدم ہی چلی تھی کہ اسکی نظر اس پر پڑی جو مصروف انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا شاید وہ اسکا ہی بے صبری سے انتظار کر رہا تھا آج سے پہلے اس نے بس تصویر کی حد تک ہی اسے دیکھا تھا اور اس وقت وہ اسکے سامنے تھا۔۔۔ اسے دیکھتے ہی وہ فوراً اسکی طرف لپکی۔۔۔

ہائم۔۔۔؟؟ مناہل نے ڈرتے ڈرتے اسے پکارا۔۔۔

ہائم نے گردن گھما کر اسکی طرف دیکھا جو خود کو بظاہر بڑی چادر میں چھپائے کھڑی تھی۔ اسکے چادر لینے کے انداز سے کوئی بھی سمجھ سکتا تھا کہ آج سے پہلے اس نے کبھی اتنی بڑی چادر نہیں لی۔۔۔

شکر ہے تم آگئی میں کب سے تمہارا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔ اگر تم کچھ دیر اور نہیں آتی تو میں چلا جاتا کیونکہ مجھے لگا تھا تم نہیں آؤ گی۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا اور مناہل کے چہرے سے لگ

رہا تھا کہ وہ بہت گھبرائی ہوئی ہے۔۔۔

تم نہیں جانتے میرے لئے گھر سے بھاگنے کا فیصلہ کرنا کتنا مشکل تھا۔۔
 ماما بابا پر پتا نہیں کیا پیتے گی۔۔۔ وہ مجھ پر اتنا ٹرسٹ کرتے ہیں ہر چیز
 کی آزادی دے رکھی تھی انہوں نے مجھے اور میں نے۔۔۔ مناہل نے
 بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔ اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب ان
 باتوں کا کیا فائدہ۔۔۔

مناہل میری جان میں سمجھ سکتا ہوں کہ کسی لڑکی کے لیے اپنے گھر
 والوں کو ایسے چھوڑ کر آنا کتنا مشکل ہے۔ اگر میرے گھر والے مان
 جاتے تو میں تمہیں اس طرح گھر سے بھاگنے کا کبھی نہ کہتا۔۔۔ اچھا خیر
 چھوڑو۔۔۔ یہ بتاؤ پیسے اور جیولری لائی ہو۔۔۔

ہاں گھر میں جتنا کیش اور جیولری پڑی تھی میں سب لے آئی ہوں۔۔۔
 یہ تو بہت اچھا کیا تم نے۔۔۔ لاؤ جلدی سے سب مجھے پکڑا دو۔۔۔ تم سے
 کہیں کوئی چھین کر نہ لے جائے۔۔۔ ہائم بظاہر فکر مندی سے بولا۔۔۔

اسکی بات پر مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور فوراً بیگ کی زیپ کھول
 کر ایک چھوٹی سی پوٹلی ہائم کے ہاتھ میں تھمائی جو اس نے تیزی سے

اپنے چھوٹے سے بیگ میں رکھ لی۔۔۔

اچھا تم اب یہاں بیٹھو میں ٹرین کی ٹکٹس لے کر آتا ہوں۔۔۔ ہائم نے سامنے پڑے بیچ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

تمہیں مجھ سے پہلے ٹکٹس لے کر رکھنی چاہئے تھی ہائم۔۔۔ اور میں یہاں اکیلی نہیں بیٹھوں گی مجھے تمہارے ساتھ جانا ہے۔۔۔ اپنی چادر ٹھیک کرتی مناہل سنجیدگی سے بولی۔۔۔

تمہارا دماغ تو نہیں خراب کیا فضول بات کر رہی ہو۔۔۔ میں تمہیں ساتھ کیسے لے کر جا سکتا ہوں اگر کسی نے تمہارے بارے میں پوچھ لیا تو میں کیا جواب دوں گا۔۔۔ ہائم کا کچھ دیر پہلے والا انداز اب بالکل بدل چکا تھا۔۔۔

لیکن ہائم میں یہاں۔۔۔ اس پہلے وہ کچھ کہتی ہائم نے اسکی بات کاٹی۔۔۔ میری جان تم آرام سے یہاں بیٹھو میں یوں گیا اور یوں آیا۔۔۔ کہتے ہوئے جانے لگا۔۔۔

ہائم۔۔۔؟؟؟ اسے جانا دیکھ کر مناہل نے اسے آواز دی۔۔۔

ہممم۔۔۔ ہائم نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

جلدی آنا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ ہائم نے اثبات میں سر ہلایا اور
بڑے بڑے ڈگ بھرتا اسکی آنکھوں سے او جھل ہو گیا۔۔۔

مناہل اپنا سامان بیچ پر رکھتی خاموشی سے بیٹھ کر ہائم کا انتظار کرنے
لگی۔۔۔ دل بار بار چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ مناہل تم نے گھر سے بھاگ
کر اچھا نہیں کیا صرف چار دن کی محبت کے لیے اپنے ماما بابا کی محبت
کو خاک میں ملا دیا۔۔۔ لیکن وہ فلحال کسی کی بھی نہیں سننا چاہتی تھی شاید
اپنے دل کی بھی نہیں۔۔۔



کیا ہو گیا ہے جہانگیر ایسے مت رو یا مجھے یقین ہے وہ واپس آجائے گی
ہماری بچی ایسی نہیں ہے۔۔۔ دانیال صاحب جہانگیر کو حوصلہ دے رہے
تھے جو مناہل کے گھر سے جانے کی خبر سنتے ہی اپنے ہوش کھو بیٹھے
تھے اور مسلسل رو رہے تھے۔۔۔

دانیال وہ میرے منہ پر کالک تھوپ گئی ہے اور تم کہہ رہے ہو میں نہ
روؤں۔۔۔ میں نے اسکی ہر خواہش اس لیے پوری کی تھی کہ وہ میری
عزت کو یوں روند کر چلی جائے۔۔۔ بولتے ہوئے وہ پھر سے رو دیے
تھے۔۔۔

میں جانتا ہوں ہر باپ کے لیے یہ برداشت کرنا بہت مشکل ہے کہ اسکی بیٹی رات کے اندھیرے میں کسی کے ساتھ بھاگ جائے۔۔۔ تم نے بہت اچھا کیا جو مجھے فون کر کے بلا لیا۔۔۔

تو کیا کرتا تمہارے علاوہ میرا اس شہر میں ہے ہی کون۔۔۔ مجھے تو جیسے تمہاری بھابھی نے بتایا کہ مناہل گھر پر نہیں ہے تو میں نے فوراً تمہیں فون کیا۔۔۔

تم فکر مت کرو میں نے ارحم کو فون کر دیا ہے وہ ڈیوٹی پر ہی ہے۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اگر تو وہ شہر سے باہر نہیں گئی۔۔۔ تو اسے ڈھونڈنا مشکل نہیں ہے بس دعا کرو اسکی عزت محفوظ ہو۔۔۔

جہانگیر جہانگیر۔۔۔ فرحت بیگم ٹی وی لاؤنج میں آتے ہی انھیں زور زور سے آوازیں دینے لگی۔۔۔

اب کیا ہوا ہے ایسے کیوں چیخ رہی ہو۔۔۔ جہانگیر صاحب نے سختی سے پوچھا۔۔۔

مناہل گھر کا سارا زیور اور پیسے بھی ساتھ لے گئی ہے۔۔۔ فرحت بیگم انکے قریب آتے ہوئے بولی۔۔۔

یا میرے خدا۔۔ کیا میری عزت کا جنازہ نکلنا کم تھا کہ اب وہ سب کچھ اٹھ کر لے گئی۔۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔ تم نے ایسی تربیت کی ہے اسکی۔۔ کہتے ہوئے فرحت کو مارنے کے لیے آگے بڑھے۔۔ اس سے پہلے جہانگیر فرحت بیگم پر ہاتھ اٹھاتے دانیال صاحب نے آگے بڑھ کر انکو روکا۔۔

تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔۔ ان سب میں بھابھی کا کیا قصور ہے۔۔ تحمل سے کام لو۔۔ اس طرح غصہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔ اللہ سے دعا کرو کہ وہ بس خیریت سے گھر آجائے۔۔ دانیال صاحب نے انہیں واپس صوفے پر بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔

تم دوبارہ فون کرو اور رحم کو پوچھو کہیں ملی۔۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ اگر رات ختم ہونے سے پہلے گھر نہ آئی تو کبھی اس گھر میں قدم نہ رکھے اور رحم اسے گولی مار دے۔۔

انشا اللہ وہ گھر آجائے گی۔۔ تم بس اللہ پر بھروسہ رکھو۔۔ اور اس طرح کی باتیں مت کرو۔۔ دیکھو بھابھی نے بھی رو رو کر اپنا کیا حال کر لیا ہے۔۔

جہانگیر صاحب نے انکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔ اور خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔۔



پچھلے تین گھنٹے سے وہ ہائم کا انتظار کر رہی تھی۔۔ پر وہ نہیں آیا تھا۔۔ ہائم کے جانے کے بعد کراچی کے لیے دو سے زیادہ ٹرینز جا چکی تھیں پر وہ نہیں آیا صبح ہونے میں اب صرف دو تین گھنٹے ہی رہ گئے تھے۔۔ اسٹیشن پر عوام کا رش تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔۔ مناہل کا خوف سے برا حال تھا لیکن اب اسکے پاس بیچ سے اٹھنے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں تھا۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ٹکٹ گھر کی طرف بڑھی ساتھ ساتھ وہ ہائم کو کالز بھی کر رہی تھی لیکن اسکا فون مسلسل آف جا رہا تھا۔۔

وہ ٹکٹ والی سائیڈ پر اسے دیکھنے آئی پر وہاں کوئی نہیں تھا صرف چند لوگ ہی کھڑے ٹکٹ خرید رہے تھے۔۔

بیٹا آپ نے کہاں جانا ہے؟؟ ایک بزرگ قلی مناہل کے قریب آکر بولا۔ اسکی آواز پر مناہل ایکدم ڈر سی گئی۔۔ لیکن بظاہر ہمت کرتی بولی۔۔

کراچی جا رہی ہوں۔۔۔

بیٹا پچھلے تین گھنٹے سے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔۔ اور کراچی کے لیے تو دو ٹرینز جا بھی چکی ہیں تم نے کس والی ٹرین پر جانا ہے؟؟ انکا لہجہ محبت بھرا تھا۔۔۔

آپ سے مطلب؟؟ مناہل کی نظریں بس ہائم کو ڈھونڈ رہی تھیں جو اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔۔

تم میری بیٹی جیسی ہو۔۔۔ رات کو اس طرح اسٹیشن پر کھڑا ہونا ٹھیک نہیں ہے۔۔ اس لیے پوچھ رہا ہوں۔۔ اور تم ہو بھی اکیلی۔۔ انکا انداز ابھی بھی نرم تھا۔۔

انکی بات پر مناہل کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔۔ اور آنسو کی لڑی اسکی آنکھ سے ٹوٹ کر اسکے رخسار پر گری۔۔

میں نے جس کے ساتھ جانا تھا وہ شاید مجھے چھوڑ گیا ہے۔۔ وہ کہیں نہیں مل رہا۔۔ میں کب سے اسے ڈھونڈ رہی ہوں۔۔ مناہل سسک کر بولی۔۔۔

آہستہ کوئی سن لے گا۔۔۔ کون تھا وہ؟؟ کیا تم گھر سے بھاگ کر آئی

ہو؟؟ انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

انکے سوال پر مناہل چونکی اور بنا کچھ کہے وہاں سے باہر کی طرف بھاگی۔
اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اسکو زبردستی پکڑ کر واپس گھر نہ چھوڑ آئے
کیونکہ اب وہ گھر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

اور وہ بزرگ قلی اسے پیچھے سے آوازیں دیتا رہ گیا۔۔



وہ ریلوے اسٹیشن سے تیز رفتاری سے چل کر سڑک پر آ چکی تھی۔
مناہل نے سڑک پر نظر دوڑائی جہاں ٹریفک نا ہونے کے برابر تھی۔۔
سنسان سڑک پر چلنا اسے عذاب لگ رہا تھا۔۔

کہا ہو تم ہائم۔۔ پلیز آجاؤ میں تھک گئی ہوں تمہیں ڈھونڈتے ہوئے
ہائم۔۔ اگر تم نے مجھ سے پیسے ہی لینے تھے تو ویسے ہی کہہ دیتے۔۔
کیوں مجھے بچے راستے میں چھوڑ کر چلے گئے میں کہاں جاؤ۔۔ اب تو گھر
بھی نہیں جاسکتی لیکن اب میرا زندہ رہنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔۔
تمہاری وجہ سے میں نے اپنے ماں باپ کی عزت داؤ پر لگا دی۔۔ سب
کچھ برباد ہو گیا۔۔ حلق کے بل چلاتے وہ سڑک کے درمیان میں آکھڑی

ہوئی تھی۔۔۔

ابھی وہ ایک پل کے لیے روکی ہی تھی کہ ایک تیز رفتار گاڑی اس سے ٹکرائی۔۔۔ جس سے مناہل کا فون اچھل کر کہی دور جا گرا۔۔۔ اور مناہل وہی گر گئی۔۔۔

گاڑی سے نکلتے ہی وہ فوراً اسکی طرف لپکا۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں؟؟ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ مناہل کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے مناہل کی آنکھیں بند ہوتی اسکی آواز پر چونکی۔۔۔ وہ اس آواز کو کیسے بھول سکتی تھی۔۔۔ وہ اور کوئی نہیں ارحم ہی تھا۔۔۔ مناہل نے فوراً اپنی چادر سے منہ چھپایا لیکن کمر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے اسکی آواز نہیں نکل پا رہی تھی یا شاید وہ اسکے سامنے بولنا نہیں چاہتی تھی۔

آپ پلیز کوئی جواب دیں۔۔۔ یہ تو شکر ہے کہ میں نے وقت پر بریک لگا لی۔۔۔ ورنہ تو۔۔۔ بولتے ہوئے ارحم نے اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔۔۔

مناہل اسکے ایکدم اٹھانے سے ڈر گئی تھی۔۔۔

ارحم نے ایک ہاتھ سے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا اور اسے اندر بیٹھایا اور

جلدی سے گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔

یہ لیں پہلے آپ پانی پیے۔۔۔ ارحم نے اسے پانی کی بوتل تھماتے ہوئے کہا۔۔۔

گاڑی میں لائٹ آن ہونے کی وجہ سے اب وہ ارحم کو دیکھ سکتی تھی۔۔۔ جو پولیس کی یونیفارم میں ملبوس تھا۔۔۔ ہمیشہ کی طرح وہ اس پل بھی ہنڈسم لگ رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا آپ پانی کیوں نہیں پی رہیں اور اتنی رات کو آپ اس سنسان سڑک پر کیا کر رہی ہیں۔۔۔ اب کی بار وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔۔ وہ میں۔۔۔ مناہل کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہے۔۔۔ اس کا یہی سوچ کر دل بند ہو رہا تھا کہ اگر ارحم نے اسے پہچان لیا تو کیا ہوگا۔۔۔

کیا وہ میں۔۔۔ پھر ایکدم اسکی نظر مناہل کے برسٹ پر پڑی۔۔۔ وہ وہی تھا جو مناہل کی برتھ ڈے پر نور اسکے ساتھ لے کر آئی تھی اور ویسا ہی اس نے رجا کے لیے لیا تھا۔۔۔ ایک بار اسکی نظر کے پاس سے کوئی چیز گزر جائے تو وہ اسے کبھی نہیں بھول سکتا تھا اور یہ تو پھر اس نے خود خریدا تھا۔۔۔

او تو یہ تم ہو۔۔۔ پچھلے چار گھنٹے سے تمہیں میں ہر جگہ ڈھونڈ رہا ہوں۔
اب کی بار وہ گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔ کچھ دیر پہلے والا اسکا محبت والا انداز
غائب ہو چکا تھا۔۔۔

اسکی بات پر تو مناہل کو اپنی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

میں بھی کہوں اس وقت کوئی شریف لڑکی تو اپنے گھر سے نہیں نکلتی۔
یہ پرواہ کئے بنا کہ مناہل کو اسکے الفاظ کس قدر تکلیف دینگے۔۔۔ گاڑی
سٹارٹ کرتے طنزیہ بولا۔۔۔

مناہل کی آنکھیں اسکی بات پر بھر آئیں۔۔۔ لیکن اس میں غلط بھی کیا تھا
وہ سچ تو کہہ رہا تھا حیا والی لڑکی تو کبھی رات کے اندھیریں میں اپنے
محرم کے بغیر گھر سے باہر قدم نہیں رکھتی۔۔۔

وہ کہاں ہے۔۔۔؟؟ ارحم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

اسکے سوال پر مناہل چونکی۔۔۔ اس سوال کا کیا جواب دیتی اسے خود نہیں
پتا تھا۔۔۔ کہ وہ اسے چھوڑ کر کہاں چلا گیا۔۔۔

بھاگ گیا؟؟ وہ اب سوال پر سوال کر رہا تھا۔۔۔ بنا اس بات کی پرواہ کیے
کہ اسکے سوال پر مناہل کوئی جواب دے گی بھی کہ نہیں۔۔۔

مناہل نے فوراً سر جھکا لیا۔۔۔ شاید وہ اسکے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔

ویسے مجھے تو لگا تھا وقت بہت بدل گیا ہے اب لڑکیاں سمجھدار ہو گئی ہیں کسی کی باتوں میں نہیں آتیں۔۔۔ پھر ایک پل کے لیے اسکا چہرہ دیکھ کر طنزیہ مسکرایا۔۔۔

لیکن میں غلط تھا ابھی بھی تم جیسی پاگل اور بیوقوف لڑکیاں موجود ہیں۔ اور اپنی ہی بات پر ایک دم قہقہہ لگا کر ہنسا اور مناہل کا دل چاہا زمین پھٹے اور اس میں گر جائے۔۔۔

آپ مجھے یہی اتار دیں۔۔۔ مناہل بس یہی کہہ سکی۔۔۔

کیوں؟ اب کسی اور کو ڈھونڈنا ہے؟؟ ویسے مناہل میں تو تمہیں اچھی لڑکی سمجھتا تھا لیکن آج مجھے اپنے سارے اندازے غلط ہونے پر بہت افسوس ہو رہا ہے۔۔۔ لیکن اب تو میں تمہیں تمہارے گھر ہی چھوڑونگا۔ تمہارے پیچھے اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر تمہیں مارا مارا ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔ اور تم کہہ رہی ہو کہ تمہیں یہی اتار دوں۔۔۔ رحم کے انداز میں تلخی واضح تھی۔۔۔ مجھے گھر نہیں جانا پلینز۔۔۔ میں کس منہ سے سب کے سامنے جاؤنگی؟؟

مناہل اب اسکے سامنے رو دی تھی۔۔۔

یہ بات گھر سے بھاگنے سے پہلے سوچنی تھی میڈم۔۔۔ تم جیسی لڑکیاں اچھی لڑکیوں کو بھی برا بنا دیتی ہیں۔۔۔ ذرا شرم نہیں آئی یہ قدم اٹھاتے ہوئے۔۔۔ اگر میری بہن ایسی حرکت کرتی تو ایک پل نہ لگاتا اسے گولی مارنے میں۔۔۔ ارحم ایک ایک لفظ لفظ چبا چبا کر کہہ رہا تھا۔۔۔

اور مناہل کے سب الفاظ حلق میں ٹوٹ کر رہ گئے۔۔۔ کہتی بھی تو کیا۔ کچھ بھی تو نہیں تھا اسکے پاس اپنی صفائی میں کہنے کے لیے۔۔۔



Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہانگیر کہاں جا رہے ہو؟؟ دانیال صاحب نے انکو آگے بڑھ کر روکا جو باہر کی طرف جا رہے تھے۔۔۔

بس یار اب اور برداشت نہیں ہو رہا اب تو فجر ہونے والی ہے۔۔۔ اگر وہ گھر نہ آئی تو صبح میں کس کس کو جواب دیتا پھرونگا۔۔۔ جہانگیر تڑپ کر بولے۔۔۔

چلو ہم دونوں ایک ساتھ چلتے ہیں۔۔۔ دانیال صاحب نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ جہانگیر نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور دونوں ایک ساتھ

باہر کی طرح بڑھے۔۔ ابھی جہانگیر صاحب نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ سامنے ارحم کھڑا نظر آیا۔۔ جہانگیر میں تو اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ ارحم سے مناہل کے بارے میں پوچھ سکے۔۔

ارحم بیٹا کچھ پتا چلا مناہل کا۔۔ دانیال صاحب نے پوچھا۔۔

جی ابو۔۔ کہتے ہوئے مناہل کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا۔۔ جو اسکے پیچھے چھپ رہی تھی۔۔

مناہل کو ایک دم دیکھ کر تو جہانگیر صاحب طیش میں آگئے۔۔ اور ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بے شرم بے حیا لڑکی۔۔ آج تمہیں زندہ نہیں چھوڑونگا۔۔ کہتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر کی طرف لے گئے۔۔

ارحم چلو میرے ساتھ ایسا نہ ہو کہ وہ اسکو جان سے مار دے۔۔ دانیال صاحب نے فکر مندی سے کہا۔۔

اچھی بات ہے ابو ایسی بیٹیوں کو تو مار ہی دینا چاہئے جو ماں باپ کی عزت کو ایسے روند کر چلی جائیں۔۔ ارحم کندھے اچکا کر بولا۔۔

فضول باتیں مت کرو اور چلو میرے ساتھ۔۔ کہتے ہوئے اندر کی طرف

بڑھ گئے۔۔۔ اور ارحم ناگواری سے ان کے پیچھے ہولیا۔۔۔



چھوڑو اسے پاگل ہو گئے ہو مر جائے گی وہ۔۔۔ دانیال صاحب نے مناہل کے گلے کو جہانگیر سے چھوڑوایا جو اس کو مارنے کے در پہ تھے۔۔۔

تم بیچ میں مت پڑو دانیال۔۔۔ میں آج اسے نہیں چھوڑوونگا۔۔۔ اس نے میری ساری زندگی کی بنائی ہوئی عزت مٹی میں ملا دی۔۔۔ کتنی محبت دی میں نے اسے۔۔۔ اس نے جو کہا میں نے وہ کیا۔۔۔ پر اس نے کیا صلہ دیا میری محبت کا۔۔۔ بیٹیاں تو فخر ہوتی ہیں اپنے باپ کا۔۔۔ مان ہوتی ہیں یہ انکی وجہ سے ہی باپ سر اٹھا کے چلتے ہیں اور ان کی وجہ سے انکا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔۔۔ تم مجھے بتاؤ دانیال اب کون کرے گا اس سے شادی۔۔۔ کون اس کو اپنائے گا۔۔۔ کیا ساری زندگی اس کے لیے مجھے لوگوں سے چھپنا پڑے گا۔۔۔ آج اس نے مجھے مار دیا ہے دانیال مار دیا ہے مجھے اس نے۔۔۔ بولتے ہوئے وہ زمین پر بیٹھ گئے تھے۔۔۔ جیسے اب وہ دوبارہ اٹھ ہی نہیں سکے گے۔۔۔ مناہل صوفے پر نیم بیہوشی کی حالت میں پڑی تھی۔۔۔

جہانگیر ابھی اسکی عمر ہی کیا ہے اس عمر میں لڑکیاں بہک جاتی ہیں۔۔۔ جو

بھی ان سے محبت سے بات کرتا ہے ان پہ یقین کر بیٹھتی ہیں یہ جانے بغیر کے وہ صرف دل بہلا رہا ہے اپنا بھی اور انکا بھی۔۔۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ بات بیٹیوں کو بہت دیر سے سمجھ آتی ہے۔۔۔ دانیال صاحب ان کو سمجھاتے ہوئے بولے۔۔۔

پوچھو اپنی بیٹی سے کہی اس نے نکاح تو نہیں کر لیا اُس کے ساتھ۔۔۔ اور بتائیں کون تھا وہ۔۔۔ جہانگیر صاحب دھاڑے۔۔۔

جی میں پوچھتی ہوں۔۔۔ فرحت نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔۔۔

ارحم بس خاموش کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

منابل بیٹاؤ تم نے اس سے نکاح تو نہیں کیا۔۔۔ فرحت بیگم کو یہ خوف بھی تھا کہ کہی منابل ہاں ہی نہ کر دے۔۔۔

انکے سوال پر منابل نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

جس پر دل میں دونوں میاں بیوی نے خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔

ابو میں بہت تھکا ہوا ہوں۔۔۔ اس لیے گھر جا رہا ہوں۔۔۔ ارحم کہتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ارحم۔۔۔ دانیال صاحب نے اسے پیچھے سے آواز دی۔۔۔

جی ابو۔۔۔ انکی آواز پر وہ مڑا۔۔۔

بیٹا اپنے باپ کی ایک بات مانو گے۔۔۔ وہ اس کے قریب آکر بولے۔۔۔

ابو کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ میں نے پہلے آپ کی کبھی کوئی بات ٹالی

ہے جو اب ٹالونگا۔۔۔ ارحم ادب سے بولا۔۔۔

بیٹا دوست وہ نہیں ہوتا جو صرف خوشی میں ہی ساتھ دے دوست تو وہ

ہوتا ہے جو اپنے دوسرے دوست کا غم سمیٹ لے۔۔۔ اسکی پریشانی کو اپنی

پریشانی سمجھے۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولے۔۔۔

ابو آپ کیا کہہ رہے ہیں میں سمجھا نہیں۔۔۔ ارحم نے نا سمجھی سے انکی

طرف دیکھا۔۔۔

بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تم مناہل سے ابھی اور اسی وقت نکاح کر لو۔۔۔۔۔

انکی بات پر تو ارحم کو شاکڈ لگا۔۔۔

ابو یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ آپ جانتے ہیں میری منگنی رجا سے ہوئی

ہے اور کچھ عرصے بعد ہماری شادی ہے۔۔۔ میں اسکے علاوہ کسی سے شادی

نہیں کر سکتا۔۔۔ اور گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی سے تو بلکل بھی نہیں۔۔۔
 ارحم سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

دیکھو ارحم اگر اس سے تم نے شادی نہیں کی تو کوئی بھی اس سے
 شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تم رجا سے
 محبت کرتے ہو۔۔۔ پر بیٹا میرے لیے تم مناہل سے شادی کر لو۔۔۔ دانیال
 صاحب نے التجا کی۔۔۔

ابو میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔ میں اس سے شادی نہیں کرونگا۔ کسی کو
 ابھی اس کے گھر سے بھاگنے کا نہیں پتا۔۔۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں
 کہ میں اس لڑکے کو ڈھونڈ کر لاؤنگا جس کے ساتھ یہ بھاگی تھی پھر
 اسی کے ساتھ اس کی شادی کریں گے۔۔۔ ارحم نے یقین دہانی کرائی۔۔۔
 اس سے پہلے دانیال صاحب کچھ کہتے جہانگیر اسکے قدموں میں بیٹھ گئے۔

ارحم خدا کے لیے میری بیٹی کو اپنا لو۔۔۔ اس سے شادی کر لو۔۔۔ پھر
 بیشک تم جس سے مرضی شادی کر لینا اس کے ساتھ جو مرضی سلوک
 کرنا ہم تمہیں نہیں پوچھے گے۔۔۔ بس تم ایک بار اس کو اپنے نکاح میں
 لے لو۔۔۔ دیکھو میری بیٹی ابھی صرف بیس سال کی ہے نا سمجھ ہے۔۔۔

تم میری نہیں تو اپنے باپ کی بات مان لو۔۔۔ میری بیٹی سے نکاح کر لو۔۔۔ وہ ابھی بھی ارحم کے پاؤں پکڑے بیٹھے تھے۔۔۔

انکل اٹھے یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ارحم نے انھیں فوراً پکڑ کر کھڑا کیا۔۔۔

ارحم مان جاؤ کر لو مناہل سے نکاح۔۔۔ اگر تم واقعی مجھ سے محبت کرتے ہو۔۔۔ تو مجھے امید ہے تم میری بات کو رد نہیں کرو گے۔ دانیال صاحب نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

لیکن ابو۔۔۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا انھیں نے ارحم کی بات کاٹی۔
 ارحم میں نے تمہاری ایسی پرورش نہیں کی کہ تم مجھے کسی بات سے انکار کر سکو۔۔۔ اور انکی اس بات پر ارحم خاموش ہو گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ خود جا کر مناہل کا گلا دبا دے۔۔۔ سب کیا دھرا اسکا تھا۔۔۔ پر سزا اسے کیوں مل رہی ہے۔۔۔ اور پھر ایکدم اسے رجا کا خیال آیا۔۔۔ جو اسکے نام پر بیٹھی ہے۔۔۔

وہ اسے دھوکہ کیسے دے سکتا ہے۔۔۔ وہ کیا سوچے گی میں نے بے وفائی کی اس کے ساتھ۔۔۔ ایکدم سے سب سوال اسکے سامنے گھومنے لگے۔۔۔ پر

شاید وہ اپنے باپ کی محبت کے سامنے بے بس ہو گیا تھا۔۔



فجر کی نماز کے بعد مولوی صاحب کو بلا کر دانیال صاحب نے ارحم اور مناہل کا نکاح کروا دیا تھا۔۔ نکاح کے فوراً بعد ہی ارحم وہاں سے چلا گیا۔ دانیال صاحب نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی وہ جانتے تھے کہ ارحم نے یہ نکاح صرف انکی محبت میں کیا ہے۔۔ ورنہ وہ کسی کی چھوڑی ہوئی چیز استعمال نہیں کرتا یہ تو پھر ایک جیتی جاگتی لڑکی تھی۔۔

بیٹا مناہل اپنا ضرورت کا سامان پیک کر لو۔۔ تمہیں میرے ساتھ گھر جانا ہے۔۔

جب سے وہ گھر آئی تھی بلکل خاموش ہو گئی تھی۔۔ نکاح کے وقت بھی اس نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔۔ مناہل نے انکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔ یا شاید اس میں ہمت اتنی ہی نہیں تھی کہ وہ انکا جواب دے سکتی۔۔

جی بھائی صاحب آپ فکر مت کریں میں ابھی اس کا سامان لے کر بھیج رہی ہوں۔۔ فرحت بیگم نے سنجیدگی سے کہا۔۔

ٹھیک ہے بھابھی میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں آپ جلدی سے مناہل کو بھیج دیں۔۔۔ انکے جاتے ہی فرحت بیگم اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

کیوں مناہل تم نے ایسا کیا۔ ایک بار اپنا نہیں تو ہمارا ہی سوچ لیتی۔۔۔ میری پرورش میں ایسی کیا کمی رہ گئی تھی بیٹا جو تم نے یہ قدم اٹھایا۔۔۔ تم ایک بار تو مجھے بتاتی کہ ماما میں نے اس لڑکے سے شادی کرنی ہے پھر چاہے میری جان کیوں نہ چلی جاتی میں تمہاری شادی اس سے کروا کر چھوڑتی۔۔۔ پتا ہے تمہارے بابا نے مجھے کتنا برا بھلا کہا۔۔۔ جنہوں نے کبھی مجھ سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی آج تمہاری وجہ سے وہ مجھ پر ہاتھ اٹھانے چلے تھے جسے عین وقت پر بھائی دانیال نے روکا۔ آنسو نے انکے رخساروں کو بھگیو دیا تھا۔۔۔

ماما مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی میں اس کی باتوں میں آگئی۔۔۔ اس نے مجھے اپنی محبت میں پاگل کر دیا تھا۔۔۔ ماما اس نے کہا کہ وہ مجھ سے شادی کریں گا۔۔۔ اور نکاح کے بعد وہ مجھے آپکے پاس واپس لے آئے گا اور ہم آپ دونوں سے معافی مانگے گے۔۔۔ ماما اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے اگر میں اس کے لیے گھر سے نہ بھاگی تو وہ اپنی جان لے لے گا۔۔۔ پھر میں کیا کرتی؟؟ مناہل پھٹ پڑی تھی۔

ایک ماں ہی تھی جس کے سامنے وہ اپنی زبان کھول سکتی تھی۔۔۔

مناہل تم ایک بار یہ سب کچھ مجھے تو بتاتی ماں سمجھ کر نہیں تو دوست سمجھ کر۔۔۔ اگر وہ اتنا ہی اچھا ہوتا تو وہ تمہاری عزت پر آنچ نہ آنے دیتا۔۔۔ تم خود سوچو جو لوگ تم سے سچا پیار کرتے ہیں کیا وہ تمہیں کہیں گے رات کے اندھیریں میں ان کے لیے گھر سے نکلو نہیں نہ۔۔۔ کیونکہ محبت کرنے والوں کو تمہاری عزت کا بہت خیال ہوتا ہے۔۔۔ وہ اس طرح کبھی نہیں کرتے۔۔۔ میں جانتی ہوں ارحم نے تمہیں اپنا تو لیا ہے پر وہ تمہیں خوش نہیں رکھے گا۔۔۔ مرد ہر چیز برداشت کر سکتا ہے لیکن کسی اور کی چھوڑی ہوئی لڑکی کو اپنی بیوی کے روپ دیکھنا بہت ہی مشکل ہے اور تم یہ بھی جانتی ہو وہ رجا کو پسند کرتا ہے وہ اسکی منگیترا ہے بہت جلد ان دونوں کی شادی بھی ہونے والی ہے۔۔۔ لیکن اس نے اپنے باپ کی خاطر تم سے شادی کی اور اگر تمہیں تھوڑا سا بھی ہماری عزت کا خیال ہے تو وہ جو بھی کہے چپ چاپ برداشت کرنا۔۔۔ اس کے آگے اپنے ہونٹ سی لینا۔۔۔ فرحت اسے محبت سے نصیحت کر رہی تھی۔۔۔

مناہل نے ایک نظر اپنی ماں کے چہرے کی طرف دیکھا جو ایک رات میں ہی مرجھا گیا تھا۔

بابا کہاں ہیں؟؟ مناہل بیگ اٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔ جو وہ کل رات ہائم کے ساتھ بھاگنے پر اپنے ساتھ لے کر گئی تھی۔۔۔

وہ تم سے نہیں ملنا چاہتے۔۔۔ لیکن تم فکر مت کرو جیسے انکا غصہ ٹھنڈا ہوگا ہم تم سے ملنے آئے گے۔۔۔ اب جاؤ بھائی صاحب باہر انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ فرحت بیگم نے اسکی پیشانی چوم کر محبت سے کہا جس پر مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور مزید کچھ کہے بنا وہاں سے چلی گئی۔۔۔

بہت برا کیا تم نے مناہل اپنے ساتھ۔۔۔ لیکن میری پھر بھی دعا ہے کہ اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔۔ مناہل کے جاتے ہی فرحت نے دل سے دعا دی۔۔۔



دانیال صاحب اسے اپنے ساتھ گھر لے آئے تھے۔۔۔ گیراج میں گاڑی کھڑی کرتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلے پر مناہل ابھی بھی بت بنی گاڑی میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔

کیا ہوا؟؟ گاڑی سے باہر کیوں نہیں آرہی؟؟ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی انکے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔۔ وہ ابھی بھی اس سے اس

طرح ہی محبت سے بات کر رہے تھے جیسے وہ پہلے کرتے تھے۔۔۔
 مناہل نے سر جھکا لیا۔۔۔

میں ہوں نہ۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے
 کہا۔۔۔

جس پر مناہل کو ناچاہتے ہوئے بھی کچھ حوصلہ ہوا اور خاموشی سے گاڑی
 سے باہر نکلی۔۔۔ گاڑی سے نکلتے ہی اسکی نظر بھٹک کر لان کی طرف گئی۔
 جہاں بچپن میں وہ اور نور کھیلا کرتے تھے۔ اس گھر میں وہ صرف ایک
 انسان سے ڈرتی تھی اور وہ تھا رحم۔۔۔ اور آج قسمت نے اسی کی بیوی
 بنا دیا تھا۔۔۔

چلو بیٹا اندر چلو۔۔۔ دانیال صاحب نے اسکو کھویا ہوا دیکھ کر مخاطب کیا۔
 انکی آواز پر وہ چونکی۔۔۔ اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انکے پیچھے چلنے
 لگی۔۔۔

ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے نظر گھما کر پورے گھر کا
 جائزہ لیا۔۔۔

نور کی خالہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے وہ ان سے ملنے گئی ہے

ایک دو دن تک وہ واپس آجائے گی۔۔۔ سامنے ارحم کا روم ہے تم اب اس کے ساتھ ہی رہو گی۔۔۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کہہ سکتی ہو۔۔۔ جو ہوا اسے بھول جاؤ اور آگے کا سوچو۔۔۔ ارحم پولیس افسر ہونے کی وجہ سے غصے کا تیز ہے۔۔۔ پر دل کا اتنا ہی اچھا ہے۔۔۔ بس جب وہ غصے میں ہو تو خاموش رہنا۔۔۔ کچھ عرصہ اسے یہ رشتہ قبول کرنے میں مسئلہ ہوگا پر مجھے یقین ہے اگر تم اسے محبت دوگی اور اسکا خیال رکھو گی تو وہ ضرور اس رشتے کو قبول کر لے گا۔۔۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو پھر بیٹا میں مجبور ہو جاؤنگا۔۔۔ کیونکہ یہ بات تم بھی جانتی ہو کہ رجا اور اسکی منگنی کو پانچ سال ہو گئے ہیں اور وہ ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے ہیں ایسے تم سے نکاح۔۔۔ بولتے ہوئے وہ ایک پل کو رکے پھر مزید بولے۔

پر میں جانتا ہوں تم میرے لئے جلد ہی اسکے دل میں جگہ بنا لو گی۔۔۔ وہ پر امید انداز میں بولے۔۔۔

انکی باتوں سے مناہل کی آنکھیں بن موسم کی برسات کی طرح برس پڑیں۔۔۔

بری بات رونا تو بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔ یاد رکھنا جیسے میرے لیے نور ہے

ویسے ہی تم ہو۔۔۔ تم دونوں بلکل ایک جیسی ہو بہت معصوم۔۔۔ انہوں نے مناہل کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔

جس پر مناہل زار و قطار رونے لگی۔۔۔

میں نور جیسی نہیں ہوں انکل۔ وہ تو بہت اچھی ہے نیک ہے پر میں ویسی نہیں ہوں۔۔۔ میں تو بہت بری ہوں۔۔۔ میں نے تو ماما بابا کی عزت کا بھی نہیں سوچا اور گھر سے بھاگ گئی۔۔۔

نہیں میری بچی تم بھی بہت اچھی ہو۔ ہاں تم نے غلطی کی ہے۔ گھر سے بھاگ کر۔۔۔ تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم تو اتنے اچھے کالج میں پڑھی ہو۔۔۔ آج کل لڑکیوں کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے سب کچھ جانتی ہو پھر بھی کسی کی باتوں میں آگئی۔۔۔؟؟

وہ اس بات کیا جواب دیتی۔۔۔ کبھی کبھی محبت میں انسان اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ وہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ بدلے میں اسے صرف اور صرف رسوائی ہی ملے گی اور کچھ نہیں۔۔۔

چلو جاؤ رحم کے کمرے میں اپنا سامان رکھو اور فریش ہو جاؤ۔ میرا خیال ہے وہ گھر نہیں آیا۔۔۔ ورنہ اب تک وہ میری آواز سن کر باہر آجاتا۔۔۔

میں آفس جا رہا ہوں۔۔ گھر میں ملازم ہے کوئی چیز چاہئے ہو تو ان سے کہہ دینا اور ہاں اگر رحم آئے تو بات کرنے کی کوشش کرنا اس سے۔۔ اور آئندہ مجھے انکل نہیں ابو کہنا ہے جیسے رحم اور نور کہتے ہیں۔۔۔۔۔

منہاہل نے اثبات میں سر ہلایا اور رحم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔



منہاہل اسکے روم میں داخل ہوئی تو ایک پل کے لیے رکی۔۔ دیواروں پر ہر طرف رحم کی تصاویر آویزا تھیں۔۔ ہر چیز نہایت ہی سلیقے سے رکھی گئیں تھیں۔۔ جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کتنا صفائی پسند ہے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کاش ہائم تم میرے ساتھ ایسا نہ کرتے تو آج میں رحم کے بجائے تمہاری بیوی ہوتی۔۔ اور میری وجہ سے رحم کی زندگی برباد نہ ہوتی۔۔۔۔۔

منہاہل اپنے خیالوں میں گم تھی جب اسے دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔۔۔

منہاہل نے مڑ کر دیکھا تو رحم روم میں آرہا تھا۔۔۔ منہاہل کو اپنے روم میں دیکھ کر تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔۔۔

تم میرے روم میں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟ رحم کو غصے میں دیکھ کر منہاہل دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

بولو جواب دو کس نے کہا تھا میرے روم میں آنے کے لیے۔۔۔ ارحم
دھاڑا۔۔۔

ا۔۔۔ اب۔۔۔ ابو نے۔۔۔ وہ با مشکل ہی بول پائی تھی۔۔۔

اووو۔۔۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی تمہارے کیے کی سزا وہ مجھے کیوں
دے رہے ہیں۔۔۔ گھر سے تم بھاگی۔۔۔ اور مسلط تم مجھ پر کر دی گئی۔۔۔
میرا بس چلے تو ابھی اور اسی وقت تمہیں گھر سے نکال کر باہر پھینک
دوں۔۔۔ پر میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ میں اپنے باپ کی بہت عزت کرتا
ہوں۔۔۔ اور انکی ہر بات ماننا میری اولین ترجیح ہے۔۔۔ خیر تمہیں ان باتوں
کا کیا پتا۔۔۔ تمہیں کیا پتا عزت کسے کہتے ہیں۔۔۔ ارحم اسکی طرف دیکھ کر
بولا جواب اس سے نظر چرائے کھڑی تھی۔۔۔

ارحم ایکدم سے اسکا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔

نکلو میرے روم سے۔۔۔ تم سے نکاح کر لیا یہی کافی ہے۔۔۔ ابو تمہیں
گھر تولے آئے ہیں پر میں تمہیں اپنے روم میں نہیں رکھونگا۔۔۔ اور
ایک بات جب میں گھر میں موجود ہوں تو تم میرے سامنے مت آنا۔۔۔
ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ اسے باور کرواتے ہوئے روم سے

نکال دیا اور زور سے دروازہ بند کیا۔۔۔

مناہل بے بسی سے بند دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔



رات ہو گئی تھی وہ کب گھر سے گیا مناہل کو کچھ پتا نہیں چلا۔۔۔ وہ خاموش ایک کونے میں بیٹھی بس ہائِم کو یاد کر رہی تھی۔۔۔ کس قدر وہ اس انسان پر بھروسا کر بیٹھی تھی۔۔۔ کیسے وہ اسکی باتوں میں آگئی؟؟ اور اب ارحم کا اسکے ساتھ یہ رویہ۔۔۔ کیسے وہ اپنی زندگی اسکے ساتھ گزارے گی۔۔۔ اس کے پاس تو کسی بھی سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔ ٹی وی لاؤنج میں قدموں کی آہٹ سن کر مناہل فوراً چونکی۔۔۔

یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ دانیال صاحب نے اسے فرش پر بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔

وہ اصل میں گھر میں کوئی نہیں تھا تو ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ مناہل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔

اوہو تو ملازمہ سے کہنا تھا کہ وہ رک جائے۔۔۔ ویسے تو میں جلدی آجاتا ہوں آج کچھ لیٹ ہو گیا۔۔۔ تم بتاؤ کھانا کھایا۔۔۔ دانیال صاحب اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگے۔۔۔

میرا دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔ مناہل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انکے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔ اور ساتھ ساتھ انکی بات کا جواب دے رہی تھی۔۔۔

کیوں بھئی کیوں بھوک نہیں ہے اور وہ ارجم گھر آیا تھا؟ انہوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے ساتھ ہی مناہل بھی انکے کمرے میں آئی۔۔۔

جی وہ آئے تھے۔۔۔ مناہل نے مختصر جواب دیا۔۔۔

ہمم۔۔۔ تمہارے کمرے میں موجود ہونے پر اس نے کچھ کہا تو نہیں؟؟ انہوں نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

جی نہیں۔۔۔ اب وہ کیا بتاتی کہ ارجم نے تو اسے کمرے سے ہی باہر نکال دیا۔۔۔ پر وہ انہیں مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے کچھ نہیں بولی۔۔۔

چلو یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔ اب وہ جب رات کو آئے گا تو اس کے لیے خود کھانا لگانا۔۔۔ اسے اچھا لگے گا اور ہاں اسکے ساتھ خود بھی کچھ کھا لینا۔

لیکن آپ۔۔۔؟؟

آج میری ایک جگہ دعوت تھی۔۔۔ اس لیے میں تو کھانا کھا کر آیا ہوں۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

مناہل بنا کچھ کہے وہاں سے جانے لگی۔۔۔ جب دانیال صاحب نے اسے
آواز دی۔۔۔

مناہل۔۔۔؟؟ انکی آواز پر وہ مڑی۔۔۔

جی۔۔۔

جب تک نور نہیں ہے تم اسکے کمرے میں رہو۔۔۔ پھر اسکے بعد میں
ارحم سے بات کرونگا۔۔۔ انکی بات پر وہ حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔
اسکے ایسے دیکھنے پر وہ مسکرا دیے۔۔۔

میں نے کہا تھا نہ تم بہت معصوم ہو۔۔۔ ٹھیک سے جھوٹ بھی نہیں بولنا
آتا۔۔۔ تم جس طرح باہر ایک کونے میں بیٹھی تھی اس سے صاف ظاہر
تھا کہ ارحم نے تمہیں کمرے سے نکال دیا ہے۔۔۔ انکی بات پر مناہل نے
سر جھکا لیا۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا اللہ پر یقین رکھو۔۔۔ انہوں نے حوصلہ دیتے ہوئے
کہا۔۔۔ جس پر مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی۔۔۔



پچھلے ایک گھنٹے سے وہ اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ جو آتے ہی اپنے روم میں بند ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔ خود کو ہمت دلاتے وہ نور کے روم سے باہر نکلی تو اسکی نظر ارحم کے کمرے پر پڑی جس میں اب وہ موجود نہیں تھا مناہل کو کچن میں برتنوں کی آواز آئی۔۔۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اب کچن میں گیا ہے۔۔۔

مناہل خود کو نارمل کرتی کچن کی طرف بڑھی اسے بس دانیال صاحب کی کہی بات ماننا تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔۔۔

کچن میں داخل ہوئی تو سامنے ارحم کو دیکھ کر ایک پل کے لیے رکی۔۔۔ جو اپنے لیے کھانا نکال رہا تھا۔۔۔

آپ کیوں کچن میں آئے۔۔۔ میں آپ کے لیے کھانا لگانے آرہی تھی۔۔۔ مناہل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔

کس نے کہا ہے کہ میرے کچن میں قدم رکھو۔۔۔ کیوں میرا کچن ناپاک کرنا ہے۔۔۔ وہ دھاڑا۔۔۔ اسکو ایکدم اتنا غصہ میں دیکھ کر مناہل دیوار سے جا لگی۔۔۔

وہ میں۔۔۔ اس کے الفاظ حلق میں ہی اٹک گئے۔۔۔

ایک لفظ نہیں۔۔۔ میرے سامنے اپنی زبان بند رکھنا۔۔۔ تم جیسی گھٹیا اور بد کردار لڑکی کو اپنے گھر میں برداشت کر رہا ہوں یہی کافی ہے۔ ارحم سلگتے ہوئے انداز میں بولا۔۔۔

ارحم خدا کے لیے مجھے معاف کر دیں۔۔۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی۔۔۔ پلیز آپ میرے ساتھ ایسا نہ کریں۔ مناہل کے آنسو اسکے رخسار کو بھگیو رہے تھے۔۔۔ اسکی بات پر ارحم نے مناہل کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر خود سے قریب کیا۔۔۔

غلطی تو مجھ سے ہوئی ہے مناہل صاحبہ جو میں نے تم سے نکاح کر لیا۔ یاد رکھنا تم جیسی لڑکی کو میں اپنی بیوی کبھی تسلیم نہیں کرو گا۔ کہتے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے خود سے دور کیا اور کچن سے چلا گیا۔۔۔

اسکے ایک دم چھوڑنے پر وہ لڑکھڑا کر فرش پر گری۔۔۔



اگلی صبح دانیال صاحب ناشتے کے ٹیبل پر براجمان تھے۔۔۔ انہوں نے مناہل کو بھی اپنے ساتھ ہی ناشتہ کرنے کا کہا تھا۔۔۔ وہ انکے ساتھ بیٹھی

زبردستی کھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ انکے جانے کے بعد مناہل
 ملازمہ کے ساتھ مل کر ٹیبل سے ناشتے کے برتن سمیٹنے لگی۔۔۔
 بی بی جی آپ رہنے دے میں کر لوں گی۔۔۔ رانی مناہل کو اپنے ساتھ چیز
 سمیٹتے دیکھ کر بولی۔۔۔
 کوئی بات نہیں رانی۔۔۔ وہ ارحم چلے گئے۔۔۔ مناہل ٹرے اسکے ہاتھ میں
 تھماتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں بی بی جی شاید آج انکی چھٹی ہے۔۔۔ آج تو وہ لیٹ ہی اٹھے گے۔ وہ
 اطلاع دیتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔
 اچھا۔۔۔ مناہل بس یہی کہہ سکی۔۔۔

ویسے آپ سے ایک بات پوچھوں؟؟ کچن میں چیزیں رکھ کر واپس آتے
 ہی رانی اس سے مخاطب ہوئی۔۔۔
 جی پوچھے۔۔۔

آپ کی شادی ارحم صاحب سے کیسے ہوگئی؟؟ انکی تو منگنی رجا بی بی سے
 ہوئی ہے نہ اور میں نے سنا ہے کہ بڑے صاحب نے نور بی بی اور
 چھوٹے صاحب کی شادی ایک ساتھ کرنی ہے پھر آپ سے؟؟ رانی اسے

دیکھتے ہوئے حیرانگی سے بولی۔۔

اسکے سوال پر تو جیسے مناہل کو کرنٹ سا لگا۔ اب اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ رانی کے سوال کا کیا جواب دے۔۔

اس پہلے وہ کچھ بولتی۔۔ اسکے پیچھے سے آتا ارحم فوراً بولا۔۔۔

گھر کی ملازمہ ہو تم۔۔ جو تمہارا کام ہے وہی کرو تو بہتر ہے۔۔ ہمارے گھر کے معاملات میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ تم مجھے اچھے سے جانتی ہو۔۔ میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا اب جاؤ یہاں سے اور ناشتہ بناؤ میرے لیے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

معاف کر دیں چھوٹے صاحب آئندہ نہیں ہوگا۔ کہتے ہوئے رانی کچن کی طرف بھاگی۔۔ اس کے جاتے ہی ارحم مناہل کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

رجا آرہی ہے اور میں چاہتا ہوں تم اسکے لیے خود چائے بنا کر لاؤ۔۔ اسے بنا دیکھے ارحم دبے دبے غصے میں بول رہا تھا۔۔

جی۔۔۔ مناہل نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

اور ایک بات میری کان کھول کر سن لو۔۔ اسکے سامنے اپنی زبان کھولنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔ سمجھی تم۔۔ ارحم سلگتے ہوئے لہجے میں بولا۔

جی سمجھ گئی۔۔۔ مناہل کی آواز اس قدر آہستہ تھی کہ ارحم بامشکل ہی سن پایا تھا۔۔۔



مناہل چائے لے کر ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئی تو اسکی نظر ان دونوں پر پڑی۔۔۔ جہاں ارحم اور رجا ایک ہی صوفے پر بیٹھے ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔۔۔ جیسے ان کے علاوہ اس گھر میں کوئی اور موجود ہی نہ ہو۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انکے قریب آئی اور خاموشی سے ٹیبل پر چائے کی ٹرے رکھی۔۔۔ مناہل کو دیکھ کر رجا یکدم چونکی۔۔۔

ارحم یہ کون ہے؟؟؟ عام سے سوٹ میں سر پر دوپٹہ لیے وہ رجا کو بہت پیاری لگی تھی۔۔۔

یار تمہیں پتا ہے نہ نور خالہ کے گھر گئی ہے اور خانسامہ ہماری بوڑھی ہو گئی ہیں اب ان سے اکیلے کچن نہیں سنبھالا جاتا تو سوچا کچھ دن کے لیے نئی ملازمہ ہی رکھ لوں۔۔۔ لاپرواہی سے جواب دیتے ہوئے وہ اپنے فون پر انگلیاں چلانے لگا۔۔۔

اور مناہل خود کو ملازمہ کا خطاب ملنے پر اسے بے بسی سے دیکھنے لگی
لیکن وہ جانتی تھی وہ اسے کچھ بھی کہنے کا حق رکھتا ہے۔۔۔ بیوی نہ سہی
وہ اسے اب گھر کی ملازمہ تو سمجھتا ہے۔۔۔

اپنے خیالوں میں گم وہ رجا کو چائے پکڑانے لگی جو بے دھیانی میں رجا
کے اوپر گر گئی۔۔۔ جس پر رجا ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔
سس۔۔۔ سوری۔۔۔ مجھے پتا نہیں چلا۔۔۔ خوف سے مناہل کی آواز با مشکل
ہی نکلی تھی۔۔۔

اس سے پہلے رجا کچھ کہتی ارحم نے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے
مارا۔۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اندھی ہو نظر نہیں آتا۔۔۔ کہاں تھا تمہارا دھیان؟؟ ارحم دھاڑنے والے
انداز میں بولا۔

مم۔۔۔ میں وہ۔۔۔ مناہل کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔
کیا ہو گیا ہے ارحم۔۔۔ ایسے ریکٹ کیوں کر رہے ہو چھوڑو اسے۔۔۔ رجا
نے فوراً مناہل کا بازو اسکے ہاتھ سے چھڑوایا جو اس نے سختی سے پکڑا
ہوا تھا۔۔۔

اس نے تم پر چائے گرا دی اور تم کہہ رہی ہو چھوڑوں اسے۔۔۔ ارحم کی آواز میں ابھی بھی سختی واضح تھی۔۔۔

ہاں میں ہی کہہ رہی ہوں۔۔۔ ویسے بھی اس میں اسکا قصور نہیں تھا۔۔۔ کتنی معصوم ہے وہ۔۔۔ اور تم نے اسکے رخسار پر۔۔۔ رجانے مناہل کی حالت دیکھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔ جو ایک کونے سے لگی کانپ رہی تھی۔۔۔

اس کے معصوم کہنے پر ارحم کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگتی۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے اور جب تک میں اور رجا یہاں بیٹھے ہیں تم نظر مت آنا۔۔۔ ارحم اسے دیکھتے ہوئے حلق کے بل چلایا۔۔۔ اور مناہل اسکی آواز پر سہم کر اندر کی طرف بھاگی۔۔۔

ارحم تمہیں مجرم اور گھر میں موجود ملازم میں فرق رکھنا چاہئے بنا سوچے سمجھے تم نے اسکے منہ پر کتنی زور سے تھپڑ دے مارا۔۔۔ رجا کو ارحم کے رویہ پر بہت دکھ ہوا تھا۔۔۔

چھوڑو اس کی حمایت کرنا۔۔۔ تم نہیں جانتی ایسی لڑکیوں کو۔۔۔ ارحم واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔ اب کی بار اسکا انداز نرم تھا۔۔۔ یا شاید

مناہل کو ایسے مار کر اسکے دل کو ٹھنڈک پہنچی تھی۔۔۔
 جو بھی ہے تم آئندہ کسی بھی ملازم کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرو گے۔
 اچھا ٹھیک ہے میری جان نہیں کرونگا۔۔۔ ارحم اسے دیکھتے ہوئے محبت
 سے بولا۔۔۔

گڈ۔۔۔ رجا چہک کر بولی۔۔۔

اچھا تم ایسا کرو نور کے روم میں جا کر اسکا کوئی بھی اچھا سا ڈریس نکال
 کر چینج کر لو۔۔۔ ارحم نے بات بدلی۔۔۔
 اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔



رجا نور کے کمرے میں داخل ہوئی تو اسکی نظر مناہل پر پڑی جو صوفے
 کے ساتھ بیٹھی زار و قطار روئے جا رہی تھی۔۔۔ ایک پل کے لیے تو رجا
 مناہل کو نور کے کمرے میں ایسے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ گھر
 کا بھی ملازم اس طرح کسی کے کمرے میں نہیں بیٹھتا تھا۔۔۔ پھر اسکے
 چہرے پر خوف دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ بے دھیانی میں آئی ہوگی
 رجا سر جھٹک کر اسکی طرف بڑھی۔۔۔

پلیز ایسا مت رو۔۔۔ مجھے تمہارے لیے برا لگ رہا ہے۔۔۔ ارحم کو تمہیں
ایسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔۔۔ رجا اسکے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔
اسکی آواز پر مناہل نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ پر کچھ بولی نہیں۔۔۔

اچھا ارحم کی طرف سے میں سوری کرتی ہوں۔۔۔ رجا دونوں کانوں کو
پکڑ کر معصومیت سے بولی۔۔۔

نہیں آپ سوری مت کریں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ مناہل کو اسکا ایسے
سوری کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔

یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔ اصل میں ارحم مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔۔۔ اور
میری تکلیف برداشت نہیں کرتا۔۔۔ اس لیے اسے ایسے غصہ آگیا۔۔۔ رجا
نور کے وارڈروب سے ڈریس نکالتے ہوئے۔۔۔ فخریہ انداز میں بول رہی
تھی۔۔۔ اور مناہل بس اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو اب چینیج کرنے
کے لیے واشروم میں گھس گئی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئی تو مناہل ابھی تک اپنی پہلی والی پوزیشن میں
ہی بیٹھی تھی۔۔۔ لیکن اب اسکے آنسو تھم چکے تھے۔۔۔

تمہارا نام کیا ہے؟؟ رجا اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔۔۔

مناہل۔۔۔

بہت پیارا نام ہے۔۔ ایسے لگتا ہے یہ نام میں نے پہلے بھی سنا ہے لیکن پتا نہیں کہاں۔۔۔ رجا سوچتے ہوئے بولی۔۔۔

رجا کے ایسے سوچنے پر وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ اسے ڈر تھا کہی وہ اسے پہچان ہی نہ لے۔۔۔

میں آپ کے لیے دوبارہ چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ کہتے ہوئے جانے لگی جب رجانے اسے رکنے کا کہا۔۔۔

پتا نہیں کیوں لیکن تم مجھے اچھے گھر کی پڑھی لکھی لڑکی لگ رہی ہو۔۔۔ مجھے تو لگ ہی نہیں رہا ہے کہ تم کوئی ملازمہ ہو۔۔۔۔۔ رجا اسکا اوپر سے نیچے تک کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔۔۔ جس پر مناہل نظریں چرا گئی۔۔۔

اچھا اب میں چلتی ہوں۔۔۔ تم سے مل کر اچھا لگا۔۔۔ جب میں اس گھر میں بیاہ کر آجاؤنگی۔۔۔ تو ارحم کو تمہیں بلکل بھی ڈانٹنے نہیں دوںگی۔۔۔ وہاں تک اس کے غصے کو برداشت کر لو۔۔۔ بولتے ہوئے رجانے اپنے بیگ سے چند نوٹ نکال کر اسکے ہاتھ میں رکھے۔۔۔

یہ لو کچھ پیسے اپنے لیے کچھ خرید لینا۔۔۔ کہتے ہوئے فوراً کمرے سے چلی

گئی۔۔۔ اور مناہل کا اپنے ہاتھ میں اس کے دیے ہوئے پیسے دیکھ کر دل چاہا تھا کہ خود کو آگ لگا لے۔۔۔ کیا زندگی میں اتنی بھی ذلت برداشت کرنی تھی اس نے۔۔۔



مناہل باہر آئی تو ٹی وی لاؤنج میں کوئی نہیں تھا شاید ارحم رجا کے ساتھ جا چکا تھا۔۔۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ سامنے سے اسے دانیال صاحب کے ساتھ نور آتی دیکھی۔۔۔ اسے دیکھ کر تو مناہل کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی۔۔۔ اب وہ اسے اس شادی کا کیسے بتائے گی۔۔۔ وہ تو اسے بہت اچھا سمجھتی تھی۔۔۔ جب اسے حقیقت معلوم ہوگی تو۔۔۔ وہ ابھی اپنے خیالوں میں ہی گم تھی جب نور اسکے گلے آگئی۔۔۔

واہ یار گھر آتے ہی کیا سرپرائز ملا ہے۔۔۔ نور چہک کر بول رہی تھی۔

اسکے ایسے گلے لگنے پر مناہل جیسے ہوش میں آئی۔۔۔

بتاؤ کب آئی تم۔۔۔؟؟ نور نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی۔۔۔ دانیال صاحب فوراً بولے۔۔۔

یہ دو دن سے یہی ہے اور اب یہی رہے گی۔۔۔ انکی بات پر نور نے

حیرانگی سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

کیا مطلب ابو میں سمجھی نہیں۔۔۔

نور بیٹا اب یہ صرف تمہاری دوست نہیں بلکہ بھابھی بھی ہے۔۔۔ دو دن پہلے ارحم اور مناہل کی شادی ہو چکی ہے۔۔۔ دانیال صاحب سنجیدگی سے بولے اور نور تو جیسے انکی بات سے سکتے میں آگئی۔۔۔

ابو آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں مناہل کی شادی بھائی سے۔۔۔ اسے انکی بات پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔

مناہل بیٹا تم جاؤ اور میرے اور نور کے لیے کھانے کا کہو بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ اور تم نور ادھر آؤ میں تمہیں سب بتاتا ہوں۔۔۔

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ نور نے اسے ابھی نظروں سے جاتے دیکھا اور فوراً دانیال صاحب کے قریب آکر بیٹھ گئی۔۔۔

ابو یہ سب کیسے ہوا۔۔۔ اور آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟؟ اور کیا یہ بات رجا آپنی کو پتا ہے۔۔۔

آرام سے آرام سے۔۔۔ میں تمہارے ہر سوال کا جواب ایک ایک کر کے

دونگا۔۔۔

تمہارے انکل جہانگیر کی ایکدم طبیعت خراب ہوگئی تھی۔۔ تو میں ہاسپٹل گیا۔۔ وہاں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری زندگی کا کوئی پتا نہیں ہے مجھے ڈر ہے کہ میرے جانے کے بعد میری بیٹی کی شادی کیسے ہوگی اور کون کرے گا اس سے شادی۔۔ پھر جب اس نے ایسے کہا تو مجھ سے رہا نہیں گیا۔۔ تو میں نے ارحم سے کہا کہ وہ مناہل سے ابھی اور اسی وقت نکاح کریں۔۔۔

پر ابو بھائی تو رجا آپی کو پسند کرتے تھے۔۔ تو کیا وہ کچھ نہیں بولے۔۔۔ میں نے اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی ہے۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میری بات کو کبھی رد نہیں کریں گے۔۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔۔ میرے کہنے پر ارحم چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکا۔۔۔ اور رہی بات رجا کی تو اسے ابھی تک ارحم اور مناہل کی شادی کا نہیں پتا اور میں چاہتا ہوں کچھ عرصہ اسے پتا نہیں چلنا چاہئے۔۔۔ مجھے یقین ہے تم میری بات کو سمجھو گی۔۔ دانیال صاحب نے آخری بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔۔۔ پر ابو۔۔۔ بھائی اور مناہل کی عمر میں تو کافی فرق ہے۔۔ وہ تو کتنی چھوٹی

ہے بھائی سے۔۔۔

بیٹا عمروں سے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ تم جانتی ہو تمہاری امی مجھ سے پندرہ سال چھوٹی تھی۔۔۔ لیکن ماشاء اللہ ہماری زندگی بہت اچھی گزری تھی۔۔۔

ابو مجھے تو یہ سوچ کر ڈر لگ رہا ہے کہ رجا آپنی کو جب یہ حقیقت پتا چلے گی تو ازکا کیا ہوگا۔۔۔ نور سوچتے ہوئے بولی۔۔۔

ہمم۔۔۔ وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔۔۔ تم ٹینشن مت لو۔۔۔ دانیال صاحب نے اسکی پیشانی چوم کر کہا۔۔۔

ویسے مجھے تو خوشی بھی بہت ہو رہی ہے میری دوست میری بھابھی بن گئی۔۔۔ نور چہک کر بولی۔۔۔ جس پر دانیال صاحب مسکرا دیے۔۔۔



ادھر آؤ تم میرے پاس بیٹھو۔۔۔ نور اسکے ہاتھ سے چائے ٹیبل پر رکھتی ہوئی بولی۔۔۔ مناہل خاموشی سے آکر اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔

یار مجھے تو خوشی ہی بہت ہو رہی ہے کہ میری بھابھی بن گئی ہو۔۔۔ ابو نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اسکی بات پر مناہل چونکی۔۔۔

انگل کی طبیعت اب کیسی ہے؟؟ وہ ٹھیک ہے نہ؟؟

بابا کی طبیعت؟؟ مناہل کو اسکے سوال کی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔

ہاں انگل کی۔۔ انہی کی طبیعت کی وجہ سے ہی تو تم بھائی کی قسمت میں لکھی گئی ہو۔۔ مناہل کو اب سمجھ آئی تھی کہ دانیال صاحب نے نور کو سچ نہیں بتایا بلکہ جہانگیر صاحب کی طبیعت خراب ہونے کا بتایا ہے۔۔

اب وہ ٹھیک ہیں۔۔ مناہل نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا۔۔

یہ تو اللہ کا شکر ہے۔۔ ویسے میں نے بھائی کی شادی کی اتنے پلانز بنائے تھے۔۔ اور دیکھو میں تو ان کے نکاح میں ہی شریک نہیں ہوئی۔۔ نور منہ بنا کر بولی۔۔ جس پر مناہل نے سر جھکا لیا۔۔

اوہو تمہیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ اس میں تمہاری کیا غلطی۔۔ اچھا یہ بتاؤ بھائی نے منہ دکھائی میں کیا دیا۔۔ نور اسکا موڈ ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔۔

مناہل کے سامنے آج دوپہر میں ہونے والا منظر آگیا جب رجا کے سامنے ارحم نے اسکے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔۔

کہاں کھو گئی۔۔ کوئی ایسا گفٹ تو نہیں دے دیا جو بتانے یا دیکھانے والا

نہ ہو۔۔۔ نور شرارت سے بولی۔۔ جس پر نا چاہتے ہوئے بھی مناہل ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔

شکر ہے تم مسکرائی تو سہی۔۔ ابھی تو تم دو دن ہی بھائی کے ساتھ رہی ہو تو مسکرانا بھی بھول گئی۔۔۔
نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔

اچھا جی تو پھر کیسی بات ہے۔۔ اب میں آگئی ہوں نہ اب ہم مل کر بھائی کو ٹھیک کریں گے۔۔ بس مجھے بار بار رجا آپنی کا خیال آجاتا ہے۔۔ رجا کا یاد آنے پر نور پھر سے اداس ہو گئی۔۔۔
تمہاری خالہ کیسی تھیں؟؟ مناہل نے بات بدلی۔۔۔

وہ تو بالکل ٹھیک ہیں۔ پتا ہے اتنا کچھ سکھا کر بھیجا ہے انہوں نے کہ کیسے میاں کی خدمت کرنی ہے اور سسرال میں کیسے رہنا ہے۔۔۔
یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔ کب ہے تمہاری شادی۔۔۔؟؟

تمہیں پتا تو ہے ابو نے رشتہ کب سے کیا ہوا ہے۔۔۔ میرے سسرال والے تو چاہا رہے ہیں کہ شادی کچھ ماہ میں ہی ہو جائے یہ تو بس رجا آپنی کی وجہ سے ہی لیٹ تھا وہ ابھی شادی نہیں کروانا چاہ رہی تھیں۔

اب دیکھو کیا بنتا ہے۔۔

سہی۔۔ مناہل بس یہی کہہ سکی۔۔

اچھا یہ تمہارے چہرے اتنا سرخ کیوں ہوا ہے۔۔ اور لیفٹ سائیڈ تو کچھ
سو جھی ہوئی لگ رہی ہے۔۔ نور اسکے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے
بولی۔

اسکے سوال پر مناہل نے فوراً دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔

پتا نہیں کیا ہوا ہے شاید کوئی الرجی ہوگئی ہو۔۔۔ مناہل نے صفائی سے
جھوٹ بولا۔۔۔

اچھا چلو تم بیٹھو میں ذرا آرام کر لوں تھک گئی ہوں۔۔۔ شام کو ملاقات
ہوتی ہے۔۔ کہتے ہوئے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔



رات فرحت بیگم کی ایکدم آنکھ کھولی۔۔ تو بیڈ کی دوسری سائیڈ خالی دیکھ
کر ٹھٹکی۔۔

یہ اس ٹائم کہاں گئے؟؟ سوچتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ فوراً دوپٹہ ٹھیک

کرتی باہر کی طرف آئی۔ ٹی وی لاؤنج میں جہانگیر صاحب کو نہ پا کر اب کی بار انھیں فکر لاحق ہوئی۔۔ بڑے بڑے ڈگ بھرتی وہ لان میں آئی جہاں سامنے جہانگیر صاحب سر جھکائے بیٹھے تھے۔۔ انکو دیکھ کر فرحت بیگم نے سکون کا سانس لیا۔۔

کیا ہوا آپ یہاں اس وقت کیوں بیٹھے ہیں طبیعت تو ٹھیک ہے نہ آپ کی۔۔؟؟ انکے قریب بیٹھتے انہوں نے فکر مندی سے پوچھا۔۔

ہممم۔۔ بس ایسے ہی نیند نہیں آرہی تھی۔۔ انہوں نے بنا دیکھے جواب

دیا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپکو مناہل یاد آرہی ہے۔۔؟؟ بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا۔۔ فرحت بیگم کے سوال پر وہ چونکے۔۔

ہاں آج بہت یاد آرہی ہے اسکی۔۔ عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے۔۔ انکی آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے تھے۔۔

تو ہم صبح چلتے ہیں نہ اس سے ملنے۔۔ مجھے تو خود بہت یاد آرہی ہے اسکی پتا نہیں رحم اسکے ساتھ ٹھیک بھی رہتا ہوگا یا نہیں۔۔ وہ دکھ سے بولی۔

نہیں فرحت ہم اس سے ملنے نہیں جائے گے۔۔ مجھے وہ یاد ضرور آرہی

ہے پر میں اسے معاف نہیں کر سکتا۔۔۔ اس نے جو قدم اٹھایا تھا وہ میں کبھی نہیں بھول سکتا۔۔۔ اب کی بار انکی آواز میں سختی تھی۔۔۔

اولاد ہے وہ ہماری اور وہ بھی اکلوتی۔۔۔ کب تک اس سے ایسے ناراض رہے گے۔۔۔ بچی تھی آگئی کسی کی باتوں میں۔۔۔ آپ جانتے ہیں ہماری مناہل لوگوں کی باتوں میں کتنی جلدی آجاتی تھی۔۔۔ جو جیسا کہتا تھا فوراً اسکی بات پر یقین کر لیتی تھی۔۔۔ یہ جانے بغیر کے ہر انسان سچ نہیں بولتا۔۔۔ آپ ایک بار اس سے ملے تو سہی۔۔۔ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔

رات کافی ہوگئی ہے چلو چل کر سوتے ہیں۔۔۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

پر میری بات۔۔۔

بس فرحت اب مناہل کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوگی۔۔۔ میں جا رہا ہوں تم آجاؤ۔۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ اندر کی طرف بڑھ گئے اور فرحت بیگم انھیں بے بسی سے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔



السلام علیکم سر۔۔۔ ارحم کے روم میں داخل ہوتے ہی ایک سپاہی نے ادب سے سلوٹ کیا۔۔۔ ارحم جو فائل دیکھنے میں مصروف تھا۔ اسکی آواز پر چونکا۔۔۔

جی راحیل بولو کیا خبر ہے۔۔۔

سر ہم نے آپ کے بتائے گئے ہوٹل میں کچھ دیر پہلے ریڈ ڈالی ہے۔ ہمہم۔۔۔ تو بتاؤ جو اطلاع ہم تک پہنچی تھی کیا وہ درست تھی؟؟ کیا کوئی فائدہ ہوا ہے؟؟ ارحم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

جی سر بہت زیادہ فائدہ ہوا ہے۔۔۔ وہ ہوٹل گندگی کا ڈھیر تھا۔۔۔ وہاں سے ہمیں بڑی مقدار میں شراب کو کین اور بہت سی اور نشہ وار چیزیں ملی ہیں اور اس کے علاوہ۔۔۔ بولتے ہوئے وہ ایک پل کو رکا۔۔۔

تم رک کیوں گئے راحیل؟؟ اس کے علاوہ تمہیں کیا ملا وہاں سے؟؟

سر وہاں پر دس سے بارہ لڑکے لڑکیاں بھی ملے ہیں۔۔۔ اور جس حالت میں ہم نے انکو پکڑا ہے۔۔۔ وہ میں۔۔۔ اس پہلے وہ کچھ بولتا ارحم فوراً بولا۔۔۔

میں سمجھ گیا ہوں تم کیا کہنا چاہ رہے ہو۔۔۔ کیا ان میں سے کوئی شادی

شده بھی ہیں؟؟

نہیں سر وہ کالج اور یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹ ہیں۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں آرہا ہوں۔۔۔

جی سر۔۔۔ کہتے ہوئے وہ چلا گیا۔۔۔

اسکے جاتے ہی ارحم اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ پہنچا تو سامنے ان لڑکے لڑکیوں کو دیکھ کر تو اسکا خون کھولنے لگا۔۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان سب کو ایک ایک کر کے وہ سزا دے جو وہ عمر بھر یاد رکھیں۔۔۔ اسے دیکھ کر سب نے اپنی نظریں جھکا لی۔۔۔ لڑکیاں اپنی چادریں ٹھیک کرنے لگی۔۔۔

اب کیا فائدہ اپنی چادریں ٹھیک کرنے کا۔۔۔ اس چادر کی بھی کوئی عزت ہے۔۔۔ جو تم جیسی لڑکیاں نہیں جانتیں۔۔۔ ارحم سلگتے ہوئے لہجے میں بولتا ہوا۔۔۔ انکے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

سر ہم۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتے ارحم نے انکی بات کاٹی۔۔۔

تم لوگوں کی بھی سن لیتا ہوں۔۔ کہتے ہوئے راحیل کی طرف متوجہ ہوا۔
 تم ابھی اور اسی وقت مولوی صاحب کو بلواؤ۔۔ ان لوگوں نے جب یہ
 حرکتیں ہی کرنی ہیں تو ایک دوسرے کے لیے حلال تو ہوں۔۔۔
 اور ارحم کی بات سن کر تو جیسے وہ سب سکتے میں آگئے۔۔۔

جی سر۔۔۔

اور ہاں۔۔ ان کے والدین کو بھی بلواؤ میں چاہتا ہوں انکے سامنے انکی
 اولاد کا نکاح کروایا جائے۔۔۔

یس سر۔۔ کہتے ہوئے چلا گیا۔۔۔

سر پلیز ہمیں معاف کر دیں۔۔ ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہیں۔۔۔ وہ
 سب ارحم کے قدموں بیٹھتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔

میں تو تم لوگوں کو سزا ہی نہیں دے رہا تو معافی کس بات کی۔۔۔

سر میں اس سے شادی نہیں کر سکتا۔۔ ہم صرف اچھے دوست ہیں۔۔ ان
 میں سے ایک بولا۔ جس پر اس لڑکی نے چونک کر دیکھا جو اسکے ساتھ
 ایک کمرے میں پکڑی گئی تھی۔۔۔

اسکی بات پر ارحم نے زور سے اس لڑکے کا منہ دبوچا۔۔

بے غیرت انسان۔۔ رات کے اس پہر تم اس لڑکی کے ساتھ ایک کمرے سے اس حالت میں ملے ہو اور اب کہہ رہے ہو۔۔۔ یہ تمہاری دوست ہے۔۔۔ پھر اس لڑکی کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

دیکھو اسے۔۔۔ جس پر تم اپنا گھر چھوڑ کر اسے خوش کرنے آئی ہو۔۔۔

سر اس نے مجھ سے زبردستی کی ہے۔۔ میں اپنی مرضی سے نہیں آئی۔۔ وہ روتے ہوئے بولی۔۔ جس پر ارحم نے زور دار قہقہہ لگایا۔۔

میڈم زبردستی کمرے میں کی جاسکتی ہے۔۔ گھر سے تو تم اپنی مرضی سے ہی آئی ہو نہ۔۔۔؟ اسکے سوال پر لڑکی نے سر جھکا لیا۔۔۔

صرف لڑکے کا قصور نہیں ہوتا تم لوگ بھی اتنی ہی قصور وار ہو۔۔۔ جو

اپنے ماں باپ کی عزت لٹا کر ان جیسوں کے ساتھ راتیں گزارنے آ جاتی ہو۔۔ جو تمہارا اچھے سے استعمال کر کے شادی کے لیے پاک صاف

لڑکی ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔۔ پر میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔۔ تم لوگوں

کا نکاح کرواؤں گا۔۔ انہیں تو ویسی ہی لڑکی ملنی چاہئے تھی جیسے تم خود

ہو۔۔۔ وہ بھی تمہارے ماں باپ کے سامنے۔ تم جیسی لڑکیوں کی وجہ

سے بہت سے ماں باپ اپنی بیٹیوں کو اسکول اور کالج نہیں بھیجتے۔۔۔ وقت سے پہلے ہی انکی شادیاں کر دیتے ہیں۔۔۔ پتا کیوں۔۔۔؟ کیونکہ وہ ڈرتے ہیں کہ کہی ہماری بیٹی کوئی غلط قدم نہ اٹھالے۔۔۔ ویسے تم میں اور اس طوائف میں کیا فرق ہے وہ تو پھر مجبوری میں اپنا جسم بچتی ہیں اور تم لوگ جھوٹی محبت میں۔۔۔

سر ایک موقع دے دیں۔۔۔ آئندہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔۔۔ ان میں سے ایک ہاتھ جوڑ کر بولا۔۔۔

موقع ہی تو دے رہا ہوں۔۔۔ تو ہی اسی سے تمہارا نکاح کر رہا ہوں جس کے ساتھ تم پکڑے گئے ہو۔۔۔ کل کو جب تمہاری اولاد ہوگی تو بتانا کیسے تم دونوں کی شادی ہوئی۔۔۔ کس حالت میں پکڑے گئے تھے تم لوگ۔۔۔ ایک دوسرے کے ساتھ بغیر نکاح کے راتیں گزار سکتے ہو لیکن نکاح کر کے ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔۔۔ تف ہے تم لوگ پر۔۔۔ اب چلتا ہوں۔۔۔ تم لوگوں کی تو شکل بھی دیکھنے کو دل نہیں کر رہا۔۔۔ شہباز۔۔۔ ارحم نے دوسرے سپاہی کو آواز دی۔۔۔۔۔ جو اسکی آواز پر بھگتا ہوا آیا۔۔۔

جی سر۔۔۔؟؟

جب مولوی صاحب اور ان کے والدین آئے تو مجھے بتا دینا۔۔۔

ٹھیک ہے سر۔۔۔

اور ہاں لیڈی کسنٹیبل سے کہیں ان لڑکیوں کی اچھے سے خدمت کریں اور تم ان لڑکوں کی جب تک ان کے ماں باپ نہیں آجاتے۔۔۔ بنا اسکا جواب سنے ارحم فوراً وہاں سے چلا گیا۔۔۔



اگلے دن ارحم گھر واپس آیا تھا۔۔۔ وہ ٹی وی لاونج میں داخل ہوا تو اسکی نظر سامنے کھڑی مناہل پر پڑی۔۔۔ جو ریسپور کان سے لگائے۔۔۔ تیزی سے نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔۔ اسے ایسے دیکھ کر تو ارحم کے اعصاب تن گئے۔۔۔ بڑے بڑے ڈگ بھرتا اسکے قریب آیا۔۔۔ جو اسکی موجودگی سے بے خبر فون پر نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھی۔۔۔

ارحم نے اسکی کلائی کو زور سے پکڑا۔۔۔ اسکی گرفت اس قدر سخت تھی کہ مناہل کے ہاتھ سے ریسپور نکل کر نیچے جھولنے لگا۔۔۔

کس کو فون ملا رہی تھی؟؟ ارحم نے اسکا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے

اسکے بالوں س کو اپنی مٹھی میں جکڑا۔۔ خوف کے مارے مناہل کے اوپر
لرزہ طاری ہو گیا۔۔۔

م۔۔۔ ما۔۔۔ ماما کو۔۔۔ مناہل کی آواز با مشکل ہی نکلی۔۔۔

جھوٹ۔۔۔ بلکل جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔۔ سچ بتاؤ اپنے اس عاشق کو
فون ملا رہی تھی نہ تم۔۔۔ اسی سے بات کرنے کا دل کر رہا تھا نہ
تمہارا۔۔۔ رحم اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا سلگتے ہوئے لہجے میں بولا جس
میں خوف کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ میں ماما کو فون۔۔۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ
کہتی رحم نے اسکا منہ سختی سے دبوچا۔۔۔

تم ایسے نہیں مانو گی۔۔۔ ابھی بتاتا ہوں۔۔۔ کہتے ہوئے رحم اسے کھینچ کر
کچن کی طرف لے کر جانے لگا۔۔۔

رحم۔۔۔ دانیال صاحب نے اپنے کمرے میں سے نکلتے ہوئے گراج دار
آواز میں رحم کا نام پکارا جو مناہل کو بالوں س سے گھسٹتے ہوئے لے کر
جا رہا تھا۔۔۔ انکی آواز پر وہ روکا۔۔۔ اور مڑ کر انکو طرف دیکھا۔۔۔

چھوڑو اسے۔۔۔ دانیال صاحب مناہل کو اس سے چھڑواتے ہوئے بولے۔

ابو آپ نہیں جانتے یہ کسی کو فون ملا رہی تھی۔۔۔ اور مجھے یقین ہے یہ اسی کو فون کر رہی ہوگی جس کے ساتھ یہ بھاگی تھی۔۔۔

ارحم بس بہت ہو گیا۔۔۔ جاؤ مناہل ارحم کے کمرے میں۔۔۔ مناہل جو خوف سے کانپ رہی تھی ان کی بات پر حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

میں نے کہا نہ جاؤ ارحم کے کمرے میں۔۔۔ اب کی بار انہوں نے سختی سے کہا۔۔۔ جس پر مناہل فوراً ارحم کے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔

اسکے جاتے ہی دانیال ارحم کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔
 یہ کیا حرکت تھی ارحم۔۔۔ دانیال صاحب نے سختی سے میں پوچھا۔۔۔

ابو آپ نہیں جانتے وہ میری غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا رہی تھی مجھے یقین ہے یہ اسی لڑکے کو فون کر رہی تھی۔۔۔

ارحم تم ایسے تو نہیں تھے۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔ اسے میں نے ہی کہا تھا اپنے گھر فون کرنے کا۔۔۔ اب کی بار انکا لہجہ نرم تھا۔۔۔

انکی بات پر ارحم نے سر جھکا لیا۔۔۔

چلو آؤ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔ کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔۔۔

ارحم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ان کے قریب بیٹھ گیا۔۔۔

دیکھو ارحم اب وہ تمہاری بیوی ہے اور تمہیں اس پر یقین کرنا ہوگا۔۔۔
وہ سنجیدگی سے بول رہے تھے۔۔۔

ابو میں تو مر کر بھی اس پر یقین نہیں کرونگا۔۔۔ جو اپنے ماں باپ کی
نہیں بنی وہ میری کیا بنے گی۔۔۔

ارحم بچوں جیسی باتیں مت کرو۔۔۔ جو ہو گیا اسے بھول جاؤ اور آگے کی
سوچو۔۔۔ میں جانتا ہوں تمہیں ایک ان چاہی لڑکی ملی ہے پر بیٹا اسے بھی
تو تم ملے۔۔۔ اور تمہاری اور اسکی عمر میں فرق بھی تو کتنا ہے۔۔۔

ابو اگر میں اسکو ملا ہوں تو اسکی اپنی وجہ سے ملا ہوں۔۔۔ اور جو بھی
ہو میں اسے اپنے کمرے میں نہیں رکھ سکتا۔۔۔ ارحم اپنے لفظوں پر زور
دیتے ہوئے بولا۔۔۔

تو کہاں رہے گی وہ؟؟ نور آچکی ہے اور اسے حقیقت کا نہیں پتا اور نہ ہی
میں چاہتا ہوں اسے کبھی پتا چلے۔۔۔ اس لیے اب جب تک نور کی شادی
نہیں ہو جاتی تمہیں اسے اپنے کمرے میں ہی رکھنا ہوگا۔۔۔

ابو لیکن۔۔۔ اس پہلے وہ مزید کچھ کہتا دانیال صاحب نے اسکی بات کاٹی۔

لیکن ویکن کچھ نہیں جو کہا ہے اس پر عمل کرو۔۔ اور جو حرکت تم نے آج کی ہے وہ آئندہ نہ ہو یہ میرا گھر ہے تمہارا پولیس اسٹیشن نہیں کہ تم جب چاہے جیسا چاہے مناہل کے ساتھ سلوک کرو۔۔ انہوں سرد لہجے میں بولے۔۔ جس پر ارحم خاموش ہو گیا۔۔

لیکن ابو نور کی شادی ہوتے ہی میں رجا سے شادی کر لوں گا اور مناہل کو طلاق دے دوں گا۔۔ وہ جیسے اپنا فیصلہ سنا رہا تھا۔۔

میں نے تمہاری شادی اس لیے نہیں اس سے کروائی تھی کہ تم اسے طلاق دو۔۔ بیٹی بنا کر لایا ہوں میں اسے۔۔ تم اسے طلاق صرف میرے مرنے کے بعد ہی دے سکتے ہو اس سے پہلے نہیں۔۔ سمجھے تم۔۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

ابو آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔ میں ایسی لڑکی کے ساتھ نہیں رہ سکتا جس کا کردار ٹھیک نہ ہو۔۔۔

بس کر دو ارحم۔۔ اس بیچاری کی ایک غلطی کی سزا اسے کب دیتے رہو گے۔۔۔

پتا نہیں۔۔ پر میری نظر میں وہ بیچاری نہیں ہے۔۔ ارحم تلخی سے بولا

اور بڑے بڑے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں چلا گیا اور دانیال صاحب
بے بسی سے جاتا دیکھ رہے تھے۔۔۔



ارحم کمرے میں آیا تو سامنے صوفے پہ بیٹھی مناہل کو دیکھ کر اسکی
آنکھیں غصے سرخ ہو گئیں۔۔۔ جو گھٹنوں منہ دیے ہچکیوں سے رو رہی
تھی۔۔۔ ارحم اسے نظر انداز کرتا ہوا وارڈروب سے اپنے کپڑے نکال کر
اور واش روم میں گھس گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد ارحم فریش ہو کر نکلا۔ ٹاول سے سر رگرتا شیشے میں خود کو
دیکھنے لگا جو پہلے کی نسبت کافی حد تک فریش لگ رہا تھا لیکن مناہل
ابھی بھی ویسی پوزیشن میں بیٹھی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔

بس کر دو یہ رونا دھونا۔۔۔ ایسا کچھ نہیں کہا جس پر تم ایسے رو رہی ہو۔
ارحم چڑ کر بولا۔ اسکی آواز پر وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور آنکھیں رگرتی
باہر کی طرف جانے لگی۔۔۔

کہاں جا رہی ہو؟؟ ارحم نے اسے باہر کی طرف جاتا دیکھ کر پوچھا۔۔۔
آپ نے کہا تھا کہ میرے کمرے میں مت آنا۔ لیکن میں ابو کے کہنے

پر آئی تھی۔۔۔ پر اب میں جا رہی ہوں۔۔۔ مناہل جھجکتے ہوئے بولی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے کمرے سے جانے کی۔۔۔ اب جب تک میں چاہوں گا
تم یہی رہو گی۔۔۔ ارحم نے سختی سے کہا۔۔۔ اسکی بات پر مناہل نے حیرانگی
سے اسے دیکھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا جس نے اسے ہاتھ پکڑ کر
کمرے سے نکال دیا تھا آج وہی کہہ رہا ہے کہ کمرے سے مت جاؤ۔۔۔

اب کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو؟؟ ارحم اس کے ایسے دیکھنے پر
اکتا کر بولا۔۔۔ اسکی بات پر مناہل ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور نظریں
چرا کر واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔ ارحم نے بیڈ پر لیٹتے ہوئے اسے آواز دی۔ اسکی آواز پر مناہل
ڈرتے ڈرتے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیڈ کے قریب آئی۔۔۔

جی۔۔۔ مناہل کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

پاؤں دباؤ میرے۔۔۔ ارحم نے آنکھیں بند کرتے ہوئے حکم صادر کیا۔۔۔

جس پر مناہل نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔

کیا ہوا؟؟ بت بنی کیوں کھڑی ہو میری بات کی سمجھ نہیں آئی؟؟ ارحم نے
اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ مناہل فوراً اسکے پیروں کے نزدیک بیٹھ گئی۔

بیڈ پر نہیں نیچے بیٹھ کر دباؤ۔۔ مناہل بنا کچھ کہے نیچے بیٹھ گئی۔۔ مناہل نے اپنے کانپتے ہاتھ اسکے پاؤں پر رکھے۔۔ اور آہستہ آہستہ دباننا شروع کر دیا۔۔ اس وقت مناہل اسکی زر خرید غلام لگ رہی تھی اور وہ اسکا ظالم مالک۔۔

ہاتھوں میں جان نہیں کیا زور سے دباؤ۔۔ رحم دھاڑا تھا۔۔

جی۔۔ اپنی طرف سے وہ پوری قوت کے ساتھ دبا رہی تھی۔۔ کچھ دیر دبانے کے بعد مناہل نے محسوس کیا کہ وہ کچھ بھی نہیں بول رہا۔۔ اب تو وہ ہلکے ہاتھ سے دبا رہی تھی لیکن وہ کچھ نہیں بولا۔۔ مناہل نے نظر اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔۔ جس سے لگ رہا تھا کہ وہ سوچا ہے۔۔ شاید وہ دو دن گھر نہ آنے کی وجہ سے ٹھیک سے نہیں سویا تھا۔۔ تبھی کچھ ہی پل میں سو گیا۔۔ مناہل کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اٹھ کر چلی جائے یا پھر ایسے ہی بیٹھے۔۔ اگر وہ اٹھ کر چلی گئی تو کہی رحم اسے اس وجہ سے مارنا شروع نہ کر دے۔۔ سوچتے سوچتے مناہل کب رحم کے پیروں بیٹھے نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔۔ پتا نہیں چلا۔۔



مناہل کی آنکھ کھولی تو خود کو اس طرح سوتے دیکھ کر حیرانگی ہوئی۔۔ کچھ

پل کے لیے تو اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ اس طرح زمین پر کیوں سو رہی تھی۔۔۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ یہاں بیٹھی ارحم کے پاؤں دبا رہی تھی اور اسی دوران اسکی آنکھ لگ گئی۔۔۔ اس نے فوراً نظر اٹھا کر بیڈ پر دیکھا جہاں اب ارحم نہیں تھا۔۔۔ مناہل نے اٹھ کر واش روم کا دروازہ دیکھا جو کھولا ہوا تھا۔۔۔ اس کا مطلب ارحم روم میں نہیں ہے۔۔۔ گھڑی میں ٹائم دیکھا جو رات کے آٹھ بج رہے تھے تو کیا وہ اتنی دیر تک سوتی رہی۔۔۔ وہ بڑا بڑتے ہوئے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی روم سے باہر آئی۔۔۔

اچھا ہوا آپ اٹھ گئیں میں آپ کو ہی لینے آرہی تھی۔۔۔ نور بی بی نے کہا تھا کہ سب کھانا کھا رہے ہیں آپ بھی آجائیں۔۔۔ رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

جی۔۔۔ کہتے ہوئے مناہل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے ساتھ ہو لی۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر ارحم دانیال صاحب نور ایک دوسرے سے مسکراتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ نور کی نظر مناہل پر گئی تو اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

شکر ہے بھابھی صاحبہ آپ اٹھ گئیں۔۔۔ ورنہ مجھے لگا تھا اب تو آپ سے

صبح ملاقات ہوگی۔ نور شرارت سے بولی۔ نور کی بات پر ارحم دانت پیس کر رہ گیا۔ اسے نور کا یوں مناہل کو بھابھی کہنا سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔
 آجاؤ بیٹھو۔۔۔ کھانا کھاتے ہیں۔۔۔ مناہل نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ اور کچھ قدم چل کر اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔۔۔

آج تو تم میرے ساتھ بیٹھ گئی ہو۔۔۔ پر صبح سے تم بھائی کے برابر والی کرسی پہ بیٹھو گی۔۔۔ کیونکہ خالہ کہتی تھیں کہ بیوی اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھتی ہوئی اچھی لگتی ہے۔۔۔ نور بظاہر آہستہ بول رہی تھی لیکن اسکی بات ارحم کے کانوں سے ٹکرا گئی۔۔۔ جو ہنوز نظریں اپنی پلیٹ پر جمائے بیٹھا تھا۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھائی آپ مجھے ٹریٹ کب دے رہے ہیں؟ نور نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔
 ٹریٹ؟؟ مگر کس بات کی؟؟ ارحم مناہل کو مکمل اگنور کرتے ہوئے نور سے پوچھنے لگا۔۔۔

ارے یہ تو غلط بات ہے بھائی۔۔۔ ایک تو بنا بتائیں میری اتنی اچھی دوست سے شادی کر لی۔۔۔ اوپر سے اب ایسے انجان بن رہے ہیں۔۔۔ مجھے آپ سے آپ کی شادی کی ٹریٹ چاہیے۔۔۔ نور منہ بنا کر بولی۔۔۔

نور کی بات پر مناہل کا چلتا چوچ وہی رک گیا۔۔۔ اب تو جیسے اسکی بھوک ہی مر گئی ہو۔۔۔

ارحم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہاں سے اٹھ کر فوراً چلا جائے پر جانتا تھا دانیال صاحب کو یہ بات اچھی نہیں لگے گی اس لیے خاموشی سے بیٹھ گیا۔۔۔

کیا ہوا بھائی جواب تو دیں۔۔۔ ارحم کے جواب نہ دینے پر نور نے دوبارہ اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا دانیال صاحب فوراً بولے۔۔۔
 ارحم بیٹا کل نور کے سسرال والے آرہے ہیں۔۔۔ دانیال صاحب نے صفائی سے بات بدلی۔۔۔ جس پر نور نے شرم سے سر جھکا لیا۔۔۔
 سب خیریت۔۔۔؟؟ ارحم نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔

ہاں شادی کی تاریخ طے کرنے۔۔۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اب ہم اور انتظار نہیں کر سکتے۔۔۔ اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اب نور کی شادی کر دی جائے۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بول رہے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے ابو جیسے آپ کو بہتر لگے۔۔۔ ارحم کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا۔

بھائی آپ کہاں جا رہے ہیں؟ نور نے اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر پوچھا۔
پولیس اسٹیشن۔۔۔

لیکن بھائی آپ چھتیس گھنٹے وہاں گزار کر آئیں ہیں۔۔ اور صرف کچھ گھنٹے
کے لیے گھر آئے تھے اور اب پھر جا رہے ہیں۔۔۔ نور ناگواری سے
بولی۔

میری جان کیا کروں جب ہی ایسی ہے کبھی بھی جانا پڑتا ہے۔۔ فکر مت
کرو کل تمہارے سسرال والوں سے زور ملوں گا۔۔ ارحم چہرے پر
مسکراہٹ سجائے محبت سے بول رہا تھا۔۔ مناہل کی نظر اسکے چہرے پر
گئی۔۔ وہ جب سے اس گھر میں آئی تھی دوسری بار اسکے چہرے پر اس
نے سچی مسکراہٹ دیکھی تھی۔۔ ایک بار جب رجا سے وہ باتیں کر رہا
اور دوسرا آج۔۔ پھر سر جھٹک کر دونوں کو دیکھنے لگی۔۔ ایک دوسرے
سے کتنا خوش ہو کر بات کر رہے تھے۔۔

چلو خیر سے جاؤ۔۔۔ دانیال صاحب بولے۔۔

جی ابو۔۔ کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔۔

وہاں کہاں جا رہے ہو۔۔۔؟؟ دانیال صاحب نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

ابو وہ میرا والٹ اور فون روم میں رہ گیا ہے وہی لینے جا رہا ہوں۔۔۔
 تو آپ کیوں جا رہے ہیں۔۔۔ یہ کام تو بیویوں کا ہوتا ہے۔۔۔ چلو مناہل
 جاؤ اور بھائی کی چیزیں لے کر آؤ۔۔۔ نور آنکھوں میں شرارت لیے
 بولی۔۔۔ جس پر مناہل پہلے تو چونکی پھر اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کھڑی
 ہوئی۔

نہیں میں خود لے لوں گا۔۔۔ ارحم نے مناہل کو بنا دیکھے کہا۔۔۔
 نہیں بلکل بھی نہیں۔۔۔ اب مناہل چلی گئی ہے وہ لے آئے گی۔۔۔ ابھی
 وہ بول ہی رہی تھی کہ مناہل روم سے والٹ اور فون لاتی دیکھی۔۔۔
 لے آگئی۔۔۔ نور نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ مناہل نے جھجکتے ہوئے اسکی
 طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔۔ ارحم نے فوراً اسکے ہاتھ سے اپنی چیزیں لیں اور
 بڑے بڑے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا اور مناہل کے لیے یہ خوشی
 کافی تھی کہ اس نے بنا کچھ کہے اس کے ہاتھ سے چیزیں لے لیں۔۔۔



اگلے دن نور کے سسرال والے آچکے تھے۔۔۔ ملازم سب انکی خدمت
 میں مصروف تھے ارحم اور دانیال صاحب بھی ان کے ساتھ ہی موجود

تھے۔۔ مناہل نور کے ساتھ اسکے کمرے میں اسے تیار کر رہی تھی۔۔

کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔۔؟؟ نور نے مناہل سے پوچھا۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو یہ کلر تم پر بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔ مناہل نے

دل سے اسکی تعریف کی۔۔۔

تھینکس۔۔۔

چلیں؟؟ سب انتظار کر رہے ہونگے۔۔۔؟؟ مناہل نے پوچھا۔۔

ارے تم تو تیار نہیں ہوئی تو ایسے کیسے چلیں؟؟ تم ایک ہی تو میری

بھابھی ہو۔۔ اور ویسے بھی وہ تمہیں پہلی بار دیکھیں گے۔۔۔ اور میں

چاہتی ہوں کہ تم ان کے سامنے اچھی سی بن کر جاؤ۔۔

نہیں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔۔ مناہل تو انکے سامنے جانا ہی نہیں چاہتی

تھی اسے تو یہی فکر لاحق تھی کہ وہ ان کے سوالوں کا کیا جواب دے

گی۔۔۔

نہیں بلکل بھی نہیں۔۔۔ ٹھہرو ایک منٹ۔۔۔ کہتے ہوئے وارڈروب کی

طرف بڑھی اور وائٹ کلر کی فراک نکال کر اسکے ہاتھ میں تھمایا۔۔۔

یہ لو اور جلدی سے پہن کر تیار ہو جاؤ۔۔۔

لیکن میں یہ۔۔۔ اس سے پہلے مناہل کچھ کہتی نور فوراً بولی۔۔۔

خالہ نے مجھے لے کر دی تھی اور قسم سے میں نے ایک بار بھی نہیں
پہنی۔۔۔ نور نے یقین دہانی کرائی۔۔۔

ارے نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔

تو بس پھر اسے پہنو اور جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔۔ نور چہک کر بولی۔۔۔

مناہل جانتی تھی کہ اگر وہ دوبارہ انکار کریں گی تو نور اس سے ناراض
ہو جائے گی۔۔۔

اوکے۔۔۔ کہتے ہوئے روم سے چلی گئی۔۔۔



مناہل چہنچ کر کے واشروم سے باہر آئی تو ارحم سامنے کھڑا شاید اسی کا
انتظار کر رہا تھا۔۔۔ اسے دیکھ کر تو مناہل گڑبڑا گئی۔۔۔ اسکا دوپٹہ بیڈ پر پڑا
تھا۔۔۔ اس سے نظریں چرا کر مناہل نے فوراً اپنا دوپٹہ اٹھا کر سر پر لیا۔
ناچاہتے ہوئے ارحم نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔ جو اب اپنا دوپٹہ

سر پر لے چکی تھی۔۔ وہ دو قدم چل کر اسکے قریب آیا۔۔۔
 میرے کمرے میں آئندہ بغیر دوپٹے کے تم مجھے نظر مت آؤ۔۔۔
 جی۔۔۔ مناہل سہمے ہوئے انداز میں بولی۔۔۔

ویسے تو میں نہیں چاہتا تھا کہ تم نور کے سسرال والوں کے سامنے جاؤ
 لیکن ابو کی وجہ سے میں خاموش ہوں۔۔۔ پتا نہیں تم نے کیا گھول کر
 پلایا ہے انھیں۔۔۔ ہر وقت تمہاری حمایت میں لگے رہتے ہیں۔۔۔ ارحم دانت
 پیس کر بولا۔۔۔

اسکی بات پر مناہل نے سر جھکا لیا۔۔۔

جلدی سے نور کو لے کر باہر آؤ۔۔۔ وہ انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ اور ہاں وہ
 اس نکاح کے بارے میں کچھ بھی پوچھیں تم کوئی جواب نہیں دو گی۔۔۔
 جو بھی کہنا ہوگا ابو خود کہہ لے گے۔۔۔ یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھا لو۔۔۔
 جی میں کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔ مناہل نے ہمت کرتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

ارحم مزید کچھ کہے بنا جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ اسے مناہل کی دبی
 دبی چیخ سنائی دی۔۔۔ ارحم نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟ ارحم کے لہجے میں سختی تھی۔۔۔

وہ۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتی ارحم کی نظر اسکے پاؤں پر پڑی جس پر گلدان گرا ہوا تھا۔ ارحم نے فوراً اسکے پاؤں سے گلدان اٹھایا اور واپس اسکی جگہ پر رکھا۔۔۔

دھیان کہاں تھا تمہارا۔۔۔ نظر نہیں آتا۔۔۔ ارحم غصے میں بولا۔۔۔ اور مناہل بس پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ اسے اس بات پر غصہ کیوں آرہا ہے اسے تو خوش ہونا چاہئے تھا۔۔۔

اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔ باہر سارے مہمان بیٹھے ہیں اور تم یہاں اپنے پاؤں میں چوٹ لگوا کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔ ارحم چڑ کر بولا۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ مناہل اسے دیکھ کر کہا۔۔۔

اسکے بولنے پر جیسے وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔ اسے خود سمجھ نہیں آئی تھی وہ ایسے کیوں بول رہا ہے۔۔۔ وہ مناہل کی چوٹ کی پرواہ کیوں کر رہا ہے۔۔۔ پھر خود کو کمپوز کرتا ہوا بولا۔۔۔

ہاں تو مجھے کیا فرق پڑتا ہے کہ تم ٹھیک ہو یا نہیں۔۔۔ میں بس اس لیے

کہہ رہا تھا کہ باہر سب انتظار کر رہے ہیں۔۔ اور تم فضول میں دیر کر رہی ہو۔۔۔ صرف پانچ منٹ ہے تمہارے پاس جلدی سے نور کو لے کر ٹی وی لاؤنج میں آجاؤ۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی ارحم کمرے سے چلا گیا۔۔۔

اور مناہل اسکے اس طرح غصہ کرنے پر الجھ کر رہ گئی۔۔ پھر ارحم کا خیال آنے پر سر جھٹک کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔



مناہل نور کو لے کر ٹی وی لاؤنج میں آئی۔۔ جہاں سب کو نور کا ہی انتظار تھا۔۔۔ سلمہ بیگم نور کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔

ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہے میری بہو۔۔ اللہ نظریں بد سے بچائے۔۔ سلمہ بیگم اسکو گلے لگاتے ہوئے بولیں۔۔ جس پر نور ہلکا سا مسکرا دی۔۔

ادھر آؤ۔۔ میرے پاس بیٹھو۔۔ نور نے اثبات میں سر ہلایا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انکے قریب جا کر بیٹھ گئی۔۔ مناہل نور کو بیٹھتے دیکھ کر واپس جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ دانیال صاحب نے اسے آواز دی۔۔۔

مناہل بیٹا تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔ ادھر آؤ بیٹھو ارحم کے پاس۔۔۔ ارحم انکی بات پر چونکا اور مناہل بنا کچھ کہے۔۔۔ ارحم کے پاس آکر بیٹھ گئی۔۔۔ سلمہ بیگم نے ایک نظر مناہل کی طرف دیکھا۔۔۔ انھیں حیرانگی ہوئی تھی اسے دیکھ کر۔۔۔

بھائی صاحب یہ کون ہے۔۔۔؟؟ سلمہ نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔

یہ نور کی دوست ہے مناہل۔۔۔ جس پر ارحم نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ دانیال صاحب نے حقیقت نہیں بتائی۔۔۔

لیکن اب یہ ہماری بہو ہے۔۔۔ دانیال صاحب سنجیدگی سے بولے۔۔۔ اور مناہل کو تو انکی بات پر اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

بہو۔۔۔ سلمہ اور انکے میاں اظہر کو تو شاکڈ لگا۔۔۔

جی بہو۔۔۔ کچھ دن پہلے میں نے ارحم کا نکاح اپنے دوست کی بیٹی مناہل سے کر دیا ہے۔

لیکن بھائی صاحب ارحم کی منگنی تو کسی اور سے ہوئی تھی نہ۔۔۔؟؟

جی بھابھی۔۔۔ بس ایک ایمر جنسی بن گئی تھی جس کی وجہ سے یہ نکاح

کرنا پڑا۔۔۔

چلے کوئی بات نہیں جو جس کے نصیب میں ہوتا ہے وہ اسے مل کر ہی رہتا ہے۔۔۔ ماشاء اللہ بہت پیاری ہے۔۔۔ آپ کی بہو اللہ دونوں کو خوش رکھے۔۔۔ اظہر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

اب ہم شادی کی تاریخ طے کر لیں۔۔۔ ایکچولی مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔
ڈیوٹی پر واپس بھی جانا ہے۔۔۔ ارحم نے بات بدلی۔

جی بیٹا ضرور۔۔۔ ہم تو اگلے ماہ کی دس تاریخ سوچ کر آئے ہیں۔۔۔ آگے
جیسا آپ کہیں۔۔۔

ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ کیوں ٹھیک کہا نہ ارحم۔۔۔

جی ابو بلکل ٹھیک ہے۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو آپ سب کو۔۔۔ سلمہ بیگم نور کا ماتھا چوم کر بولی۔

منہاں بیٹا سب کا منہ میٹھا کرواؤ۔۔۔

جی۔۔۔ منہاں فوراً اٹھی اور میٹھائی کی پلیٹ اٹھا کر سب کا منہ میٹھا کروانے
لگی۔ سب کو دیتے ہوئے اب وہ ارحم کے پاس آئی تھی۔ ارحم کے قریب

آتے ہی اسکے ہاتھ کانپنا شروع ہو گئے۔۔۔

مجھے نہیں کھانی۔۔۔ رحم سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑا ہوا۔۔۔

چلے اب میں چلتا ہوں انشاء اللہ جلد ہی ملاقات ہوگی۔۔۔ رحم چہرے پر
مسکراہٹ سجائے محبت سے بولا۔۔۔

جیتے رہو خوش رہو۔۔۔ اور اب جلدی سے اپنی بیوی کو ہمارے گھر لے
کر آنا۔۔۔ سلمہ بیگم نے کہا۔۔۔

جی۔۔۔ کہتے ہوئے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اور مناہل بے بسی سے ہاتھ میٹھائی کی پلٹ پکڑے اسے جاتا دیکھ رہی
تھی۔۔۔



رات کو نور اپنا سامان سمیٹ رہی تھی کہ اچانک اسکا فون بجا۔۔۔ نور نے
گھڑی میں ٹائم دیکھا جو رات کے بارہ بجا رہی تھی۔۔۔

اس وقت کس کا فون آ سکتا ہے۔۔۔ نور نے سوچتے ہوئے فون بیڈ کے

سائیڈ ٹیبل سے اٹھایا۔۔۔ انجان نمبر دیکھ کر وہ چونکی۔۔۔ ارحم نے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ کسی بھی ایسے انسان کا فون مت اٹھائے جسے وہ جانتی نہ ہو۔۔۔ لیکن ہو سکتا ہے کسی نے مجبوری میں کال کی ہو۔۔۔ نور نے سر جھٹک کر فون کو کان سے لگایا۔۔۔ لیکن خاموش رہی۔۔۔

السلام علیکم نور۔۔۔ نور تو جیسے کسی لڑکے کی آواز سن کر ڈر سی گئی۔۔۔ پھر ہمت کرتے ہوئے بولی۔۔۔

آپ کون۔۔۔؟؟

میں آپکا منگیترا احد۔۔۔ اور کچھ دن بعد آپکا شوہر بن جاؤنگا انشا اللہ۔۔۔ وہ بہت ہی پر امید انداز میں بولا۔۔۔ اسکی بات پر نور جھینپ سی گئی۔۔۔

کیا ہوا ابھی بھی نہیں پہچانا؟؟ نور کے جواب نہ دینے پر وہ دوبارا بولا۔۔۔ نہیں اصل میں میں نے پہلے کبھی کسی منگیترا سے فون پر بات نہیں کی اس لیے۔۔۔ نور ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔

اس کا مطلب آپ کی پہلے بھی منگنی ہو چکی ہے۔۔۔ احد کو تو جیسا اسکی بات پر کرنٹ لگا تھا۔۔۔

ارے نہیں۔۔۔ میرا مطلب کسی لڑکے سے۔۔۔ نور کو خود سمجھ نہیں آ

رہی تھی کہ وہ کیا کہہ گئی ہے۔۔۔

اوو شکر ورنہ میں تو ڈر گیا تھا۔۔۔ مجھے پتا ہے کہ آپ کسی سے بات نہیں کرتیں۔۔۔ لیکن اب تو ہماری شادی کی تاریخ طے ہوگئی ہے اب تو ہم ایک دوسرے سے تھوڑی بہت بات کر سکتے ہیں نہ۔۔۔

ہممم۔۔۔ لیکن آپ بھائی کو تو نہیں بتائیں گے نہ۔۔۔؟؟

یعنی ارحم بھائی کو۔۔۔؟؟

جی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Art|Drama|Ghazal|Urdu|English|www.neweramagazine.com

ارے میں انہیں کیوں بتاؤنگا پگلی۔۔۔

ہاں یہ بھی ہے آپ کیوں بتائیں گے اگر آپ نے بتایا تو آپ خود پھنسے گے۔۔۔ نور لاپرواہی سے بولی اور احد اسکی بات پر حیران ہوا تھا۔۔۔

کیا ارحم بھائی نے تمہیں مجھ سے بات کرنے سے روکا ہے؟؟

نہیں تو۔۔۔ وہ اس لیے کیونکہ آپ نے کبھی فون ہی نہیں کیا۔۔۔

مطلب روک سکتے ہیں۔۔۔؟؟

یہ تو ان سے ہی پوچھنا پڑے گا۔۔۔

ہممم۔۔۔ چلے شادی والے دن پوچھ لوں گا۔۔۔ احد محبت سے بولا۔ جس پر نور
شرما گئی۔۔

آپ کو نیند تو نہیں آرہی نہ۔۔۔؟؟

آرہی ہے وہ بھی بہت زیادہ۔۔۔ آج بہت تھک گئی ہوں۔۔۔ نور معصومیت
سے بولی اور احد کا اسکی توقع کے برعکس جواب پر ملنے پر دل کڑرہ گیا۔
آپ بھی سو جائیں زیادہ دیر تک جاگنا نہیں چاہیے۔۔۔

ٹھیک آپ سو جاؤ۔۔۔ پھر بات ہوگی۔۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ کہتے ہوئے فون
کاٹ دیا۔۔۔ اور نور اسکے لائن کاٹنے پر خفگی سے فون کو دیکھنے لگی۔۔۔



صبح کے چار بج رہے تھے جب وہ گھر میں داخل ہوا۔۔۔ چھوٹے چھوٹے
قدم اٹھاتا ارحم ٹی وی لائونج میں آیا جو اس وقت اندھیریں میں ڈوبا ہوا
تھا۔۔۔ بھوک سے ارحم کا برا حال تھا لیکن تھکاوٹ سے اپنے لیے کھانا
نکلنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔

ارحم اپنے روم میں آیا تو اسکی نظر مناہل پر پڑی جو شاید ارحم کے ڈر
سے بیڈ کے بجائے فرش پر سو رہی تھی۔۔۔ اسے مناہل کا ایسے لیٹے دیکھ

کر اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔

اٹھو۔۔۔ ارحم نے اپنا بوٹ اسکے پاؤں پر زور سے مارا۔۔۔ جس پر مناہل ہڑبڑاتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔۔۔

یہاں سونے کے لیے آئی ہو۔۔۔ ارحم سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

نہیں وہ اچانک نیند آگئی تھی۔۔۔ مناہل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔

ارحم بنا اسکی بات کا جواب دیے اپنی چیزیں اور پولیس کیپ اتار کر ٹیبل پر رکھنے لگا۔۔۔ اپنے شرٹ کے بٹن کھولتا وہ وارڈروب سے اپنے کپڑے نکالنے لگا۔۔۔ اچانک اسکی نظر مناہل پر پڑی جو بڑے غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ارحم کے دیکھنے پر مناہل نے فوراً نظریں چرا لیں۔۔۔ اور روم سے چلی گئی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ارحم فریش ہو کر نکلا تو بیڈ پر کھانے کی ٹرے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔ خانسامہ رات کے اس پہر تو اس کے لیے کبھی کھانا نہیں لائی تھی۔۔۔ تو پھر۔۔۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ مناہل پانی لے کر روم میں آئی۔۔۔ اور خاموشی سے اس کے قریب رکھ دیا۔۔۔ کس نے کہا تھا میرے لیے کھانا لانے کو؟؟ ارحم تلخی سے بولا۔۔۔

مجھے لگا تھا آپ کو بھوک لگ رہی ہوگی۔۔۔ کل رات آپ نے ٹھیک

سے کھانا نہیں کھایا تھا اس لیے۔۔ مناہل نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔
تمہیں میری پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ اپنے کام سے کام رکھا
کرو سمجھی۔۔

جی۔۔ مناہل بس یہ ہی کہہ سکی۔۔

اس میں کچھ ملایا تو نہیں ہے نہ؟؟ ارحم نے ابرو اچکا کر پوچھنے لگا۔ بھوک
کی وجہ سے وہ مناہل کو کھانا واپس لے جانے کا بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔
اسکی بات پر تو مناہل کا دل کٹ کر رہ گیا لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ کچھ
بھی کہہ سکتا ہے۔۔۔
نہیں۔۔۔

مجھے تم پر یقین نہیں ہے پہلے تم خود کھاؤ پھر میں کھاؤنگا۔ مناہل نے بنا
کچھ کہے خاموشی سے ایک نوالہ بنا کر منہ میں ڈالا۔۔ جب ارحم کو لگا وہ
ٹھیک ہے۔۔ تو کھانا شروع کیا۔۔

کیا کروں تم جیسی لڑکیوں پر میں یقین نہیں کر سکتا۔۔ جو لڑکی گھر سے
بھاگ سکتی ہے وہ مجھ زہر بھی تو دے سکتی ہے۔۔ اب کی بار اسکے لہجے
میں نرمی تھی۔۔ لیکن اسکے الفاظ نے مناہل کا دل جلا کر رکھ دیا تھا۔۔

میں باہر جا رہی ہوں۔۔۔ اگر آپ کو کچھ چاہیے تو بتا دیجیے گا۔۔۔ اپنے آنسو صاف کرتی مناہل روم سے چلی گئی۔۔۔ ارحم اسکے آنسو دیکھ چکا تھا لیکن شاید اسے مناہل کے آنسو کی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ یا شاید وہ اسکی پرواہ کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔



ارحم بیٹا؟؟؟ ارحم جو باہر کی طرف جا رہا تھا دانیال صاحب کی آواز پر مڑا۔
جی ابو۔۔۔

ادھر آؤ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔ ارحم نے اثبات میں سر ہلایا اور چلتے ہوئے انکے قریب آکر بیٹھ گیا۔۔۔

جی کہیں۔۔۔

بیٹا تمہیں پتا ہے نور کی شادی میں کم دن رہ گئے ہیں۔۔۔ باقی سب کچھ تو میں دیکھ رہا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں شاپنگ تم اسے کرواؤ۔۔۔
لیکن ابو آپ جانتے ہیں میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا اور ویسے بھی میں اس کے ساتھ جا کر کیا کرونگا۔۔۔

بیٹا تم دونوں کی ماں تو ہے نہیں جو یہ سب دیکھتی۔۔۔ نور کی اب چھوٹی
 چھوٹی خوشیوں کا خیال ہم نے ہی تو رکھنا ہے اور مجھے یقین ہے وہ بہت
 خوش ہوگی جب تم اپنی مصروفیت سے وقت نکال کر اسے شاپنگ پر لے
 جاؤ گے۔۔۔

یہ تو آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ چلے میں کل سے اسے اپنے ساتھ
 لے جاؤنگا شاپنگ پر۔۔۔

صرف اسے نہیں مناہل کو بھی۔۔۔ وہ دونوں اچھی دوستیں ہیں مل کر
 شاپنگ کر لیں گی۔۔۔ مناہل کے نام پر تو ارحم کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔
 ابو اسے لے جانا ضروری ہے؟؟ میں رجا کو کہونگا وہ آجائے گی۔۔۔

ارحم اب مناہل تمہاری بیوی ہے اور رجا تمہاری منگیتر۔۔۔ اور اچھے مرد
 اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے جاتے اچھے لگتے ہیں نہ کہ منگیتر کو۔۔۔
 دانیال صاحب کی بات پر ارحم نے سر جھکا لیا۔۔۔

ابو آج نہیں تو کل وہ بھی تو میری بیوی بنے گی۔۔۔

اس کا فیصلہ میں کرونگا تم نہیں۔۔۔ انکے لہجے میں تلخی واضح تھی۔۔۔

ابو میں نے آپکی وجہ سے مناہل سے شادی کی۔۔ آپ نے جیسا کہا میں نے ویسا کیا۔۔ لیکن آپ کو میری بھی بات ماننی ہوگی۔۔ ارحم اپنی بات پر زور دیتا ہوا بولا۔۔

تو ٹھیک ہے مجھے تمہاری اس بات سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ رجا کیا تم جس سے چاہے شادی کر سکتے ہو۔۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔۔ اگر تمہیں منظور ہے تو میں تمہاری شادی خود رجا سے کرواؤنگا۔۔

کیسی شرط؟؟ ارحم نے ابھی نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔
 تم کسی بھی صورت مناہل کو طلاق نہیں دو گے چاہے جو ہو جائے۔۔
 ارحم نے بے یقینی سے انکی طرف دیکھا۔۔

ابو آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔

ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔ اب تمہیں جانا چاہئے دیر ہو رہی ہوگی۔۔

ارحم مزید کچھ کہے بنا بڑے بڑے ڈگ بھرتا چلا گیا۔۔



ارحم پولیس اسٹیشن پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ کر ایک پل کے لیے چونکا

شہر بھر کے خواجہ سرا کھڑے احتجاج کر رہے تھے۔۔۔

انصاف دو۔۔۔ انصاف دو۔۔۔ کے نعرے لگا رہے تھے۔۔۔ اسے کچھ دیر پہلے ہی سارے معاملے کا پتا چلا تھا۔ اس لئے وہ گھر سے جلدی پولیس اسٹیشن کے لئے نکلا تھا۔۔۔ ابھی وہ گاڑی سے اترا ہی تھا کہ سب خواجہ سرا اسکی طرف لپکے۔۔۔

صاحب ہمیں انصاف چاہیے۔۔۔ ہم یہاں سے انصاف لیے بنا نہیں جائے گے۔۔۔ وہ چیخ چیخ کر بول رہے تھے۔۔۔ انکی آواز اس قدر بلند تھی کہ ارحم کو اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھنا پڑا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چار پانچ سپاہیوں نے آکر انھیں ارحم سے دور کیا۔۔۔ ان کے دور ہوتے ہی ارحم تیز رفتاری سے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ کمرے میں آیا جہاں شہباز پہلے ہی اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

ارحم کو دیکھ کر وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا جسے ارحم نے واپسی بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود اپنی کرسی پر براجمان ہوا۔۔۔

کب پیش آیا یہ واقعہ؟؟ ارحم دانیال صاحب کی باتوں کو مکمل طور پر بھلائے اب اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

سر آپ کے جانے کے آدھے گھنٹے بعد ہمیں یہ خبر آئی تھی کہ ٹھکیدار اجمل خان کے بیٹے کی مہندی پر نہ جانے کی وجہ سے اس خواجہ سرا کو گولیوں سے چھلنی کر دیا اور اب شہر بھر کے سب خواجہ سرا صبح ساڑھے چھ بجے سے احتجاج کر رہے ہیں۔۔۔ شہباز تفصیل بتا رہا تھا۔۔۔

لیکن یہ تو بہت چھوٹی سی بات ہے۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے اس نے واقعی ہی اتنی سی بات پر اسکا قتل کر دیا؟؟؟ ارحم دونوں ہاتھ ٹیبل پر ٹیکائے سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔۔

جی سر۔۔۔ کیونکہ وہ کوئی عام خواجہ سرا نہیں تھا بلکہ ہمارے شہر کا مشہور ڈانسر تھا۔۔۔ ایک رات میں لاکھوں کما لیتا تھا وہ۔۔۔

تو وہ لیٹ کیوں گیا تھا۔۔۔ کیا کوئی مسئلہ تھا۔۔۔؟؟

نہیں سر وہ اسکی مخالف کے گھر پارٹی پر چلا گیا تھا۔۔۔ اور جب یہ بات اجمل خان کو پتا چلی تو اس نے اسکے گھر میں داخل ہوتے ہی فائر کرنا شروع کر دیے۔۔۔

ہممم۔۔۔ سمجھ گیا۔۔۔ ٹھیک ہے تم ایسا کرو ان کے جو گرو ہیں انکو بلواؤ میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جی سر۔۔ کہتے ہوئے روم سے چلا گیا۔۔

کچھ دیر بعد شہباز کے ساتھ چار پانچ خواجہ سرا رحم کے روم میں داخل ہوئے۔۔ انکو دیکھ کر رحم حیران ہوا تھا ان میں سے دو بالکل کوئی معزز خاتون لگ رہی تھیں۔۔ ان کو دیکھ کر تو ایک پل کے لیے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ خواجہ سرا ہیں۔۔

ہمیں انصاف چاہیے صاحب۔۔ ہم ویسے نہیں جائے گی۔۔ وہ رحم کے قریب آکر بولے۔۔ انکی آواز پر رحم چونکا۔۔

تم لوگ بیٹھو۔۔ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔ اپنی کرسی پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے انکی طرف متوجہ ہوا۔۔ رحم کی بات پر وہ اسکے سامنے آکر بیٹھ گئے۔۔

صاحب ہماری پھولوں جیسی بچی کو اس اجمل خان نے بڑی بے دردی سے مارا ہے۔۔ ہاے میری بچی۔۔ بولتے ہوئے اسکی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔ وہ ایسے بول رہی تھی جیسے وہ اسکی حقیقی بیٹی ہو۔۔

تم لوگ فکر مت کرو۔۔ میں تم لوگوں کو انصاف ضرور دلاؤں گا۔۔ رحم نے یقین دہانی کرائی۔۔

صاحب ہمیں پولیس والوں پہ اعتبار نہیں ہے۔۔۔ ان میں سے ایک خواجہ
سرا بولا۔۔۔ جو بڑے انداز میں ہاتھ ہلا رہا تھا۔۔۔۔۔

تم لوگوں کو اعتبار کرنا پڑے گا۔۔۔ میں تو حیران ہوتا ہوں کہ تم لوگ
یہ کام چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔۔۔ ارحم جیسے انکے ایسے حلیے پر غصہ آرہا
تھا۔۔۔۔

تو بتائیں صاحب ہم کیا کریں گی اگر ڈانس کرنا چھوڑ دیں؟؟ انہیں جیسے
ارحم کہا ایسے کہنا اچھا نہیں لگا۔۔۔

وہی جو سب کرتے ہیں۔۔۔ محنت کر کے کھاؤ گناہ سے بچو اور دوسروں
کو بھی بچاؤ۔۔۔

میرا نام پنکی ہے صاحب۔۔۔ اور یہ نام میرے گرو نے رکھا تھا۔۔۔ میرے
ماں باپ کہاں ہیں میں نہیں جانتی۔۔۔ اگر ہم سب کی طرح کام کر سکتے
تو ہمارے ماں باپ ہمیں اس طرح نہ چھوڑتے۔۔۔ صاحب آپ کو کیا
لگتا ہے ایسے زندگی گزارنا اچھا ہے۔۔۔ ہماری تو بد نصیبی ہے کہ نہ ہم
مردوں کی طرح زندگی گزار سکتی ہیں اور نہ ہی عورتوں کی طرح۔۔۔ آپ
کو کیا پتا جب گھر سے نکلتی ہیں تو صرف مرد ہی نہیں عورتیں بھی ہمارا

مذاق اڑاتی ہیں لیکن پھر بھی ہم ہنستے ہنستے برداشت کرتے ہیں۔۔۔ پتا ہے کیوں۔۔۔ کیونکہ ہمارے لیے کوئی بولنے والا نہیں ہے۔۔۔ ہمیں صرف حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔۔۔ پنکی آج پھٹ پڑی تھی جیسے وہ یہ سوال سن سن کر تنگ آگئی ہو۔۔۔

ارحم جو سانس رکے اسکی بات سن رہا تھا اسکے خاموش ہونے پر وہ سنبھل کر بولا۔۔۔

میں مانتا ہوں کہ تم لوگوں کے ساتھ بھی غلط ہوتا ہے۔۔۔ لیکن تم لوگوں نے یہ سب خود شروع کیا ہے۔۔۔ تمہارے ساتھ برا ہوا ہے تو تمہیں چاہیے جو تمہارے پاس آتے ہیں انہیں اچھی تعلیم دلو۔۔۔ اسے اچھا شہری بناؤ۔۔۔ اسکی بات پر پنکی طنزیہ ہنسی۔۔۔ جس سے اسکے آگے والے چار گولڈ کے دانت صاف ظاہر ہو رہے تھے۔۔۔

صاحب یہ بھی کیا تھا۔ یہ جو میری گل مری ہے نہ پوری دس جماعتیں پاس تھی۔۔۔ جب کالج جانا شروع کیا تو اسکی کلاس میں سے کسی ایک کو پتا چل گیا کہ وہ خواجہ سرا ہے۔۔۔ پھر اسکا ایک دن بھی کالج جانا مشکل ہو گیا۔۔۔ جانتے ہو صاحب کیا کہا تھا انہوں نے۔۔۔؟؟

ارحم خاموشی سے اسکی بات سن رہا تھا۔۔۔۔

کہتے تھے تم لوگ تو صرف اس دنیا پر عذاب ہو۔۔۔ تم لوگوں کا کام ہماری شادیوں میں ناچنا ہے۔۔۔ تم جیسے لوگوں کا ہمارے کالج اور سکول میں کیا کام۔۔۔ تم لوگ تو بیچڑے ہو۔۔۔ صاحب تم تو سوچ بھی نہیں سکتے یہ معاشرہ ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے۔۔۔ آج جو ہم انصاف لینے بیٹھے ہیں نہ۔۔۔۔ تو تم لوگ جلدی اس پر کام شروع کرو گے۔۔۔ لیکن چار دن بعد تم ہی لوگ کہو گے۔۔۔ خواجہ سرا ہی تو مرا ہے۔۔۔ اچھا ہوا ایک تو کم ہوا۔۔۔۔ اور ویسے بھی یہاں تو عورت کو عزت نہیں دیتے ہم تو پھر خواجہ سرا ہیں۔۔۔ آخری بات میں جیسے اس نے طنز کیا تھا۔۔۔۔

اسکی بات پر ارحم کو شاید دکھ ہوا تھا۔۔۔ لیکن اس کے ہر لفظ میں سچائی تھی یہ وہ بھی جانتا تھا کہ اس معاشرے نے کبھی بھی خواجہ سرا کو قبول نہیں کیا۔۔۔ لیکن عورت کی عزت۔۔۔۔

دیکھو یہ معاشرہ عورت کی بہت عزت کرتا ہے لیکن اسکی جو عزت کے قابل ہو۔۔۔۔

صاحب ہر عورت ہی عزت کے قابل ہوتی ہے بس کچھ مرد اس قابل

نہیں ہوتے کہ وہ عورت کو عزت دیں۔۔۔

خیر میں اس معاملے اور کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ تم لوگ آرام سے گھر جاؤ۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں گل کے قاتلوں کو سزا ضرور دلاؤنگا۔۔۔
ارحم نے بات بدلی۔۔۔

شکریہ صاحب۔۔۔ لیکن اگر دو دن میں میری گل کا قاتل نہ پکڑا تو ہم پھر سے احتجاج کریں گی اور تب ہم انصاف لیے بنا نہیں جائے گی۔۔۔
کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ میں دو دن میں انھیں پکڑ لوں گا۔۔۔ ارحم نے یقین دہانی کرائی۔۔۔



ارحم گھر میں داخل ہوا۔۔۔ تو اسکی نظر ٹی وی لاؤنج میں پڑی جہاں نور اور مناہل ایک دوسرے سے گپ شپ کرنے میں مگن تھیں۔۔۔ بچپن سے ہی نور اور مناہل کی بہت دوستی تھی۔۔۔ ایک ہی سکول میں پڑھنے کی وجہ سے دوستی گہری ہوتی چلی گئی۔۔۔ لیکن نور کی امی کی ڈیٹھ کے بعد وہ کچھ عرصہ خالہ کے گھر رہنے چلی گئی۔۔۔ پچھپچھ سالوں میں انکا

ملانا کم ضرور ہو گیا تھا۔۔۔ پر دوستی آج بھی اتنی گہری تھی۔۔۔

بھائی آپ کب آئے؟؟ باتیں کرنے کے دوران نور کی نظر ارحم پر پڑی جو انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ اسکی آواز پر وہ چونکا۔۔ اور ارحم کو دیکھتے ہی مناہل نے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔۔

بس ابھی آیا ہوں۔۔۔ چلو شاپنگ کرنے چلیں۔۔۔ ارحم مناہل کو نظر انداز کرتا ہوا۔۔۔ نور کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

بھائی آپ ابھی تو آئیے ہیں۔۔۔ کچھ دیر آرام کر لیں پھر ہم چلیں گے ویسے بھی ہم تو ابھی تیار ہی نہیں ہوئیں۔۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں بس ایک کپ چائے بنوا دو۔۔ تو میں فریش ہو جاؤنگا۔۔ وہاں تک تم بھی تیار ہو جاؤ۔۔ کہتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ مناہل بھی اس کے جاتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

تم کہاں جا رہی ہو۔۔؟؟ نور نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔

ارحم کے لیے چائے بنانے۔۔۔ مناہل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

اوائے ہوئے کہی تمہیں بھائی سے محبت تو نہیں ہوگئی؟؟ جو اتنی اچھی بیوی بن رہی ہو۔۔۔؟؟ نور شرارت سے بولی۔۔۔

اسکی بات پر تو جیسے مناہل کو کرنٹ لگا۔۔۔

ارے مذاق کر رہی ہوں۔۔۔ نور اسکے چہرے کے تعصوات کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ مناہل اسکی بات کا جواب نہیں دیا اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

مناہل۔۔۔؟؟ نور نے اسے آواز دے کر روکا۔ نور کی آواز پر وہ مڑی۔۔۔

تمہیں نہیں ہوئی پر مجھے یقین ہے جلد ہی بھائی کو تم سے محبت ہو جائے گی۔۔۔ وہ پر امید انداز میں بولی۔۔۔

اسکی بات پر مناہل زخمی سا مسکرا دی۔۔۔

ارحم کو مجھ سے کبھی بھی محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔ شاید میں محبت کے قابل ہی نہیں ہوں۔۔۔ جس شخص کے لیے سب کچھ چھوڑ کر گئی تھی اسے مجھ سے محبت نہیں ہوئی تو ارحم دانیال کو کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔ مناہل دل میں سوچ کر رہ گئی۔۔۔



مناہل چائے لے کر روم میں آئی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر خاموشی سے رکھ دی۔۔۔ شادی کے ایک ہفتے بعد انکے رشتے

میں بس اتنا فرق آیا تھا کہ ارحم اس کے ہاتھ سے چیز لے لیتا تھا۔۔

تیار ہو جاؤ دیر ہو رہی ہے۔۔ ارحم مناہل کو بنا دیکھے فون یوز کرتے ہوئے مصروف انداز میں بولا۔۔

میں سوچ رہی تھی اگر آپ نور کو لے جائیں میں جا کر کیا کرو گی؟؟
مناہل جھکتے ہوئے بولی۔۔

اپنی سوچ اپنے پاس رکھو۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہیں اپنے ساتھ گھمانے کا۔ مجھے ابو نے کہا تھا اس لیے تم ساتھ لے کر جا رہا ہوں ورنہ کبھی لے کر نہ جاتا اب جاؤ اور تیار ہو جاؤ۔ ارحم تلخی سے بول رہا تھا۔

مناہل نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا اور خاموشی سے چلتی بیڈ کی دوسری سائیڈ پر آئی جہاں اسکا بیگ پڑا تھا۔۔ مناہل نے بیگ کی زیپ کھولی اور اپنے لیے ڈریس نکالنے لگی۔ ارحم نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔ پھر واپس اپنی نظریں فون کی سکرین پر مرکوز کر لیں۔۔

اپنے کپڑے بیگ سے نکال کر میرے وارڈروب میں رکھ دو۔۔ جب تک تم یہاں ہو تمہارے کپڑے وہی رہے گے۔۔ ارحم نے حکم صادر کیا۔۔

مناہل نے بے یقین سے اسکی طرف دیکھا۔ اسے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا جو اسکے کانوں نے سنا کیا وہ سچ ہے۔۔۔؟؟

اب ایسا کیا دیکھ رہی ہو۔ میں صرف اسلیے کہہ رہا ہوں۔ نور کی شادی کے دن نزدیک ہے اور گھر میں مہمان آنا شروع ہو جائے گے۔ میں نہیں چاہتا میرے روم میں کوئی تمہارا بیگ دیکھ کر فضول سوال کرے۔۔۔ ارحم اسے بنا دیکھے اپنی بات کی وضاحت دے رہا تھا۔

مناہل نے فوراً اپنے چند جوڑے بیگ سے نکالے۔۔۔ اور وارڈروب کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

ارحم کی وارڈروب میں اسکا ہر ڈریس سلپتے سے رکھا گیا تھا۔۔۔ جب سے وہ اس گھر میں آئی تھی اتنا تو جان ہی گئی تھی کہ گھر کے ملازم ارحم سے بہت ڈرتے ہیں یہی وجہ تھی کہ اسکے کمرے کی چیزیں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔۔۔

اب کب تک وہی کھڑے رہنا ہے۔۔۔ جلدی سے چینیج کرو۔۔۔ ارحم کے انداز میں اب کی بار سختی تھی۔۔۔

مناہل نے جلدی سے بلیک کلر کا ڈریس نکالا اور واشر روم میں گھس گئی۔

کچھ دیر بعد وہ چہنچ کر کے واپسی آئی تو کمرے میں پہلی جیسے خاموشی نہیں تھی۔۔۔ ارحم فون پر کھلکھلا کر باتیں کر رہا تھا۔۔۔ مناہل بالوں میں برش کرتے ہوئے شیشے میں ارحم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اتنا تو وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ ارحم کسی لڑکی سے بات کر رہا ہے اور وہ لڑکی کوئی اور نہیں رجا تھی۔۔۔ اسے ارحم کا رجا سے بات کرنا اگر برا نہیں لگتا تھا تو اچھا بھی نہیں لگتا تھا۔۔۔ اس پل ایک عجیب سی حسرت اسکے دل میں پیدا ہوئی تھی کہ کبھی ارحم اسکے ساتھ بھی ایسے ہی بات کریں۔۔۔ شاید ارحم سے نکاح کے بعد۔۔۔ ہائٹم کے لیے وہ جذباتی احساسات دب کر رہ گئے تھے۔۔۔ اب وہ بس ارحم کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔۔۔

اچھا میری جان میں واپس آ کر تم سے بات کرونگا ابھی نور کو شاپنگ پہ لے کر جا رہا ہوں۔۔۔ ارحم محبت بھرے لہجے میں بولا۔۔۔ وہ جانتا تھا مناہل اسے دیکھ رہی ہے۔ اسلیے وہ جان بوجھ کر رجا سے ایسے بات کر رہا تھا۔ فون بند ہوتے ہی ارحم اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

شاپنگ کرنے جا رہے ہیں کسی کی شادی پہ نہیں جو تم اتنا تیار ہو رہی ہو۔۔۔ باہر میں تمہارا اور نور کا ویٹ کر رہا ہوں جلدی سے آ جاؤ۔۔۔ کہتے ہوئے چلا گیا۔۔۔



ارحم ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے مناہل اور نور کا انتظار کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک ساتھ باہر آتی دیکھی۔۔ ارحم کی نظر مناہل پر پڑی۔۔ جس نے خود کو بڑی سی چادر میں ڈھانپ رکھا تھا۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی مناہل کی یہ چیز اسے اچھی لگی۔۔

نور گاڑی کا بیک ڈور کھول کر اندر بیٹھ گئی۔۔ مناہل نے بھی اسکے ساتھ بیٹھنے کی غرض سے گاڑی کی دوسری سائیڈ سے آکر بیک ڈور کھولا۔۔ تم کہاں بیٹھ رہی ہو۔۔؟؟ نور نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارے ساتھ۔۔ مناہل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

وہی تو میں سوچ رہی ہوں کہ تم میرے ساتھ کیوں بیٹھ رہی ہو۔۔ اب تم میرے بھائی کی بیگم ہو اور تمہارا حق ہے کہ تم ان کے ساتھ بیٹھو۔ نور مسکراتی ہوئی بولی۔۔

لیکن نور میں تمہارے ساتھ ٹھیک ہوں۔۔ مناہل نے یقین دہانی کرائی۔

نہیں بلکل بھی نہیں۔۔ تم بھائی کے ساتھ ہی بیٹھو گی۔۔ نور بضد تھی۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی۔۔۔ ارحم کی غصے بھری آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔

جب نور کہہ رہی ہے تو اسکی بات مان لو اور آجاؤ آگے۔۔۔ ارحم کی آواز پر وہ فوراً فرنٹ ڈور کھول کر اسکے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔ ارے یہ ہوئی نہ بات۔۔۔ کتنا اچھا لگ رہا ہے اب آپ دونوں ایسے بیٹھے ہیں۔۔۔

ارحم اسکی بات پر جیسے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے گاڑی سٹارٹ کر کے سڑک پر لے آیا تھا۔۔۔

کچھ دیر گاڑی میں خاموشی رہی۔۔۔ مناہل سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی اور نور بس خوش ہو کر انھیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

ویسے بھائی آپ کو ایک بات بتاؤں؟؟ نور اسکے قریب آکر بولی جیسے وہ کوئی بہت بڑا راز فاش کرنے والی ہو۔۔۔

ہممم۔۔۔ بولو۔۔۔ ارحم گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔

ویسے آپ کی اور مناہل کی شادی سے میں بہت خوش ہوں۔۔۔ رجا آپنی بھی بہت اچھی ہیں لیکن مناہل تو میری بیسٹ فرینڈ ہے نہ۔۔۔ تو اسکی تو

بات ہی کچھ اور ہے۔۔۔ نور چہک کر بولی۔۔۔

تم نے کہا سے شاپنگ کرنی ہے۔۔۔؟؟ ارحم نے بات بدلی۔۔۔

جہاں سے پہلے کرتی تھی۔۔۔ کیا آپ بھول گئے۔۔۔؟؟

ارے نہیں بس کنفرم کرنا چاہا رہا تھا۔۔۔ مجھے لگا کہی کوئی خاص جگہ سے تو نہیں کرنی۔۔۔

نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ میرے جانے کے بعد آپ مناہل کو بھی یہی سے شاپنگ کروانا۔۔۔ ارحم نے اسکی بات کا جواب دیے بنا گاڑی کو پارکنگ میں کھڑا کیا۔۔۔ گاڑی کے روکتے ہی نور فوراً اتری۔۔۔ مناہل بھی اپنی چادر ٹھیک کرتی اسکے ساتھ ہی گاڑی سے اتری۔۔۔ ارحم ابھی بھی گاڑی میں ہی موجود تھا۔۔۔

کیا ہوا بھائی آپ کیوں نہیں آرہے۔۔۔؟؟ نور نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

تم لوگ جاؤ۔۔۔ میں تمہارے ساتھ جا کر کیا کرونگا۔۔۔ ارحم ناگواری سے بولا۔۔۔

نہیں بھائی آپ ہمارے ساتھ آئے ہیں اور اب ہمارے ساتھ ہی چلیں

گے۔۔۔ مناہل تم کہو نہ بھائی کو۔۔۔ نور کی بات پر وہ چونکی۔۔۔ پھر ہمت کرتے ہوئے بولی۔۔۔

آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔۔۔ ارحم گاڑی کو لاک کرتے ہوئے ان کے ساتھ چل دیا۔۔۔

یہ مت سمجھنا کہ میں تمہارے کہنے پر ساتھ چل رہا ہوں۔۔۔ میں بس نور کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا اس لیے آگیا۔ ارحم نے اسکے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا تھا۔۔۔

ارحم کی بات پر مناہل کی آنکھوں کے گوشے پل بھر میں بھیگ گئے تھے اور وہ اسکی پرواہ کیے بنا نور کو کچھ بتانے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔



نور اور مناہل ڈریس خریدنے میں مصروف تھیں۔۔۔ نور ہر ڈریس لینے سے پہلے مناہل سے پوچھتی تھی۔۔۔ لیکن مناہل بس خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیتی۔۔۔ مناہل نے نظر گھوما کر ارحم کی طرف دیکھا جو بیزاری سے کھڑا مختلف ڈریسز کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

کاش آپ مجھے اپنی پسند کا ڈریس لے کر دیتے جو میں نور کی شادی میں

پہنتی۔۔۔ مناہل نے دل میں سوچا۔۔۔

کیا ہوا کہاں دیکھ رہی ہو؟؟ نور جو کب سے اس سے ڈریس کے بارے
میں پوچھ رہی تھی اسکے جواب نہ دینے پر نور نے مناہل کا کندھا
تھپتھپایا۔

اسکی آواز پر مناہل چونکی۔۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی تم بتاؤ کونسا ڈریس اچھا لگ رہا ہے؟؟ مناہل سنبھلتے
ہوئے بولی۔۔۔

یہ دیکھو یہ کیسا ہے۔۔۔ مجھے تو یہ کلر بہت اچھا لگ رہا ہے مجھے یقین
ہے تم پر بھی یہ بہت اچھا لگے گا۔۔۔ مناہل بلیو کلر کے ڈریس کو دیکھتے
ہوئے بولی جس پر بیٹس کا بہت ہی خوبصورت کام کیا گیا تھا۔۔۔

میرے لئے رہنے دو شادی تمہاری ہے تم اپنے لیے پسند کرو۔۔۔ مناہل
مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

بھلا یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ میں نے تو اپنے کتنے سارے جوڑے پسند کر
لیے ہیں۔۔۔ اب تم بھی اپنے لیے کوئی پسند کر لو۔۔۔ بولتے ہوئے اسکی
نظر ارحم پر گئی۔۔۔ جو ریڈ کلر کے ڈریس کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

اس کے دیکھنے سے لگ رہا تھا وہ ڈریس ارحم کو پسند آگیا ہے۔۔۔

مناہل تم یہ ڈریس دیکھو میں ابھی آئی۔۔۔

لیکن تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟؟؟ مناہل نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

کہی نہیں بس ابھی آئی۔۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی نور ارحم کے پاس چل دی۔۔۔ اور مناہل الجھی نظروں سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

بہت اچھا لگے گا مناہل پر۔۔۔ اسے ریڈ کلر پسند ہے؟؟؟ نور نے ارحم کے کان میں شرگوشی کی۔۔۔ نور کی آواز پر ارحم نے مڑ کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔ جو اس وقت چہک رہا تھا۔۔۔

نہیں میں ایسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ ارحم نے ناگواری سے جواب دیا۔۔۔

مگر حقیقت تو یہ تھی کہ اس نے وہ ڈریس مناہل کے لیے نہیں بلکہ رجا کے لیے پسند کیا تھا لیکن مناہل کے نام پر تو اسے اب وہ ڈریس بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

مجھے سب پتا ہے۔۔۔ اب مجھ سے کیا چھپانا چلیں جلدی سے خرید لیں۔۔۔

اس سے پہلے کوئی اور خرید لے۔۔۔ نور کندھے اچکا کر بولی۔۔۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہنے کے لیے لب کھولتا نور ڈریس پیک کروانے کا کہہ چکی تھی اور ارحم بس بے یقینی سے نور کو دیکھ رہا تھا۔
مناہل اس ڈریس کو دیکھ رہی تھی جو نور اسکے لیے پسند کر کے گئی تھی۔

اچھا لگ رہا ہے تو میں لے دوں۔۔ ایک انجان مردانہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔ مناہل اسکی آواز پر مڑی نہیں۔۔۔ لیکن ڈر سے مناہل کو اپنی سانس رکتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا آپ جواب کیوں نہیں دے رہیں؟؟ اگر پسند ہے تو حکم کریں میری جان۔۔۔ اب وہ شخص مناہل کے برابر میں آکر کھڑا ہو گیا تھا۔
مناہل نے خوف سے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔۔۔ مناہل کا دل چاہا رہا تھا کہ وہ وہاں سے غائب ہو جائے۔۔۔ اگر ارحم نے دیکھ لیا تو وہ کیا کہے گا۔
ارحم کی نظر مناہل پر پڑی جسکی پشت اسکی طرف تھی۔۔۔ اسکے ساتھ کھڑا شخص اسے کچھ مشکوک لگا تھا۔۔۔ جس کا چہرہ مناہل کی طرف تھا اور اسکے ہونٹ ہلنے سے لگ رہا تھا کہ وہ مناہل کو کچھ کہہ رہا ہے۔۔۔ اور اسکی نظریں اس وقت ارحم کو الجھا گئی۔۔۔ بنا سوچے سمجھے ارحم بڑے بڑے ڈگ بھرتا مناہل کے قریب آیا۔۔۔

کیا مسئلہ ہے بھائی صاحب؟؟ ارحم سخت لہجے میں بولا۔۔۔

ارحم کی آواز پر جہاں وہ شخص مڑا تھا وہی مناہل تو جیسے بت بنی کھڑی رہی۔۔۔

تم کون ہو؟؟ وہ شخص اب ارحم کے سامنے کھڑا ہوا ڈھٹائی سے بولا۔۔۔

کیا کہہ رہا تھا یہ تمہیں؟؟ ارحم نے سہمی کھڑی مناہل سے پوچھا۔۔۔

اس پہلے وہ کچھ بولنے کے لیے لب کھولتی۔۔۔ وہ شخص فوراً بولا۔۔۔

تم کون ہوتے پوچھنے والے یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔۔۔ وہ تیوری چڑا کر بولا۔۔۔

اسکی بات پر ارحم نے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر رسید کیا۔

بیوی ہے یہ میری گھٹیا انسان۔۔۔ ہمت بھی کیسے ہوئی اس سے بات کرنے کی۔۔۔ ارحم اسکا گریبان پکڑ کر دھاڑا۔۔۔

تھپڑ کی آواز وہاں کھڑے ہر انسان نے سنی تھی۔۔۔ نور ارحم کی آواز پر فوراً اس طرف بھاگی۔۔۔ جہاں ارحم سے سب اس شخص کو چھڑوا رہے تھے۔۔۔ اور مناہل خوف سے کھڑی تھی۔۔۔

بھائی چھوڑیں۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ نور نے ارحم کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑا۔
 سر آپ پلیز جائیں۔۔ ہم دیکھ لیں گے۔۔۔ دکان مالک آکر ادب سے
 بولا۔۔۔

ارحم نے اس شخص کو چھوڑا۔۔ جو اب لمبے لمبے سانس کھینچ رہا تھا۔۔
 چلو یہاں سے۔۔ ارحم نور اور مناہل کو گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں
 بولا۔۔۔

نور مناہل کا ہاتھ زور سے تھام کر اب ارحم کے پیچھے چل رہی تھی۔



ارحم گھر میں داخل ہوتے ہی بڑے بڑے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی
 طرف بڑھ گیا تھا اور خود کو کمرے میں بند کر لیا۔۔ پورے راستے اس
 نے نور اور مناہل سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ مناہل اور نور بھی گاڑی
 میں خاموشی سے بیٹھی تھیں۔۔۔

مناہل پلیز مت رو کچھ نہیں ہوا۔۔ نور مناہل کو اپنے روم میں لے آئی
 تھی۔۔ نور جانتی تھی اس وقت ارحم بہت غصے میں ہے اور شاید وہ اپنا
 سارا غصہ اس پہ ہی نہ اتار دے۔۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے مناہل مسلسل

روئے جا رہی تھی۔۔۔

نور مجھے تمہارے ساتھ جانا ہی نہیں چاہیے تھا میری وجہ سے یہ سب۔۔۔
بولتے منابل نے پھر سے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

یار ایسا مت کہو۔۔۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔ تمہیں بھائی کے
غصے کا پتا ہے نہ۔۔۔ تم یہ سوچو کہ انھیں یہ بھی برداشت نہیں کے کوئی
غیر مرد تمہارے برابر میں بھی کھڑا ہو۔۔۔ نور نے اسکا ہاتھ تھام کر محبت
سے کہا۔۔۔

نور کی بات پر منابل نے بے یقینی سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔

اچھا چلو جاؤ۔۔۔ رات کافی ہوگئی ہے۔۔۔ بھائی اب تک سو گئے ہونگے۔۔۔

منابل جو دل میں یہ تو دعا کر رہی تھی کہ نور آج رات اسے اپنے روم
میں رکنے کا کہہ دے اسکی بات پر اسے کرنٹ لگا تھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟

کچھ نہیں۔۔۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ہممم۔۔۔ بھائی کچھ نہیں کہیں گے آرام سے جاؤ۔۔۔ نور نے اسے یقین دہانی

کرائی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ مناہل ارحم کے پاس جانے سے ڈر رہی ہے
لیکن وہ اس طرح اسے روک بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ ارحم کے روم کا ڈور کھول کر آہستہ سے اندر داخل ہوئی
جہاں سامنے ارحم آنکھیں موندیں لیٹا ہوا تھا۔۔۔ اور ساتھ اپنا پاؤں ہلا
رہا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جاگ رہا ہے۔۔۔

مناہل خاموشی سے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔ اتنا تو وہ جانتی تھی کہ آج
رات اسے نیند تو بلکل بھی نہیں آنے والی۔۔۔

آگئی تم۔۔۔؟؟ ارحم اب اسے دیکھ کر اٹھ بیٹھا تھا۔ ارحم کی آواز پر مناہل
نے اپنا سر جھکا لیا۔ ارحم بیڈ سے اٹھ کر اس کے قریب آیا اور ایک
جھٹکے میں اسے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔۔

مناہل کو ارحم سے اس حرکت کی امید نہیں تھی۔۔۔ اسکی تو جیسے ٹانگوں
میں جان ہی ختم ہوگئی اگر اس پل ارحم اسے چھوڑتا تو وہ ضرور لڑکھڑا
جاتی۔۔۔

کیا وہ وہی تھا جس کے ساتھ تم بھاگی تھی؟؟ ارحم سلگتے ہوئے لہجے میں

بولو۔۔ ارحم کی بات پر تو مناہل کو لگا کسی نے آسمان اسکے سر پر دے مارا ہو۔۔ وہ جانتی تھی وہ اس پر غصہ کرے گا لیکن وہ اس سے اس طرح کا سوال کرے گا یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

بولو جواب دو؟؟ کیا تم نے اسے بلایا تھا؟؟ کہی تم اس لیے تو نہیں رو رہی تھی کہ میں نے اسے سب کے سامنے تھپڑ مارا؟؟ ارحم اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

بس ارحم۔۔ بہت ہو گیا۔ اتنا بڑا الزام۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ اس حد تک بھی جا سکتے ہیں۔۔ مانا میں اچھی لڑکی نہیں ہوں۔۔ مانا آپ کی نظر میں بد کردار ہوں۔۔ لیکن آپ نے تو مجھے ذلیل کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں چھوڑا۔۔ مناہل اپنا آپ اس سے آزاد کرواتی ہوئی پھٹ پڑی تھی اور اسکے اس طرح بولنے پر ارحم کو جھٹکا لگا تھا۔۔

ہاں گناہ گار ہوں۔۔ لیکن میں آپکے نکاح میں آنے کے بعد اس رشتے میں خیانت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔ آپ مجھے مارے پیٹے جو مرضی کہے میں کچھ نہیں بولوگی اور نہ ہی بولی۔۔ آپ ہر وقت مجھے اپنے طنز کا نشانہ بناتے رہتے ہیں میں پھر بھی خاموش رہتی ہوں لیکن آج تو آپ نے حد ہی کردی ارحم! میری ایک غلطی کی اتنی بڑی سزا۔۔

میں بھی انسان ہوں۔۔۔ میرا بھی دل ہے۔۔۔ مانتی ہوں گھر سے بھاگ کر میں نے اپنے ساتھ اچھا نہیں کیا لیکن اگر آپ میری جگہ ہوتے تو شاید یہی کرتے۔۔۔ جانتے ہیں کیوں۔۔۔ کیونکہ کبھی کبھی انسان محبت میں اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ اسے خود بھی پتا نہیں چلتا کہ اسے اس چیز کی کتنی بڑی سزا ملے گی۔۔۔ مناہل بنا سوچے سمجھے بولے جا رہی تھی یہ جانے بغیر کے اس کے ایسے بولنے پر ارحم اسکا کیا حال کرے گا۔۔۔

ارحم اب مٹھیاں بھینچے اسکی بات کو سن رہا تھا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی کچھ بول نہیں پا رہا تھا۔۔۔

خدا کے لیے مجھے معاف کر دیں ارحم۔۔۔ میں اچھی نہیں ہوں جانتی ہوں آپ مجھے اپنی بیوی کا مقام نہیں دینا چاہتے مت دیں لیکن میرے کردار کو ایسے تار تار مت کریں۔۔۔ اگر آپ میرا یقین نہیں کر سکتے تو نہ کریں لیکن مجھ پر وہ الزام نہ لگائے جو میں نے کیے ہی نہیں۔۔۔ ارحم اگر اللہ سے ہم اپنے کیے کی معافی مانگیں تو وہ معاف کر دیتا ہے وہ بار بار اپنے بندے کو اسکے کیے گئے گناہ یاد نہیں دلاتا اور نہ ہی اسکی سزا دیتا ہے تو آپ بھی تو اسی کے بندے ہیں آپ کیوں نہیں مجھے معاف کر دیتے۔۔۔ رونے سے مناہل کی آواز اب بمشکل ہی نکل رہی تھی۔۔۔

ارحم دو قدم چل کر اسکے قریب آیا لیکن وہ تیزی سے روم کا دروازہ کھول کر چلی گئی تھی اور ارحم اب پھٹی پھٹی نظروں سے دروازیں کو گھور رہا تھا۔۔۔



رجا بیٹا؟ رجا جو اپنی دوست کی برتھ ڈے پارٹی سے واپس آکر اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی فیروز صاحب کی آواز پر مڑی۔۔۔

جی بابا۔۔۔؟؟ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انکے قریب آئی۔۔۔

بیٹا مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔ اگر تم تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہی تو کیا ہم تھوڑی دیر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟؟ فیروز صاحب چائے کا کپ واپس ٹیبل پر رکھتے ہوئے محبت سے بولے۔۔۔

جی بابا ضرور۔۔۔ کہتے ہوئے رجا انکے برابر میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔ سمیرا بیگم بھی ان کے سامنے بیٹھی۔ اب ان دونوں کو محبت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

رجا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی اب کر دینی چاہیے۔ دیکھو دانیال نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ ارحم اور نور کی شادی ایک ساتھ کرے گا لیکن اب وہ نور کی شادی کر رہا ہے۔۔۔ لیکن ارحم کی نہیں۔۔۔ فیروز صاحب

سنجیدگی سے بولے۔۔

بابا آپ جانتے ہیں میں پی ایچ ڈی مکمل کر کے ہی شادی کروں گی۔۔
چاہیے جو ہو جائے اور یہ تو اچھی بات ہے کہ وہ نور کی شادی جلدی کر
رہے ہیں۔۔۔ رجا انکے کندھے پر سر رکھتے ہوئے نرمی سے بولی۔۔

رجا۔۔ نور تم سے کافی چھوٹی ہے لیکن وہ اسکی شادی اتنی جلدی کر رہے
ہیں۔ تو مجھے بھی تمہاری فکر ہے میں بھی اب چاہتا ہوں کہ تمہاری
شادی بھی نور کی شادی کے ساتھ ہو جائے۔۔ ویسے بھی ارحم کونسا کوئی
دوسرے شہر میں رہتا ہے۔۔ تم شادی کے بعد بھی اپنی پی ایچ ڈی
مکمل کر سکتی ہو۔۔۔

کیا ہو گیا ہے بابا آج آپ کو۔۔؟؟ کیوں میری شادی کے پیچھے پڑ گئے
ہیں۔۔۔ رجا جیسے انکی باتوں سے چڑ گئی تھی۔۔

آج میں دانیال سے ملنے گیا تھا اور باتوں ہی باتوں میں میں نے تمہاری
اور ارحم کی شادی کی بات کی تھی لیکن وہ یہ بات پتا نہیں کیوں ٹال
گیا۔۔۔ میں تب سے ہی بہت پریشان ہوں۔۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ کہی۔۔
اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتے رجا فوراً بولی۔۔

بابا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ میں نے ارجم سے کہا تھا کہ وہ انکل سے بات کرے کہ جب تک میری پی ایچ ڈی مکمل نہیں ہو جاتی۔۔ تب تک میں شادی نہیں کرونگی۔۔ اور یقیناً اسی وجہ سے انکل نے آپ سے اس بارے میں بات نہیں کی۔۔ آپ فکر مت کریں۔۔ رجانے ان کو مطمئن کرتے ہوئے کہا۔۔۔

مگر رجا۔۔

بابا پلیز میں بہت تھک چکی ہوں۔۔ ویسے بھی کل مجھے نور کی شادی کی شاپنگ کے لیے جانا ہے۔۔ اس لیے مجھے جلدی سونا ہے۔۔ رجا ان کے پاس سے اٹھتی ہوئی بولی۔۔۔

رجا تم ضد چھوڑ کیوں نہیں دیتی؟؟ اب کی بار سمیرا بیگم بولیں تھی۔
فیروز صاحب کی باتوں نے اب انھیں بھی پریشان کر دیا تھا۔۔

پلیز ماما اب آپ نہیں۔۔ کہتے ہوئے تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

اس کے جاتے ہی فیروز صاحب سمیرا بیگم کی طرف متوجہ ہوئے۔۔
ہو نہ ہو سمیرا اس بار مجھے دانیال کا انداز کچھ مشکوک لگا۔۔ جیسے وہ کچھ

چھپا رہا ہو یا شاید اب وہ یہ رشتہ ہی ختم کرنا چاہتا ہے۔۔۔ وہ فکر مندی سے بول رہے تھے۔۔۔

یہ سب تو ٹھیک ہے۔۔۔ پر اب ہم کر کیا سکتے ہیں۔۔۔ رجا بہت ہٹ دھرم ہے وہ اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔۔۔ آپ اللہ پہ بھروسہ رکھے وہ سب بہتر کرے گا۔۔۔

اللہ کرے۔۔۔ وہ بس یہی کہہ سکے۔۔۔



گلے دن مناہل نور اور دانیال صاحب ناشتے کے ٹیبل پر براجمان تھے۔۔۔ کل رات رونے اور نہ سونے کی وجہ سے مناہل کی آنکھیں سو جھی ہوئی تھیں۔۔۔ دانیال صاحب کے سوالوں کے ڈر سے مناہل نے دوپٹے سے اپنے چہرے کو چھپایا تھا۔۔۔

رانی؟؟ نور نے اپنی پلیٹ میں انڈا رکھتے ہوئے رانی کو آواز دی جو انکے کے لیے چائے لا رہی تھی۔۔۔

جی چھوٹی بی بی۔۔۔ رانی چائے اسکے قریب رکھتے ہوئے ادب سے بولی۔۔۔

جاؤ جا کر ارحم بھائی کو کہو ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے آجائیں۔۔۔

جی بی بی جی۔۔ کہتے ہوئے ارحم کے کمرے کی طرف جانے لگی۔۔۔
 رانی ارحم اپنے کمرے میں نہیں ہے۔۔ دانیال صاحب نے اطلاع دی۔
 انکی آواز پر رانی نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس کچن کی طرف بڑھ
 گئی۔

تو کیا آج بھائی ناشتہ کیے بنا ہی چلے گئے؟؟ نور مناہل کو مکمل نظر انداز
 کرتی ہوئی دانیال صاحب کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

کچھ دیر پہلے اسکی کال آئی تھی بتا رہا تھا کوئی ارجنٹ کال آگئی تھی اسلیے
 پولیس اسٹیشن جانا پڑا۔۔ اور اب وہ وہاں سے کچھ دیر تک اسلام آباد
 کے لیے نکل رہا ہے۔۔ دانیال صاحب نے تفصیل بتائی۔۔

لیکن یوں اچانک۔۔۔ بابا شادی میں کچھ دن رہ گئے ہیں اور بھائی ایسے۔۔
 نور کو ارحم کے ایسے جانے پر دکھ ہوا تھا۔۔

وہ کل آجائے گا تو پوچھ لینا۔۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

میں ڈرائیور کو بھیج دوں گا۔۔ اس کے ساتھ شاپنگ پر چلے جانا تم دونوں۔۔

جی بابا۔۔ نور نے ادب سے جواب دیا۔۔ اور مناہل بس سر جھکائے

بیٹھی تھی۔۔۔ کل رات ارحم کو اتنا کچھ کہنے کے بعد جیسے ہی وہ کمرے سے نکلی تھی اسکے دس منٹ بعد ہی وہ اسکے پاس سے گزر کر چلا گیا تھا اسے لگا تھا کہ وہ اسکی باتوں کی وجہ سے غصہ میں گھر سے جا رہا ہے لیکن وہ غلط تھی۔۔۔

اچھا بیٹا تم دونوں اپنا خیال رکھنا۔۔۔ دانیال صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ اور بڑے بڑے ڈگ بھرتے وہاں سے چلے گئے۔۔۔

مناہل تم انکل انٹی سے ملنے کیوں نہیں جاتی اور جب سے تمہاری شادی ہوئی ہے وہ بھی نہیں آئے۔۔۔ کیا کوئی بات ہے؟؟ نور اسکے چہرے کو غور سے دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔۔

اور نور کے سوال پر تو مناہل کا خون خشک ہو گیا۔۔۔ مناہل کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟؟ نور نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔۔۔ جو اب اس سے نظریں چرا رہی تھی۔۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔۔ ابو کی طبیعت خراب ہے نہ بس اسلیے۔۔۔ مناہل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔ اور ساتھ ہی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جانے لگی۔۔۔

کیوں جھوٹ بول رہی ہو۔۔۔ نور سنجیدگی سے بولی۔۔۔
اسکی بات پر مناہل کے چلتے قدم وہی جم گئے۔۔۔ اسے لگا تھا وہ اب چل
نہیں پائے گی۔۔۔

نور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔۔۔

ابو نے مجھ سے سچ چھپایا۔۔۔ کوئی بات نہیں کیونکہ وہ میری نظروں میں
تمہاری عزت میں کمی نہیں لانا چاہتے تھے لیکن تم نے مجھ سے جھوٹ
کیوں بولا۔۔۔ کیوں مجھے سچ نہیں بتایا۔۔۔ میں تو تمہاری بچپن کی دوست تھی
ہم نے کبھی ایک دوسرے سے کچھ نہیں چھپایا تھا۔۔۔ تو پھر تم نے مجھ
سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی۔۔۔ کیوں مجھے سچ نہیں بتایا۔۔۔ نور اسے
جھنجھوڑ کر چیخنے والے انداز میں پوچھ رہی تھی۔۔۔

کیا بتاتی۔۔۔؟؟ مناہل سر جھکائے بے بسی سے بولی۔۔۔

وہی سب جو میں نہیں جانتی۔۔۔ وہی جو ابو اور بھائی جانتے ہیں۔۔۔ نور اس
سے دور ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

تم بتاؤ۔۔۔ کیا بتاتی؟؟ یہ کہ میں کسی کے ساتھ بھاگ گئی تھی اپنے ماں
باپ کی عزت کی پرواہ کیے بنا یا یہ کہ وہ مجھ سے سب چھین کر بھاگ

گیا یا یہ کہ تمہارا بھائی مجھے رات کے اندھیرے میں گھر واپس لایا تھا۔
بتاؤ نور میں تمہیں یہ سب کیسے بتاتی؟؟ میں کیسے تمہیں اپنی بے حیائی اور
بد کرداری کی کہانی سناتی۔۔۔ مناہل شاید اب تھک چکی تھی۔۔۔ نور سے
حقیقت چھپا کر۔۔۔ وہ جانتی تھی ایک نا ایک دن اس کے سامنے حقیقت
آشنا ہو جائے گی تو پھر آج اور ابھی کیوں نہیں۔۔۔

نور تو جیسے اسکی باتوں سے سکتے میں آگئی۔۔۔ اسے لگا تھا جو کچھ رات اس
نے سنا تھا وہ جھوٹ تھا لیکن اب وہ جو باتیں مناہل سے سن رہی تھی
وہ سب سچ تھا۔۔۔

کل رات مناہل کے نور کے کمرے سے جانے کے کچھ دیر بعد نور اپنے
لیے چائے بنانے کی غرض سے کمرے سے باہر آئی تھی۔۔۔ لیکن مناہل
کی بلند آواز نے اسکے قدم روک دیے تھے۔۔۔ مناہل کی باتوں نے تو
نور کے ہوش اڑا دیے تھے۔۔۔ کچن میں جانے کے بجائے وہ خاموشی سے
واپس پلٹ گئی۔۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔ نور اسکا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے میں لے گئی اور
مناہل کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسکے ساتھ جل پڑی۔۔۔

مجھے ایک ایک لفظ سچ سچ بتاؤ مناہل۔۔۔ کون تھا وہ؟؟ مجھے یقین نہیں آرہا میری دوست اتنا بڑا قدم بھی اٹھا سکتی ہے۔۔۔ نور اسے اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے بے یقینی سے بولی۔۔۔

مناہل نے اسکی بات پر تھوک نگلا۔۔۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے بولنا شروع کیا۔۔۔

ایک دن میں ماما سے کسی بات پر جھگڑ کر اپنے روم میں آکر ابھی بیڈ پر لیٹی ہی تھی کہ اچانک سے میرا فون بجا وہ کوئی رانگ نمبر تھا۔ اس سے پہلے اس نمبر سے مجھے کبھی کوئی کال نہیں آئی تھی۔ میں نے ایک دو بار کاٹا۔۔۔ لیکن اسکے باوجود بھی مسلسل کالز آرہیں تھیں۔۔۔ مجھے لگا شاید کوئی جاننے والا مصیبت میں ہی نہ ہو۔۔۔ سوچتے ہوئے میں نے فون اٹھا کر فوراً ہیلو لیا۔ لیکن وہ کوئی انجان آواز تھی۔۔۔ ایک بات تو صاف تھی کہ وہ میری فیملی میں سے نہیں تھا۔ میں نے فون رکھنا چاہا لیکن اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھ سے ایک بار بات کرنا چاہتا ہے۔ اس نے بہت ہی مشکل سے میرا نمبر اپنی دوست کی بہن سے لیا ہے جو میرے ساتھ کالج میں پڑھتی تھی۔ اور اسکی بات سے مجھے حیرت کا جھٹکا لگا تھا نا چاہتے ہوئے بھی مجھے تجسس ہوا کہ کیوں اس نے میرا نمبر کسی سے

لیا اور وہ کیوں مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ میں نے آواز میں سختی لاتے ہوئے پوچھا۔ تو کہنے لگا میرا نام ہائم ہے میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے ایک دن بھی آپ کے بغیر رہنے کا نہیں سوچ سکتا۔ اور میں اسکی باتوں سے پل بھر کے لیے جیسے سانس لینا ہی بھول گئی۔ مجھ سے کبھی کسی لڑکے نے ایسے بے دھڑک بات نہیں کی تھی۔۔۔۔ اس کی آواز نے مجھ پر ایک سحر طاری کر دیا تھا یا یوں کہہ لو کہ وہ میں نے خود طاری کر لیا تھا۔۔۔ ورنہ اچھی لڑکیوں کو نامحرم کی آواز کہاں اچھی لگتی ہے۔۔ مناہل کی آواز کانپ رہی تھی اور اسکے آنسو اسکے رخسار کو بھیگو رہے تھے۔۔۔۔

نور بت بنی اسکی باتیں سن رہی تھی۔۔۔ اسے آج احساس ہوا تھا کہ ارحم ٹھیک منع کرتا تھا کہ کسی بھی رائگ نمبر سے کبھی کال اٹھا کر خود بات مت کرنا۔۔۔۔

پھر وہ مجھے روز ڈھیروں کالز مسیجز کرتا۔۔۔ خود کو بہت روکتی تھی کہ اب اس سے بات نہیں کرونگی۔۔۔ لیکن پھر بھی میں اسے رپلائے کرتی اسکی کال اٹینڈ کرتی۔۔۔ دن بادن میں اسکی عادی ہونے لگی۔۔۔ مجھے لگا میں اس سے محبت کر بیٹھی ہوں۔۔۔ اور پھر ایک دن اس نے کہا میں تم

سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔ پہلے تو مجھے یقین نہیں آیا۔۔ لیکن پھر میں اسکی باتوں میں آگئی اس نے کہا کہ میرے گھر والے نہیں مان رہے اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو گھر میں جتنا کیش اور جیولری پڑی ہے لے آؤ اور اگر تم نہ آئی تو میں خود کو گولی مار لوں گا۔۔ اور مرنے سے پہلے میرے وہ سب میسجز اور پیکیں بابا کو سینڈ کر دے گا۔ اسکی باتوں سے میں ڈر گئی نور۔۔ اور پھر مجھے اسکی بات ماننی پڑی۔۔ لیکن وہ دھوکے باز نکلا وہ مجھ سے صرف پیسے لینا چاہتا تھا۔۔ نور میری ایک غلط حرکت نے میری زندگی برباد کر دی۔۔ مناہل اب نور کے گلے لگ کر زار و قطار رو رہی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نور کو بھی اسکے ایسے رونے پر دکھ ہو رہا تھا۔۔۔

اب تم ہی بتاؤ میں یہ سب تمہیں کس منہ سے بتاتی۔۔ نور تم بہت اچھی ہو جو اپنے باپ کے کیے گئے رشتے پر ہاں کر دی۔۔ کبھی کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھا۔۔ کل کو تمہارا شوہر تم پر چاہ کر بھی کوئی الزام نہیں لگا سکتا۔۔ اور جو میری جیسی ہوتی ہیں نہ انہیں ساری زندگی اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔۔ وہ چاہ کر بھی اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہہ سکتیں۔۔ مناہل کے الفاظ حلق میں ہی اٹک رہے تھے۔۔۔

بس چپ۔۔ اب بلکل بھی نہیں رونا۔۔ میرے پاس تمہیں تسلی دینے کے لیے کوئی الفاظ نہیں ہے۔۔ تمہاری طرح کتنی ہی لڑکیاں آئے روز کسی نہ کسی لڑکے کی باتوں میں آکر نا صرف اپنے ماں باپ کی عزت کھوتی ہیں بلکہ وہ اپنی بھی عزت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔۔ تم تو خدا کا شکر ادا کرو۔۔ کہ اس نے تمہاری عزت پر ہاتھ نہیں ڈالا ورنہ شاید میرے ابو بھی تمہیں اپنی بہو بنا بناتے۔۔ بس اب ایک دعا کیا کرو کہ اللہ ہر لڑکی کی عزت کو محفوظ رکھے۔۔ اسے اچھے برے کی سمجھ بوجھ عطا کرے کیونکہ مرد کی تو فطرت میں ہے وہ شیطان کی باتوں میں آجاتا ہے۔ عورت کو چاہیے کہ وہ اس سے بچے۔۔ نور اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں چھپا کر محبت سے بول رہی تھی۔۔

نور کی بات پر مناہل نے شرمندگی سے اسکی طرف دیکھا۔۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی۔۔ قصور تو اسکا تھا اگر وہی سنبھل جاتی تو آج اسکی زندگی کتنی اچھی ہوتی۔۔

چلو اٹھو اور فریش ہو جاؤ۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ جانتی ہوں۔۔ بھائی تم سے ٹھیک سے بات نہیں کرتے لیکن ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ نور نے یقین دہانی کرائی۔۔

مناہل کے پاس اب شاید بولنے کو کچھ نہیں تھا اسلیے بنا کچھ کہے اٹھ
کھڑی ہوئی۔۔۔ اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔



اگلے دن شام کو ارحم گھر آیا تھا۔ نظر گھما کر گھر کا جائزہ لیا جہاں
خاموشی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔۔ جو کچھ اس دن مناہل نے کہا تھا اسکے
بعد وہ مناہل کو اچھا سبق سکھانے والا تھا لیکن پولیس اسٹیشن سے کال
آنے کی وجہ سے وہ اسے کچھ نہ کہہ پایا۔۔۔ اور اب اس کا غصہ ٹھنڈا ہو
چکا۔۔۔ ارحم سر جھٹک کر ٹی وی لائونج سے گزرتا ہوا اپنے روم کی طرف
بڑھ گیا۔۔۔

کمرے میں آتے ہی اس نے ادھر ادھر دیکھا وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔۔
اسے لگا تھا مناہل کمرے میں ہی ہوگی پر اسے وہاں نہ پا کر اسے تھوڑی
حیرت ہوئی تھی۔۔۔ اپنی چیزیں ٹیبل پر رکھتے ہی ارحم کپڑے نکال کر
فریش ہونے کے لیے واش روم میں چلا گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ واش روم سے باہر آیا۔۔۔ ٹاول کو بیڈ پر پھینکتے ہوئے اسکی
نظر بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑی جہاں اس کے لیے چائے پڑی تھی۔ جس
کی اسے اس وقت سخت ضرورت تھی۔۔۔ اس کا مطلب اسکے آنے کی

خبر ہو چکی تھی۔۔۔ ارحم نے چائے کا کپ اٹھایا اور چند قدم چل کر صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔۔۔ ابھی اس نے چائے کا ایک گھونٹ ہی پیا تھا کہ وہ سمجھ گیا یہ چائے اسکے لیے مناہل نے بنائی تھی۔۔۔ ارحم کو پہلے دن بھی اسکے ہاتھ کی چائے اچھی لگی تھی۔۔۔ جب اسکی ماں زندہ تھی وہ بالکل ایسی ہی چائے اسکے لیے بنایا کرتی تھی۔۔۔ ابھی وہ اپنے خیالوں میں ہی گم تھا کہ اسے دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔۔۔ ارحم نے گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔ مناہل اندر آرہی تھی۔۔۔ مناہل کو دیکھ کر ارحم نے فوراً اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔۔

مناہل نے نظر بھر کر اسکے چہرے کو دیکھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ دو دن سے ٹھیک سے سویا تک نہیں ہے۔۔۔ اسکی آنکھوں کے ہلکے اسکی تھکاوٹ کا ثبوت دے رہے تھے۔۔۔

مناہل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سر جھکا کر اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔۔ ارحم کی نظریں ہاتھ میں پکڑے چائے کے کپ پر ہی تھیں۔۔۔ جسے وہ وقفے وقفے سے اپنے ہونٹوں سے لگاتا تھا۔۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے؟؟ مناہل سر جھکائے جھجکتے ہوئے بولی۔۔۔

کہو۔۔۔ ارحم بنا اسکی طرف دیکھے تلخی سے بولا۔۔۔

وہ اس دن جو کچھ میں نے کہا اس کے لیے۔۔۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی ارحم کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

میں اس بارے میں کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ اگر تم اپنی بھلائی چاہتی ہو تو اس بات کو ختم کر دو ورنہ تم اپنی حالت کی ذمہ دار خود ہوگی۔۔۔ ارحم اسکے سامنے کھڑا سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

جی۔۔۔ مناہل بس اتنا ہی بول پائی اور واپس جانے کے لیے مڑی۔ ابھی وہ دو قدم ہی چلی تھی کہ چکرا کر زمین پر گری۔۔۔

مناہل۔۔۔ ارحم فوراً اسکی طرف لپکا۔۔۔ جب سے اس کا نکاح مناہل سے ہوا تھا وہ اسکا نام لینا بھی پسند نہیں کرتا تھا شادی کے بعد پہلی بار اس نے اپنی زبان سے مناہل کا نام پکارا تھا۔۔۔

مناہل نے بند ہوتی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھا جس پر فکر مندی کے آثار صاف ظاہر تھے۔۔۔

مناہل کیا ہوا ہے آنکھیں کھولو۔۔۔ ارحم اسکا سر اپنی گود میں رکھ چکا تھا اور اب وہ اسکا گال تھپتھپا رہا تھا۔۔۔ لیکن شاید وہ ایسے ہوش میں نہیں

آنے والی تھی۔۔۔

ارحم نے فوراً اسے گود میں اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔ اسکا چہرہ زرد ہو چکا تھا
مانو کاٹو تو خون ہی نہیں۔۔۔

ارحم نے فوراً ڈاکٹر کو فون کیا۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔۔۔ اگر نور کو جا کر بتائیں گا تو
وہ پتا نہیں کیا سوچے گی۔۔۔ اسکی نظریں بار بار بھٹک کر مناہل کے
چہرے پر جا رہی تھی جسے وہ کافی دیر سے نظر انداز کر رہا تھا۔۔۔ اسے
مناہل کا چہرہ اپنے سے بھی زیادہ تھکا ہوا لگا تھا۔۔۔ اسکی کھلی رنگت اب
ماند پڑ گئی تھی اور یہ سب صرف اس کے نکاح میں آنے کے بعد سے
ہوا تھا۔۔۔ کیا کچھ نہیں اس نے مناہل کے ساتھ کیا۔۔۔ اسے مارا پیٹا کرنا
اس کو ہر بات میں ذلیل کرنا۔۔۔ بار بار اسے اسکے گناہ یاد دلوانا۔۔۔ وہ
اتنی بھی سزا کی حق دار نہیں تھی جتنی وہ دے رہا تھا۔۔۔

لیکن تم اسی سزا کی مستحق ہو۔۔۔ میں تمہیں کیسے معاف کر سکتا ہوں۔۔۔
میں تو انسان ہوں۔۔۔ اور ایک انسان کے لیے دنیا کا سب مشکل ترین
کام معاف کرنا ہے۔۔۔ میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا کبھی نہیں۔۔۔ کہتے

ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ ارحم نے اپنے دل کی نہیں سنی۔۔۔ اس کے اندر
کا انسان جو چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ مناہل کو کبھی معاف نہیں کرے
گا۔۔۔ اس نے دل کی سرگوشیوں کو دبا دیا تھا۔۔۔

چھوٹے صاحب باہر ڈاکٹر صاحبہ آئی ہیں۔۔۔ رانی نے اندر داخل ہوتے
ہی اطلاع دی۔۔۔ اسکی آواز پر ارحم چونکا۔۔۔ پھر سنبھل کر بولا۔۔۔

ٹھیک ہے انہیں اندر بھیج دو۔۔۔ اور ہاں اگر نور اپنے روم میں ہے تو
اسے اس بات کے بارے میں بالکل بھی خبر نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ ارحم
نے ایک نظر سامنے بے سود مناہل پر ڈالی۔۔۔
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
ٹھیک ہے چھوٹے صاحب۔۔۔ کہتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر صاحبہ مناہل کو چیک کرنے اندر آئی۔۔۔ ڈاکٹر مناہل کو
چیک کر رہی تھی اور ارحم سینے پر ہاتھ باندھے خاموشی سے کھڑا تھا۔۔۔
چیک اپ کرنے کے بعد وہ ارحم کی طرف آئیں۔۔۔

جی ڈاکٹر کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟ ارحم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

انہیں بہت زیادہ کمزوری ہے اور شاید یہ کسی بات کو لے کر کافی
سٹریس بھی ہیں۔۔۔ آپ کوشش کریں کہ ان کو سٹریس سے نکالے اور

انہیں خوش رکھیں۔۔ ورنہ انکی طبیعت زیادہ خراب بھی ہو سکتی ہے۔۔
ڈاکٹر صاحبہ نے اطلاع دی۔۔

ٹھیک ہے میں پوری کوشش کرونگا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ مناہل سٹریس
میں صرف اسی کی باتوں کی وجہ سے ہے۔۔۔

اور یہ کچھ میڈیسن میں نے لکھ دی ہیں یہ آپ کچھ دن انہیں باقاعدگی
سے دیں۔ انشاء اللہ انکی ویکنس دور ہو جائے گی۔۔ ڈاکٹر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔۔

ارحم نے صرف اثبات میں سر ہلایا۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

ڈاکٹر کو چھوڑ کر وہ واپس روم میں آگیا۔ تھکاوٹ کی وجہ سے اب اسے
نیند نے آگھیرا تھا۔ لیکن وہ بیڈ پر اس کے ساتھ سونا نہیں چاہتا تھا۔ اور
صوفے پر وہ لیٹ نہیں سکتا تھا۔۔ پر اب مناہل کے برابر میں سونے
کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور آپشن بھی نہیں تھا۔۔۔ ارحم چل کر بیڈ
کی دوسری سائیڈ پر آکر خاموشی سے لیٹ گیا۔ مناہل ابھی بھی ہوش
میں نہیں آئی تھی۔۔ ارحم نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا اور کروٹ

بدل کر لیٹ گیا۔ اس سے پہلے وہ سونے کے لیے آنکھیں بند کرتا اسے اپنے فون کی بیل سنائی دی۔۔۔ ارحم نے بوجھل آنکھوں سے فون کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کی سکرین پر رجا کا نمبر چمک رہا تھا۔۔۔

ارحم کال ریسیو کرتے ہی بیڈ سے اٹھ کر ونڈو کے پاس آ گیا تھا۔۔۔

کیسے ہو مسٹر کھڑوس۔۔۔ دوسری طرف رجا نے شرارت سے پوچھا۔۔۔

یار کھڑوس تو مت کہو۔۔۔ میں بھلا کہا سے کھڑوس لگتا ہوں۔۔۔ ارحم بظاہر خفگی سے بولا۔۔۔

بس کرو ہر وقت تو تمہاری ناک پر غصہ چڑا رہتا ہے۔۔۔ جیسے ابھی کسی نہ کسی کا قتل کر دو گے۔۔۔

اوہو تم تو ایسے مت کہو۔۔۔ تم سے تو کبھی غصہ میں بات تک نہیں کی۔۔۔ ارحم کو جیسے رجا کا ایسے کہنا برا لگا تھا۔۔۔

اچھا جناب نہیں کہتی۔۔۔ یہ بتاؤ اس وقت کہاں ہو؟؟ رجا نے اسکی ناراضگی کے ڈر سے بات بدلی۔۔۔

کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچا ہوں۔۔۔ ارحم نے اطلاع دی۔۔۔ نیند تو جیسے اب اسکی آنکھوں سے دور چلی گئی تھی۔۔۔

چلو آجاؤ میں تمہارا ویٹ کر رہی ہوں۔۔

لیکن کہاں۔۔۔؟؟ ارحم نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

یار میں تمہیں شاپنگ مال کا اڈریس سینڈ کرتی ہوں وہاں آجاؤ۔۔ میں

چاہتی ہوں کہ نور کی شادی پہ میں تمہاری پسند کا ڈریس پہنوں۔۔

رجا کی بات پر اسے دو دن پہلے ہونے والا منظر یاد آگیا۔۔

کیا ہوا بول کیوں نہیں رہے۔۔؟ اسکی آواز پر ارحم چونکا۔۔

نہیں کچھ نہیں یار میں تھوڑا تھکا ہوا ہوں۔۔ اگر ہم کل چلیں تو۔۔؟؟

نہیں بلکل بھی نہیں۔۔ کیا تم میرے لیے اتنا نہیں کر سکتے۔۔ رجانے

محبت بھرے انداز میں پوچھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں آرہا ہوں۔۔ تم ایڈریس سینڈ کرو۔۔ وہ چاہ کر بھی

رجا کی بات نہیں ٹال سکتا تھا۔۔

یہ ہوئی نہ بات۔۔ دوسری طرف رجا کی چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں

سے ٹکرائی تھی۔۔

کچھ دیر میں ہی ارحم باہر جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔۔ بالوں میں برش

کرتے ہوئے اسکی نظر مناہل پر ہی تھی۔۔۔ اسے خود سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ آج اسے ہو کیا گیا ہے۔۔۔ وہ کیوں اسکی فکر کر رہا ہے۔۔۔ کیوں اسکا دل کر رہا ہے کہ وہ اس کے پاس رکے اسے چھوڑ کر نہ جائے۔۔۔ سب کچھ پہلی بار ہو رہا تھا اسکے ساتھ۔۔۔ پہلی بار اسے رجا کے علاوہ کسی اور لڑکی کی بھی فکر تھی۔۔۔ پھر خیالوں سے سر جھٹک کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی آخری بار اس نے مناہل کو مڑ کر دیکھا اور فوراً بند کرتے ہی کمرے سے چلا گیا۔۔۔

ٹی وی لاؤنج کے قریب آیا جہاں رانی نیچے بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔
رانی۔۔۔؟؟ ارحم نے اسے آواز دی۔۔۔

ارحم کی آواز پر وہ چونکی اور فوراً ٹی وی بند کر کے اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

جی صاحب جی۔۔۔

تم میرے روم میں چلی جاؤ۔۔۔ مناہل کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو فوراً لا کر دینا۔۔۔ ارحم سنجیدگی سے کہتا ہوا بڑے بڑے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔

ہاے کتنی قسمت والی ہے مناہل بی بی۔۔۔ جیسے ارجم صاحب جیسا شوہر ملا
کتنا پیار کرتے ہیں ان سے۔ اور ایک میرا شوہر ہے جیسے میری پرواہ ہی
نہیں۔۔۔ رانی جاتے ہوئے ارجم کو دیکھ کر بڑبڑائی۔۔۔



تقریباً آدھے گھنٹے بعد ارجم رجا کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچ گیا تھا۔
تھکاوٹ سے اسکا چہرہ بالکل مرجھا سا گیا تھا۔۔۔ رجا کو اپنی طرف آتا دیکھ
کر ارجم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔

کیسی ہو۔۔۔؟؟ ارجم نے رجا کے قریب آ کر محبت سے اسکا حال پوچھا۔
میں بالکل ٹھیک۔۔۔ تھینکس میرے لیے تم آئے۔۔۔ جانتی ہوں تم تھکے
ہوئے ہو۔۔۔ پر میں کیا کروں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی۔۔۔ رجا اسکی
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔۔

ارے کوئی بات نہیں۔۔۔ چلو چلے شاپنگ کرتے ہیں۔۔۔ کہتے ہوئے آگے
بڑھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ اندر داخل ہوتا رجا نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔

رجا کے ایکدم ہاتھ پکڑنے پر وہ چونکا۔۔۔ آج سے پہلے بھی وہ اس کا
اکثر ہاتھ تھام لیتی تھی پر آج اسے عجیب کیوں لگا تھا وہ خود سمجھ نہیں

پایا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔ چلو اب۔۔۔ رجا اسکے قریب آکر بولی۔۔۔
ہممم۔۔۔ کہتے ہوئے دونوں مارکیٹ میں داخل ہوئے۔۔۔

رجا نے اپنی ساری شاپنگ ارحم کی پسند سے کی۔۔۔ جو چیز ارحم کو پسند
آتی تھی۔۔۔ رجا بنا سوچے سمجھے اسے پیک کرنے کا کہہ دیتی تھی۔۔۔
ارحم یہ ریڈ ڈریس کیسا ہے تمہیں مجھ پر ریڈ کلر اچھا لگتا ہے نا؟ رجا
سامنے ڈریس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جو ہو بہ ہو ویسے ہی تھا
جو وہ پہلے ہی رجا کے لیے پسند کر چکا تھا لیکن نور کی وجہ سے وہ
ڈریس مناہل کے لیے لینا پڑا۔۔۔

نہیں مجھے خاص پسند نہیں آیا۔۔۔ اگر تمہیں پسند ہے تو لے لو۔۔۔ ارحم
جانتا تھا وہ اسکی پسند کے علاوہ نہیں لے گی۔۔۔ اسلیے اس نے رجا پر
چھوڑ دیا۔۔۔

نہیں اگر تمہیں پسند نہیں تو میں کیوں لوں۔۔۔ رجا کندھے اچکا کر بولی۔
جس پر ارحم ہنس دیا۔۔۔

اچھا ارحم مناہل کیسی ہے؟؟ یار مجھے تو وہ بہت اچھی لگی تھی۔۔۔ جب سے تم نے اسے میری وجہ سے تھپڑ مارا ہے مجھے اکثر ہی اسکا خیال آجاتا ہے۔۔۔ رجا اسکے ساتھ مارکیٹ سے باہر نکلتے ہوئے بولی۔۔۔

مناہل کے نام پر ارحم ششدر رہ گیا۔۔۔ اسے یقین نہیں تھا کہ رجا کو ابھی بھی مناہل یاد ہے۔۔۔

کیا ہوا کہاں کھو گئے۔۔۔ اسکا جواب نہ ملنے پر رجانے اسے دوبارہ بلایا۔۔۔ اسکی آواز پر وہ چونکا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ ارحم نے مختصر جواب دیا۔۔۔

اچھا چلو کچھ کھاتے ہیں۔۔۔

رجا مجھے تو بالکل بھی بھوک نہیں ہے۔۔۔ ارحم بیزارى سے بولا۔۔۔

ارحم میں مانتی ہوں میں نے تمہیں زبردستی بلایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ایسے ریکٹ کرو۔۔۔ مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ جیسے تمہیں میرے ساتھ ٹائم گزارنا اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔ بولتے ہوئے رجا کی آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے تھے۔۔۔

نہیں میری جان ایسی بات نہیں ہے میں تو بس ایسے ہی کہہ رہا تھا۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو میں آتا ہی نہیں۔۔۔ پلیز تم اپنا موڈ ٹھیک کرو۔ ارحم محبت سے اسکا گال سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ اسے خود بھی برا لگا تھا اسے رجا کو ایسے صاف انکار نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

تو پھر چلیں؟؟ رجا اپنی آنکھوں کے کنارے صاف کرتی ہوئی بولی۔۔۔ جس پر ارحم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔



یار ارحم میں صرف نور کی شادی والے دن ہی آؤنگی۔ رجا جوس کا گلاس اپنے قریب کرتے ہوئے بولی۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی بھلا۔۔۔ تم نہیں آؤگی تو شادی میں مزہ کیسے آئے گا۔ ارحم منہ بنا کر بولا۔۔۔

یار وہ تو ٹھیک ہے لیکن تمہیں پتا ہے میرے پیپرز سٹارٹ ہونے والے ہیں۔۔۔ اور جس ڈیٹ پر نور کی مہندی ہے اس دن میرا لسٹ پیپر ہے۔۔۔

اچھا چلو کوئی بات نہیں۔۔۔ ارحم خود بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ شادی والے

دن ہی آئے۔۔ کیونکہ شادی کی گہما گہمی میں اسے مناہل اور اسکے رشتے کا پتا نہیں چلے گا۔۔

ہممم۔۔ ارحم یہ لو۔۔ یہ میری طرف سے مناہل کو دے دینا۔۔ رجا نے شاپنگ بیگ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔۔

لیکن تم نے اسکے لیے کچھ کیوں لیا؟؟ ارحم سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

کیا ہو گیا ہے ارحم۔۔ مجھے یہ ڈریس اسکے لیے اچھا لگا تو میں نے لے لیا۔۔ ارحم نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔

ویسے ارحم پتا نہیں کیوں پر مجھے مناہل کچھ عجیب سی لگی تھی میرا مطلب ہے کہ وہ کہی سے بھی ملازمہ نہیں لگ رہی تھی۔۔ یا مجھے وہ چہرے سے ایک اچھے گھر کی لڑکی لگی تھی۔۔ جیسے وہ کسی مجبوری میں تمہارے

گھر کام کر رہی ہو۔۔ ویسے وہ بہت معصوم ہے۔۔ بہت پیاری۔۔ رجا مسکراہٹ چہرے پر سجائے بول رہی تھی۔۔

اور رجا کے منہ سے مناہل کی تعریف سن کر تو ارحم کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔۔

رجا کیا ہم اپنی بات کر سکتے ہیں۔۔ ارحم دانت پیس کر بولا۔۔

جی بلکل ہم اپنی بات کر سکتے ہیں۔۔۔ رجا چہک کر بولی۔ جس پر ارحم مسکرا دیا۔۔۔۔



اگلی صبح مناہل کی آنکھ کھولی۔۔۔ تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔ مناہل فوراً اٹھ بیٹھی۔۔۔ پر اسے اپنے ہاتھ پر وزن محسوس ہوا۔۔۔ ایک پل کے لیے وہ تو جیسے سانس لینا ہی بھول گئی۔۔۔ ارحم کا ہاتھ اسکے ہاتھ پر تھا۔۔۔ شاید نیند میں اس نے اپنا ہاتھ مناہل کے ہاتھ پر رکھ دیا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ ارحم کا ہاتھ کیسے اٹھائے۔۔۔ اسے رات کا منظر یاد آیا جب وہ ارحم سے کچھ کہہ کر مڑی ہی تھی کہ اچانک وہ چکرا کر گر گئی۔۔۔ اسکے بعد کیا ہوا اسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔

ابھی وہ اپنے خیالوں میں ہی تھی کہ ارحم جو سیدھا لیٹا تھا اب اس نے مناہل کی طرف کروٹ بدلی۔۔۔ جس پر اسکی آنکھ کھلی۔۔۔ مناہل کی نظر خود پر محسوس کرتے ہوئے ارحم بولا۔۔۔

کیا چاہیے؟؟ ارحم کی آنکھوں میں ابھی بھی نیند کا خمار تھا۔۔۔ ارحم کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔

میرا ہاتھ۔۔؟؟ مناہل نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جو اسکے ہاتھ کے نیچے تھا۔۔۔

اسکی بات پر ارحم نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔۔ اسے افسوس ہوا تھا کہ وہ رات کیوں مناہل کے ساتھ سو گیا۔۔ اب وہ پتا نہیں اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہوگی۔۔۔

ارحم اپنے بال ٹھیک کرتا اٹھ بیٹھا۔۔ رات وہ رجا سے ملنے کے بعد لیٹ گھر آیا تھا آتے ہی وہ خاموشی سے مناہل کے ساتھ آکر سو گیا۔۔ اور پتا نہیں کب اس نے اپنا ہاتھ مناہل کے ہاتھ پر رکھ دیا۔۔۔

تمہاری طبیعت کیسی ہے؟؟ ارحم کی پشت اب مناہل کی طرف تھی۔۔۔
جی ٹھیک ہوں۔۔ مناہل آہستگی سے بولی۔۔۔

ہممم۔۔۔ جب تک نور کی شادی نہیں ہو جاتی اپنا دھیان رکھو۔۔ میں نہیں چاہتا کہ شادی والے گھر میں تم بیمار ہو کر بیٹھی ہو۔۔۔ ارحم کھردرے لہجے میں بولا۔۔۔

جی۔۔۔ مناہل بس یہی کہہ سکی۔۔۔ اچانک اسکی نظر سامنے صوفے پہ پڑے شاپنگ بیگ پر پڑی۔۔۔

ارحم اٹھ کر صوفے کے قریب آیا اور شاپنگ بیگ مناہل کے قریب رکھا۔ مناہل نے سوالیہ نظروں سے ارحم کو دیکھا۔۔۔ جیسے سمجھ نہیں پا رہی ہو کہ وہ اسے کے قریب کیوں رکھ رہا ہے۔۔

یہ رجانے تمہارے لیے لیا ہے۔۔۔ اور کہا تھا تمہیں دے دوں۔۔۔ کہتے ہوئے جانے لگا۔۔۔ مناہل فوراً بولی۔۔۔

تھینکس۔۔۔ ارحم نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

کس لیے۔۔۔ لہجے میں ابھی بھی سختی تھی۔۔۔

ڈریس کے لیے جو آپ نے میرے لیے لیا۔۔۔ مناہل ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ ڈریس میں نے نہیں نور نے لیا تھا اور یہ رجانے میں نے تمہارے لیے کچھ نہیں لیا۔ کہتے ہوئے روم سے چلا گیا اور مناہل اسکے جاتے ہی زخمی سا مسکرا دی۔۔۔

میرا دل رکھنے کے لیے کہہ دیتے ارحم۔۔۔ مناہل بے بسی سے بولی۔۔۔



وقت تیزی سے گزر چکا تھا۔۔۔ پتا ہی نہیں چلا کب نور کی شادی کا دن آگیا۔۔۔ آج نور کی بارات تھی۔۔۔ مہندی کا فنکشن بالکل سادگی سے کیا گیا تھا البتہ دانیال صاحب نے بارات کا بہت زیادہ انتظام کیا تھا۔۔۔ نور صبح جلدی ہی پارلر کے لیے نکل گئی تھی۔۔۔

گھر میں کافی گہما گہمی تھی۔۔۔ ہر کوئی اپنی تیاری میں مصروف تھا۔ مناہل نور کی دوست ہونے کی وجہ سے اسکے کافی رشتے داروں کو جانتی تھی۔۔۔ کچھ تو اسے بہو کے روپ میں دیکھ کر حیران تھے۔۔۔ اور کچھ تجسس میں تھے کہ آخر یہ سب ہوا کیسے۔۔۔؟؟

ارحم ہوٹل کے انتظام دیکھ کر چیخ کرنے کے لیے گھر آیا۔۔۔ اور ساتھ سے مناہل کو اپنے ساتھ لے کر جانا تھا۔ وہ مناہل کو اپنے ساتھ لے کر جانا نہیں چاہتا تھا لیکن نور کو پارلر سے پک کرنے اکیلا جانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

ارحم کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ جہاں مناہل شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بال سنوارنے میں مصروف تھی۔۔۔ ایک پل کے لیے ارحم جیسے سب بھول کر اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔ ریڈ ڈریس میں وہ بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ اسکے ہونٹوں پر سچی ہلکی ریڈ لپ سٹک اسے بہت اچھی لگ

رہی تھی۔۔۔ ایک پل کے لیے اسکا دل چاہ تھا وہ اسکے قریب جائے۔۔
بے ساختہ اسکے قدم مناہل کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

مناہل ارحم کو دیکھ کر مڑی۔۔۔ اور فوراً اپنا دوپٹہ سیٹھ کیا۔۔۔

اسکے یکدم مڑنے پر ارحم جیسے ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔۔۔ وہ خود بھی
حیران ہوا تھا کہ وہ کیسے مناہل کی طرف اپنے قدم بڑھا سکتا ہے بیشک
وہ اسکے نکاح میں تھی۔۔۔ لیکن وہ صرف رجا سے محبت کرتا ہے بس وہی
اسکی زندگی میں ہے مناہل نہیں۔۔۔

میں تیار ہوں چلیں؟؟ مناہل اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جانے سے
پہلے وہ اسے سختی سے کہہ کر گیا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے تیار رہے
ورنہ وہ اسے یہی چھوڑ جائے گا۔۔۔

ہممم۔۔۔ میں فریش ہونے جا رہا ہوں وارڈروب سے میرے کپڑے نکال
دو۔۔۔ کہتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

مناہل کو لگا تھا شاید آج کے دن وہ سب کچھ بھلا کر اسکی تعریف
کرے گا۔۔۔ زیادہ نہیں تو محبت سے بات ہی کر لے گا۔۔۔ پر شاید ایسا کبھی
نہیں ہوگا۔۔۔ پھر سر جھٹک کر وارڈروب کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد ارحم تیار کھڑا تھا اور مناہل اب اپنا برسٹ پھینے میں مصروف تھی جو وہ تیار ہوتے ہوئے پہنانا بھول گئی تھی اور اب جلدی میں اس سے پہنا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

ارحم کو اب اس پر غصہ آرہا پچھلے پانچ منٹ سے وہ برسٹ پھیننے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔

کتنی دیر اور لگے گی۔۔۔ ارحم دانت پیس کر بولا۔۔۔

بس ایک منٹ یہ ہو گیا۔۔۔ ٹینشن سے بار بار برسٹ ہاتھ سے پھسل رہا تھا۔ ارحم اکتا کر اسکے قریب آیا اور اس کے ہاتھ سے برسٹ لیا۔ اسکی اس حرکت سے ڈر کر مناہل دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

اب کیا مسئلہ ہے ہاتھ آگے کرو۔۔۔ ارحم نے سرد مہری سے کام لیا۔۔۔

مناہل نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ آگے کیا۔۔۔ جس پر کل نور کی کزنز نے زبردستی مہندی لگائی تھی۔۔۔

ارحم آج چاہا کر بھی اسکا ہاتھ سختی سے نہ پکڑ سکا اور مناہل اسکے ایسے ہاتھ پکڑنے پر سن سی ہو گئی۔۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ارحم نے اسکا ہاتھ پکڑا ہے وہ بھی اس قدر نرمی سے۔۔۔

ایک پل نہیں لگا تھا رحم کو اسے برسٹ پہنانے میں۔۔۔
 چلے اب؟؟ یا اور کچھ رہتا ہے؟؟ اس کا ہاتھ آزاد کرتے رحم نے طنزیہ
 پوچھا۔ اسکی آواز پر وہ چونکی۔۔ پھر نفی میں سر ہلایا۔
 ہمہم۔۔۔ چلو اب۔۔۔ اور ہاں وہاں کسی سے بھی کوئی بات کرنے کی ضرور
 نہیں ہے اور ہاں رجا سے دور رہنا میں نہیں چاہتا وہ تمہیں ایسے دیکھے
 ایک بار نور کی شادی ہو جائے پھر میں خود ہی اسے سب سچ بتا دوں گا۔۔۔
 کمرے کا دروازہ کھولتے ہی رحم اسے ہدایات جاری کر رہا تھا۔

اور اسکے پیچھے چلتی مناہل بس اسکی باتوں کو غور سے سن رہی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



کچھ دیر بعد رحم اور مناہل نور کو لے کر ہوٹل پہنچ چکے تھے۔۔۔ دلہن
 کے جوڑے میں نور کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

ماشاء اللہ کتنی پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی اللہ بری نظر سے بچائے۔۔۔
 شازیہ بیگم نے نور کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ بولتے ہوئے انکی آنکھیں
 بھر آئیں تھیں۔۔۔ نور کی ماں کے جانے کے بعد انہوں نے ہی اسے
 ماں بن کر پالا تھا اسکو ہر چیز انہوں نے سیکھائی۔۔۔ اپنی بیٹیوں سے

زیادہ پیار دیا۔۔۔ اور آج بار بار انکی آنکھیں یہ سوچ کر بھر آتیں کہ نور انھیں چھوڑ کر پرانے گھر جا رہی ہے۔۔۔

اور نور تو کل سے ہی بہت رو رہی تھی۔۔۔ اسکے لیے بھی گھر چھوڑ کر جانا آسان نہیں تھا۔۔۔

اس سے پہلے شازیہ بیگم مزید کچھ کہتیں۔۔۔ انکی چھوٹی بیٹی نے بارات کے آنے کی اطلاع دی۔۔۔

جس پر ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔
 چلو شکر ہے بارات آگئی۔۔۔ مناہل بیٹا تم میرے ساتھ چلو۔۔۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے مناہل سے کہا۔۔۔

شادی سے کچھ دن پہلے ہی وہ دانیال صاحب کے گھر آئیں تھی۔۔۔ اور جب انھیں مناہل اور ارحم کے نکاح کا پتا چلا پہلے تو انھیں اس خبر پر شاکڈ لگا۔۔۔ کچھ گھنٹے تو وہ دانیال صاحب سے بہت ناراض ہوئی تھی کہ اتنی بڑی بات انہوں نے ان سے چھپائی لیکن پھر نور کے سمجھانے پر انکا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تھا۔۔۔ اور ویسے بھی انھیں مناہل بہت اچھی لگی تھی۔۔۔ اور اس دن سے ہی وہ مناہل سے بہت محبت سے بات کرتیں

تھیں۔۔۔

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور نور کو برائیلڈ روم میں بیٹھا کر باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

کچھ دیر بعد احد کو اسٹیج پر بیٹھایا گیا تھا بلیک کلر کی شیروانی احد پر بہت سوٹ کر رہی تھی۔۔۔

بارات میں سب خواتین سے مل کر مناہل کی نظر فرحت بیگم پر پڑی جو خاموشی سے ایک سائیلڈ پر کھڑی تھیں۔ انھیں دیکھ کر تو مناہل فوراً انکی طرف لپکی۔۔۔

ماما۔۔۔ کہتے ہوئے مناہل انکے گلے لگ گئی اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔۔۔ اتنے دن بعد وہ اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ کتنا یاد کرتی تھی وہ انھیں اسے تو یقین ہی نہیں تھا کہ وہ نور کی شادی میں بھی آئے گی۔۔۔

فرحت بیگم بھی اپنے آنسو پر قابو نہ رکھ پائیں اور خود بھی رونا شروع کر دیا۔۔۔

کیسی ہے میری بیٹی؟؟ انہوں نے مناہل کی پیشانی کو چومتے ہوئے پوچھا۔

ٹھیک ہوں ماما۔۔۔ آپ کیسی ہیں۔۔۔ مناہل کی آواز با مشکل ہی نکلی تھی۔

ابھی بھی ماں سے جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا۔۔۔ یہ میک اپ بھی تمہارے
چہرے کی اداسی مجھ سے نہیں چھپا سکتا۔۔۔ فرحت بیگم اسکے آنسو کو
صاف کرتی ہوئی بولیں۔۔۔

جس پر مناہل نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔ وہ چاہا کر بھی انہیں
کچھ نہیں بتا سکتی تھی۔۔۔ یہ سب کچھ جو اسکے ساتھ ہو رہا ہے یہ سب
اسکے اپنے کیے کی سزا ہے۔۔۔ مناہل دل میں سوچ کر رہ گئی۔۔۔

ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ تمہاری سزا ختم ہو جائے گی۔۔۔ اللہ
معاف کر دیگا۔۔۔ اور ایک دن اسکے بندے بھی۔۔۔ فرحت بیگم دوبارہ
مناہل کو سینے سے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔

انشا اللہ۔۔۔ مناہل بس یہی کہہ سکی۔۔۔

رجا ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہاں پہنچی تھی اور آتے ہی اس نے مناہل اور
فرحت کو ملتے دیکھا تھا۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ ایسے ایک
دوسرے سے کیوں مل رہی ہیں؟؟ اور وہ ایسے رو کیوں رہی ہیں۔۔۔؟؟
رانی۔۔۔؟؟ رجا نے رانی کو آواز دی جو میٹھائی کے ٹوکے اٹھا کر لے جا
رہی تھی۔۔۔

جی رجا بی بی۔۔۔ رجا کی آواز پر وہ رکی اور اسکے قریب آکر ادب سے بولی۔

وہ مناہل ہے نہ؟؟ رجا نے اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا جو اب دانیال صاحب کے کہنے پر واپس برائیلڈ روم کی طرف جا رہی تھی۔۔۔

جی رجا بی بی۔۔۔ وہ مناہل بی بی ہی ہیں۔۔۔ اب میں جاؤں؟؟ میٹھائی کے ٹوکرے بھری ہونے کی وجہ سے رانی سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔۔۔

ہاں چلی جانا لیکن یہ بتاؤ تم سے مناہل بی بی کیوں کہہ رہی ہو۔۔۔ اسے رانی کو مناہل بی بی کہنا عجیب لگا تھا۔۔۔ ایک ملازمہ کو بی بی کہنا۔۔۔

بی بی جی۔۔۔ اب وہ ارجم صاحب کی بیوی ہیں تو بی بی جی ہی کہو گی نہ۔۔۔ رانی ناگواری سے بولی۔۔۔

اور اسکے الفاظ نے تو جیسے رجا کے دل میں خنجر پیوست کر دیا ہو۔ رجا کو لگا تھا اب وہ کبھی سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔

یہ کیا بکواس کر رہی ہو؟؟ رجا کی آواز با مشکل ہی نکلی تھی۔۔۔

بی بی جی ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔ ارجم صاحب اور مناہل بی بی کی شادی ہو چکی ہے شاید آپ کو ابھی نہیں بتایا۔۔۔ کہتے ہوئے چلی گئی۔۔۔

اور رجا تو وہی لڑکھڑا گئی۔۔ اس سے پہلے وہ گرتی سمیرا بیگم نے فوراً
اسے سنبھالا۔۔۔

کیا ہوا رجا۔۔ رجا کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ ایکدم سے گھبرا گئی تھی۔۔
ماما مجھے گھر جانا ہے آپ پلیز مجھے گاڑی تک چھوڑ آئے۔۔ رجا کے الفاظ
حلق میں ہی اٹک رہے تھے۔ اس میں اب چلنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔

پر ہوا کیا ہے میری جان۔۔ ابھی تو نور کا نکاح بھی نہیں ہوا۔۔ وہ جو
شازیہ بیگم سے مل کر اسکی طرف آئی تھی اسکی حالت دیکھ کر پریشان
ہو گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماما میں آپ سے کچھ کہہ رہی ہوں۔۔ رجا اب کی بار چلائی تھی۔۔
اچھا اچھا چلو۔۔ سمیرا بیگم نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر باہر کی
طرف بڑھ گئیں۔۔۔



کچھ دیر پہلے نور اور احد کا نکاح ہو چکا تھا۔۔ نکاح کے بعد نور کو مناہل
اور شازیہ بیگم نے احد کے ساتھ اسٹیج پر لا کر بیٹھایا۔۔ نور کو دیکھ کر
احد کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی۔۔ آج وہ اسے پہلی بار دیکھ رہا تھا اور

وہ بھی محرم کے روپ میں۔۔۔ نور نظریں جھکائے اسکے قریب بیٹھی تھی۔

ہر کوئی انکی جوڑی کی تعریف کر رہا تھا۔۔۔ احد دانیال صاحب کے دوست کا بیٹا تھا۔۔۔ نور نے اسے بس تصویروں کی حد تک ہی دیکھا تھا۔۔۔ کچھ ماہ پہلے ہی وہ انگلینڈ سے اپنا ایم بی اے مکمل کر کے واپس آیا تھا۔۔۔ اس نے بھی نور کو صرف تصویروں میں ہی دیکھا تھا اور اپنی نور کے لیے رضا مندی ظاہر کی تھی۔۔۔

ارحم کی نظریں کافی دیر سے رجا کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ ایک دو بار اس نے فون بھی کیا لیکن وہ اسکی کال ریسیو نہیں کر رہی تھی اور اب تو اس نے فون بھی اوف کر دیا تھا۔۔۔ ارحم کو اس وقت رجا پہ بہت غصہ آرہا تھا وہ کیسے اسکی کال کاٹ سکتی ہے اگر نہیں بھی آنا تھا تو وہ اسے اطلاع تو دے ہی سکتی تھی۔۔۔

ارحم۔۔۔؟؟ منابل نے اسے آواز دی۔۔۔

منابل کی آواز پر وہ چونکا۔۔۔

ہمممم۔۔۔

ابو کہہ رہے ہیں کہ رخصتی کا وقت ہو گیا ہے آپ آجائیں۔۔۔
 ٹھیک ہے تم جاؤ میں آرہا ہوں۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اب بھی اسکا لہجہ برف
 کی طرح تھا۔۔۔

جی اچھا۔۔۔ کہتے ہوئے چلی گئی۔۔۔

ارحم نے آخری بار رجا کو دوبارہ فون ملایا۔۔۔ پر بے سود۔۔۔ ارحم نے غصے
 میں فون کو پاکٹ میں رکھا اور اسٹیج کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اگر تمہاری امی کے جانے کے بعد میری محبت میں ذرا سی بھی کمی آئی
 ہو تو مجھے معاف کر دینا نور۔۔۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں
 چھوڑی تھی۔۔۔ دانیال صاحب نور کو گلے لگاتے ہوئے بولے۔۔۔ آنسو
 انکے رخساروں کو بھگیگو رہے تھے۔۔۔

نہیں ابو آپ کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی آپ نے تو مجھے امی کا بھی
 پیار دیا۔۔۔ اگر آج وہ زندہ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔۔۔ وہ مجھے خود اپنے ہاتھوں
 سے رخصت کرتیں۔۔۔ نور زار و قطار رو دی تھی۔۔۔

بس میری بچی اللہ کو جو منظور ہو وہی ہوتا ہے۔۔۔ بہت سی بچیاں ایسے
 ہی رخصت ہوتیں ہیں۔۔۔ کوئی بن ماں کے اور کوئی بن باپ کے۔۔۔

چلے بس کریں ابو خوشی خوشی رخصت کریں اپنی گڑیا کو۔ ارحم انکے قریب آکر بولا۔ حالانکہ ارحم کی آنکھیں بھی بھیک چکی تھی۔ نور کو صرف وہ بہن ہی نہیں بیٹی بھی سمجھتا تھا اور اسکو ایسے رخصت کرنا بہت ہی مشکل کام تھا اسکے لیے۔۔۔

میری بہن کا خیال رکھنا احد۔۔۔ بہت لاڈو میں پالا ہے۔۔۔ شیشے کی طرح صاف دل ہے نور کا۔۔۔ اس کا کبھی دل مت توڑنا۔۔۔ ارحم کی آواز میں التجا تھی۔۔۔

بھائی آپ فکر مت کریں اپنے سے زیادہ اس کا خیال رکھو نگا۔۔۔ احد نے اسے یقین دہانی کرائی۔۔۔

بھائی۔۔۔؟؟ نور نے آہستہ سے پکارا۔۔۔

جی میری گڑیا۔۔۔ ارحم اپنا چہرہ اسکے نزدیک لے کر گیا۔۔۔

میرے جانے کے بعد میری دوست کا خیال رکھنا۔ کسی کے گناہ کی صرف اسے اتنی ہی سزا دینی چاہیے جس پر اسے اپنے کیے کا پچھتاوا ہو۔۔۔ نا کہ اتنی کہ وہ آپ کو اپنے رب کے سامنے گناہ گار بنا دیے۔۔۔ کہتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔۔ اور ارحم بس غور سے دیکھتا رہ گیا۔۔۔ وہ سمجھ نہیں

پایا تھا نور نے اس سے یہ سب کچھ کیوں کہا۔۔۔



نور کی رخصتی کے بعد سب گھر واپسی آگئے تھے۔۔۔ اور تھکاوٹ کی وجہ سے سب کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔ مناہل سب چیزیں رانی کے ساتھ رکھوا کر کمرے میں چائے لے کر آئی۔۔۔ لیکن کمرے میں ارحم کو نہ پا کر اسے حیرانگی ہوئی تھی۔۔۔

یہ کہاں گئے۔۔۔ سوچتے ہوئے اٹے قدموں باہر کی طرف واپس آئی۔۔۔ رانی بات سنو۔۔۔ مناہل نے جاتی ہوئی رانی کو آواز دی جو شاید نیند میں تھی۔۔۔

جی۔۔۔ اسکی آواز پر وہ رکی۔۔۔

ارحم کو کہیں دیکھا ہے۔۔۔؟؟

جی وہ ٹیرس پر گئے ہیں۔۔۔ رانی نے آگاہ کیا۔

چلو ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔۔

جی اچھا۔۔۔ کہتے ہوئے مڑ گئی۔۔۔

مناہل کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اسکے پاس جائے یا نہیں۔۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی وہ چائے کا کپ ہاتھ میں لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

ٹیسرس پر پہنچ کر مناہل نے نظر دوڑائی جہاں سامنے ارحم بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا۔۔۔ روشنی کم ہونے کی وجہ سے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ اس وقت سر جھکائے کیا پڑھ رہا ہے۔۔۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی مناہل ارحم کے قریب آئی۔۔۔ اسکے ہاتھ میں پکڑی سورہ رحمن کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔ پھر اسے نور کی بات یاد آئی تھی جب ارحم کا دل اداس ہوتا ہے تو وہ سورہ رحمن کی تلاوت کرتا ہے۔۔۔ تاکہ اسکے اداس دل کو سکون ملے۔۔۔

آخری آیات پڑھ کر ارحم نے سورہ کو چوم کر سینے سے لگایا۔۔۔

آپ کی چائے۔۔۔ مناہل آہستہ سے بولی۔۔۔

اسکی آواز پر ارحم چونکا۔۔۔ اسے تو پتا ہی نہیں تھا کہ مناہل اسکے قریب آکھڑی ہے۔۔۔

یہی رکھ دو۔۔۔ ارحم کی آواز تھکی تھکی سی تھی۔۔۔

مناہل اسکے قریب چائے رکھتے ہوئے خود بھی اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

نور کی یاد آرہی ہے؟؟ مناہل نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اسے یہ بھی ڈر تھا کہ کہی ارحم اسکی پھر سے انسلٹ نہ کر دے۔۔۔

ارحم نے ایک نظر اسکے چہرے کی طرف دیکھا جو چاند کی طرح روشن لگ رہا تھا۔ اسکی گہری بھوری آنکھیں آج پہلی بار ارحم نے دیکھی تھیں پھر سر جھٹک کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

ہاں۔۔۔ پھر کچھ دیر بعد مزید بولا۔۔۔

پہلے بھی وہ زیادہ خالہ کے گھر رہتی تھی لیکن جب اس سے دل اداس ہوتا تھا فوراً ملنے چلا جاتا تھا شاید اب وہ بھی نہیں جا سکوں گا۔۔۔ ارحم آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

احد بھائی اچھے انسان ہیں وہ اسے خوش رکھیں گے۔۔۔ مناہل پر امید انداز میں بولی۔۔۔

ہممم۔۔۔ ارحم بس یہی کہہ سکا۔۔۔ نور کے الفاظ اسے سوچنے پر مجبور کر گئے تھے۔۔۔ اور اس وقت اس نے فیصلہ کیا تھا اب وہ مناہل کو کچھ نہیں کہے گا۔۔۔

چائے پی لیں ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔۔ مناہل نے اسے کھوئے دیکھ کر کہا۔

ارحم نے اثبات میں سر ہلایا اور کپ اٹھا لیا۔۔۔

چائے اچھی بناتی ہو تم۔۔۔ ارحم چائے کا کپ ہونٹوں سے لگا کر بولا۔۔۔

ارحم کے یہ کہنے پر مناہل تو کھل اٹھی۔۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا ارحم نے اسکے ہاتھ کی بنی چائے کی تعریف کی ہے۔۔۔

تھینکس۔۔۔ مناہل کے لیے تو جیسے یہ رات چاند رات بن گئی ہو۔۔۔

میری امی بھی ایسی ہی بناتی تھیں۔ انکے جانے کے بعد کبھی ویسی چائے پینے کو نہیں ملی۔۔۔ آج وہ بہت یاد آرہی ہیں۔۔۔ ارحم کے آنکھوں کے گوشے بھیک چکے تھے۔۔۔ شاید اس وقت اسے کسی کی ضرورت تھی اور مناہل کے علاوہ اسے کوئی میسر نہیں تھا۔ اس لیے بنا سوچے سمجھے وہ اس سے باتیں کیے جا رہا تھا۔۔۔

مناہل نے اپنا ہاتھ ڈرتے ڈرتے ارحم کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔ وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آج وہ اس قدر کیسے ہمت دیکھا رہی ہے۔۔۔

ارحم اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ پر دیکھ کر چونکا۔۔۔

نیچے چلیں۔۔۔ آپ تھک گئے ہونگے۔۔۔ مناہل محبت سے بولی۔۔۔

تم جاؤ میں آرہا ہوں۔۔۔ ارحم نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹایا۔۔۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ اسے مناہل کا ہاتھ پکڑنا اچھا نہیں لگا۔۔۔
 مناہل شرمندہ سی ہوئی تھی۔۔۔ اسے اب اپنی حرکت پر شرمندگی ہوئی تھی۔۔۔

مناہل خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

سوری مجھے آپ کے ہاتھ کو چھونا نہیں چاہیے تھا۔۔۔ کہتے ہوئے فوراً وہاں سے چلی گئی۔۔۔

اور ارحم ایک بار پھر سے الجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ آج سے اسکے دل اور دماغ میں مناہل کے لیے عجیب سی جنگ چھیڑ گئی تھی یا شاید یہ رجا سے بات نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔۔۔ آج جس وقت رجا کی اسے ضرورت تھی اس وقت اسکے پاس مناہل تھی۔۔۔

لیکن رجا کیوں نہیں آئی۔۔۔ کہی اسے میرے اور مناہل کی شادی کا تو پتا نہیں چل گیا۔۔۔ لیکن نہیں اسے کیسے پتا چل سکتا ہے۔۔۔۔۔ پر اگر واقعی اسے پتا چل گیا تو کیا ہوگا۔۔۔ اس سے پہلے اسے کسی سے پتا چلے میں اسے خود سب کچھ بتا دوں گا۔۔۔ سوچتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور نیچے

جانے کے لیے آگے بڑھ گیا۔۔۔



ساری رسمیں ادا کرنے کے بعد نور کو احد کے بیڈ روم میں لا کر بیٹھا دیا گیا۔۔۔ نور نے ایک نظر کمرے کو دیکھا جو ریڈ کالر کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ نور کو اسکا روم بہت اچھا لگا تھا۔۔۔ بس اسے اب احد کے مزاج کی فکر تھی۔۔۔ پتا نہیں وہ کیسا ہوگا۔۔۔ احد کو وہ پسند آئے گی بھی یا نہیں۔۔۔ ابھی وہ اپنے خیالوں میں ہی گم تھی کہ اسے دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔۔۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ احد روم میں آگیا ہے۔۔۔ نور نے فوراً سر جھکا لیا۔۔۔

احد چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسکے قریب آکر بیٹھ گیا۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔ کیسی ہیں آپ مسز احد۔۔۔

وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں۔۔۔ نور نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

ویسے تو میری اور آپ کی ارنج میرج ہے۔۔۔ میں آپ کے بارے میں

کچھ زیادہ تو نہیں جانتا سوائے یہ کہ آپ کو نیند جلدی آجاتی ہے۔۔۔

لسٹ ٹائم آپ نے فون پہ کہا تھا نہ تھا کہ آپ کو نیند آرہی ہے۔۔۔ احد

شرارت سے بولا۔۔

احد کی بات پر نور شرمندہ سی ہوئی۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔ مجھے بچپن سے ہی عادت ہے جلدی سونے
کی۔۔ نور نے وضاحت دی۔۔

چلے کوئی بات نہیں شادی کے بعد تو لڑکیوں کو کافی عادتیں بدلنی ہوتی
آپ بس یہی بدل لیجیے گا۔۔

جی۔۔ نور بس یہی کہہ سکی۔۔

آپ کی منہ دیکھائی تو میں نے آپ کو دی نہیں۔۔ کہتے ہوئے اپنی
پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر ایک خوبصورت ڈبیاں نکالی۔۔ اور کھول کے اس
کے سامنے کی۔۔

رنگ کو دیکھ کر نور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔

اب خود پہناؤں یا آپ پہنے گی؟؟ احد نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
اس سے پہلے وہ کچھ بولتی احد فوراً بولا۔۔

اب آپ خود پہنتی اچھی نہیں لگے گی لائیں میں ہی پہنا دیتا ہوں۔۔ احد

نے اسکا حنائی ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیا اور محبت سے اسکی انگلی
میں اپنی محبت کی پہلی نشانی پہنائی۔۔۔

کیسی لگی۔۔۔؟؟ احد نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

بہت اچھی۔۔۔ نور کو سمپل رنگز بہت پسند تھیں اور وہ بھی بلکل اسکی پسند
کے مطابق تھی۔۔۔

گڈ۔۔۔ ایک بات پوچھوں۔۔۔؟؟

جی۔۔۔ نور سر جھکا کر بولی۔۔۔

آپ خوش تو ہیں نہ اس رشتے سے؟ مجھے تو آپ پہلی نظر میں ہی پسند
آگئی تھیں۔۔۔ ویسے ایک بات تو ہے آپ تصویر سے زیادہ حقیقت میں
پیاری ہیں۔۔۔ ارحم اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

آپ میری ابو کی پسند ہیں۔۔۔ اور میرے لیے جو میرے ابو نے پسند کیا
یقیناً وہ اچھا ہی ہوگا۔۔۔

ہاں یہ تو ماننا پڑے گا۔۔۔ انکل کی چوائس ہے کمال۔۔۔ احد فخریہ انداز میں
بولا۔۔۔ جس پر نور کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

نور کو ہنستا دیکھ کر احد نے اسکے پیشانی پر بوسا دیا۔۔

اللہ کرے آپ کو میں ہمیشہ ایسے ہی ہنستا دیکھوں۔۔ بے ساختہ احد کے دل سے یہ دعا نکلی تھی۔۔

احد کی جسارت پر نور خود میں سمیٹ کر رہ گئی۔۔

آج احد اور نور کی خوشیوں بھری رات تھی اور دونوں ایک دوسرے کو پا کر بہت خوش تھے۔۔



گلے دن ولیمے کے بعد نور کو سب اپنے ساتھ گھر واپس لے آئے تھے اسکا اداس چہرہ دیکھ کر مناہل سمجھ گئی تھی کہ وہ احد کو مس کر رہی ہے۔۔

انکے ساتھ آنے سے پہلے نور نے جب احد سے اجازت مانگی تھی تو اسکی آنکھوں میں بھی ویسی ہی اداسی تھی جو اس وقت مناہل نور کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

احد بھائی کی یاد آرہی ہے؟؟ مناہل نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

اسکی بات پر نور چونکی۔۔ اور پھر بلش کرنے لگی۔۔۔
 ہاں تھوڑی تھوڑی۔۔ نور نے شرماتے ہوئے جواب دیا۔۔۔
 کوئی بات نہیں مجھے یقین ہے وہ کل صبح ہی تمہیں لینے آجائے گے۔
 مناہل نے اسے یقین دہانی کرائی۔۔۔

ہممم۔۔ یہ بات سچ ہے۔۔ مجھے کہہ رہے تھے اگر میرا زیادہ دل اداس ہوا
 تو میں رات کو ہی لینے آجاؤنگا تو میں نے روکا اور کہا کہ پلیز ایسا مت
 آنا ورنہ سب میرے بارے میں کیا سوچے گے۔۔۔

ہاں یہ تو تم نے سہی کیا۔۔۔ مناہل نے اسکی بات کی تائید کی۔۔۔
 کیا باتیں ہو رہی ہیں۔۔ شازیہ بیگم نے محبت سے پوچھا۔۔ جو کچھ دیر پہلے
 ارحم سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔

کچھ نہیں خالہ بس ایسے ہی۔۔ نور کو ارحم کے سامنے احد کی بات کرنا
 اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

ویسے بہت دوستی ہے تم دونوں میں۔۔ شازیہ بیگم نے نور اور مناہل کو
 دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

جی خالہ یہ تو ہے۔۔۔ اب تو مناہل میری بھابھی بھی بن گئی ہے۔۔۔ اسکی بات پر مناہل نے سر جھکا لیا۔۔۔

ارحم فون پر انگلیاں چلانے میں مصروف تھا جب شازیہ بیگم نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

ارحم بیٹا نور کے جانے سے ہمارے گھر میں کتنی اداسی ہو گئی تھی۔۔۔ یہ آج آئی ہے تو وہ رونق واپس آگئی ہے۔۔۔ میں سوچ رہی ہوں۔۔۔ کل یہ چلی جائے گی تو پھر سے وہی اداسی آگھیرے گی۔۔۔

ٹھیک کہا خالہ آپ نے۔۔۔ لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے۔۔۔ ارحم فون سے نظریں ہٹا کر ناگواری سے بولا۔۔۔

ارے اس کا حل بھی ہے میرے پاس۔۔۔ شازیہ بیگم چہک کر بولیں۔۔۔ وہ کیا۔۔۔؟؟ ارحم نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔

میرے بھولے بھانجے اللہ نے تمہاری اتنی اچھی لڑکی سے شادی کروا دی ہے۔۔۔ ویسے تو رجا بھی اچھی تھی لیکن دیکھو وہ تو اپنی پی ایچ ڈی کے چکر میں تمہیں بوڑھا کر رہی تھی۔۔۔ مناہل کے ساتھ نکاح کا تم نے بہت ہی اچھا فیصلہ کیا ہے۔۔۔ اب بس تم دونوں ہمیں جلدی سے خوش

خبری سنا دو۔۔۔ اب ہم بھی تو تمہارے بچے کھیلائیں۔۔۔

ارحم تو انکی بات پر ششدر رہ گیا اور مناہل ان کی بات سن کر فوراً وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔۔۔

لگتا ہے شرمائی ہماری مناہل۔۔۔ خالہ نے مناہل کو جاتے ہوئے دیکھ کر شرارت سے کہا۔۔۔

میں آتی ہوں۔۔۔ کہتے ہوئے نور بھی اسکے پیچھے گئی۔۔۔

خالہ کیسی باتیں کرتی ہیں آپ۔۔۔ ارحم کو انکا اس طرح کہنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔

کیا مطلب کیسی باتیں کرتی ہوں ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں۔۔۔ اب شادی ہوگئی ہے تو اب اپنی فیملی بڑھانے کا بھی تو سوچو۔۔۔ گھر میں بچے ہونگے تو گھر میں رونق آئے گی نہ۔۔۔ ویسے بھی دو ماہ تو ہوگئے ہیں تمہاری شادی کو۔۔۔

مجھے ضروری کال آرہی ہے میں سن کر آتا ہوں۔۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی ارحم بڑے بڑے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

سب سمجھتی ہوں ارحم کہ تم کیا چاہتے ہو پر میں بھی تمہاری خالہ ہوں۔

اب خوش خبری تو میں جلدی ہی سنو گی۔۔۔ چاہے جو ہو جائے۔۔۔ ارحم کے جاتے ہی شازیہ بیگ خود کلامی کرنے لگی۔۔



ارحم پولیس اسٹیشن سے واپس گھر کی طرف آرہا تھا۔ تب اسکا خیال بھٹک کر رجا کی طرف گیا۔ نور کی شادی کو دو دن گزر چکے تھے۔ لیکن رجا نے اس سے کوئی کونٹیکٹ نہیں کیا تھا۔۔۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا رجا اور وہ جتنے بھی ایک دوسرے سے ناراض ہو۔۔۔ وہ اگلے دن ہی اس سے لازمی رابطہ کرتی تھی۔۔۔ پھر اس بار ایسا کیا ہوا۔۔۔؟؟ ارحم کا غصہ اب فکر میں بدل چکا تھا۔۔۔ ارحم نے گاڑی گھر کے بجائے اب رجا کے گھر کی طرف موڑ لی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد ارحم اسکے گھر پہنچ چکا تھا۔۔۔ گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے وہ اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ ٹی وی لاؤنج میں پہنچ کر اسکی نظر سمیرا بیگم پر پڑی جو شاید رجا کے روم کی طرف سے آرہی تھیں۔۔۔

السلام علیکم انٹی۔۔۔ ارحم نے انکے قریب آکر ادب سے سلام کیا۔ ارحم کو دیکھ کر تو سمیرا بیگم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔۔۔

کیا لینے آئے ہو اب۔۔۔ سمیرا بیگم اسکے سلام کے جواب میں سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔

کیا ہو گیا ہے انٹی۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں میں سمجھا نہیں؟؟؟ ارحم کو ان کے اس طرح بات کرنے پر حیرت ہوئی تھی۔۔۔ وہ ایک ٹھنڈے مزاج کی عورت تھیں۔۔۔ انہوں نے تو کبھی ایسے بات نہیں کی تھی تو پھر آج۔۔۔۔۔

لیکن ہم سب سمجھ چکے ہیں ارحم۔۔۔ ابھی رجا کے بابا گھر نہیں ہیں ورنہ وہ خود تم سے بات کرتے۔۔۔ تمہاری وجہ سے میری بچی نے دو دن سے خود کو کمرے میں بند کر لیا ہے نہ کچھ کھا رہی ہے نہ پی رہی ہے۔۔۔ مجھے تو ڈر ہے وہ اپنے ساتھ کچھ کر ہی نہ لے۔۔۔ اب کی بار وہ رو دی تھیں۔۔۔ ان کی ہنسنے کھیلنے والی دو دن سے پاگلوں کی طرح رو رہی تھی اور وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھیں۔۔۔۔۔

اس سے پہلے ارحم کچھ بولتا۔۔۔ رجا کے روم کا لاک کھولنے کی آواز آئی۔ دونوں نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔ جو اب چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے طرف ہی آرہی تھی۔۔۔ آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے مر جھایا چہرہ۔۔۔ وہ تو وہ رجا لگ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ دو دن میں وہ

کس قدر کمزور ہو گئی تھی۔۔۔

ماما آپ جائیں۔۔۔ مجھے اکیلے میں ارحم سے بات کرنی ہے۔ رجا ارحم کو نظر انداز کرتی سمیرا بیگم کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

لیکن رجا۔۔۔ تم اس سے کوئی بات نہیں کرو گی جو بات بھی کریں گے تمہارے بابا کریں گے۔۔۔

ماما میں نے کہا نہ آپ جائیں۔۔۔ یہ میرا اور ارحم کا معاملہ ہے اور میں خود اسے حل کرونگی۔۔۔ اب کی بار رجا کی آواز میں سختی تھی۔۔۔

سمیرا بیگم بنا کچھ کہیں ارحم کو گھورتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں۔۔۔

اور ارحم ابھی تک سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے۔۔۔ وہ سب ایسے ریکٹ کیوں کر رہے ہیں۔۔۔

سمیرا بیگم کے جاتے ہی ارحم رجا کے قریب آیا۔۔۔

کیا ہوا رجا انٹی کیا کہہ رہی تھیں۔۔۔ اور یہ تم نے اپنی کیا حالت بنائی ہوئی ہے۔۔۔ ارحم فکر مندی سے بولا۔۔۔

اسکے قریب آنے پر رجا دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

مجھ سے دور رہو ارحم دانیال اور میرے سوال کا سچ سچ جواب دو۔۔رجا
 سلگتے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

ارحم اسکے انداز پر حیران ہوا تھا۔۔پھر سنبھل کر بولا۔۔

پوچھو۔۔۔

مناہل تمہاری کیا لگتی ہے؟؟ کیا وہ تمہاری بیوی ہے؟؟

رجا کے سوال پر ارحم کو جیسے کرنٹ لگا سے رجا سے اس سوال کی
 توقعوں ہر گز نہیں تھی۔۔۔

دیکھو رجا تم آرام سے بیٹھو میں تمہیں سب بتانا ہوں۔۔ارحم نے آگے
 بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

ارحم نے جس قدر آرام سے رجا کے ہاتھ کو پکڑا تھا رجا نے اتنی ہی
 سختی سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔

کچھ نہیں سننا مجھے۔۔۔پہلے میرے سوال کا جواب دو۔۔۔مناہل تمہاری
 بیوی ہے یا نہیں۔۔۔اب کی بار رجا حلق کے بل چلائی تھی۔۔۔

ہاں مناہل میری بیوی ہے۔۔ناچاہتے ہوئے بھی ارحم کی آواز بلند ہوئی

تھی۔۔۔

اور ارحم کے جواب پر رجا کو لگا کسی نے آسمان اسکے سر پر دے مارا ہو۔
اس سے پہلے ارحم مزید کچھ کہتا رجا نے اسکا گریبان کو اپنی مٹھیوں میں
دبوچا۔۔۔

جھوٹے مکار انسان۔۔ کیوں کیا تم نے ایسا۔۔ کیا کمی تھی میری محبت میں
کہ تمہیں وہ دو ٹکے کی ملازمہ سے شادی کرنی پڑی۔۔ مانا کے میری عمر
اس سے زیادہ ہے۔۔ لیکن مجھ میں وہ سب ہے جس کی وجہ سے تم نے
اس سے شادی کی۔۔ ارحم تم ایک بار مجھے کہتے تمہیں شادی کرنی ہے
تمہیں ایک بیوی کی ضرورت ہے تو میں سب کچھ چھوڑ کر تم سے شادی
کر لیتی۔۔ لیکن شاید تمہیں مجھ سے زیادہ وہ بھاگئی۔۔ رجا چیخ رہی تھی۔
رجا تم ہوش میں تو ہو۔۔ کس قدر گھٹیا الزام مجھ پر لگا رہی ہو۔۔ تمہیں
لگتا ہے کہ میں نے اس شادی صرف۔۔۔ ارحم نے بولتے ہوئے بات
ادھوری چھوڑ دی۔۔۔

تو بتاؤ کیوں کیا تم نے ایسا۔۔ کیوں تم نے میرے بارے میں نہیں سوچا
ارحم۔۔۔ رجا اب کی اس کے سینے پر سر رکھ کر زار و قطار رو دی تھی۔

تم بیٹھو میں سب بتاتا ہوں۔۔۔ ارحم اسکو بازو سے پکڑ کر صوفے کے قریب لایا۔۔۔ اسے صوفے پر بیٹھایا اور خود اس کے سامنے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا۔۔۔

مجھ سے محبت کرتی ہو نہ؟؟ ارحم نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا جو اس وقت رونے سے سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

رجا نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ میں نے شادی اس سے اپنی مرضی سے نہیں کی۔۔۔ حالت کچھ ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ مجھے ابو کی بات مان کر اس سے نکاح کرنا پڑا۔۔۔ اور وہ ہمارے گھر کی ملازمہ نہیں ہے ابو کے دوست جہانگیر انکل کی بیٹی ہے پر میری نظر میں اسکی اہمیت ایک ملازمہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے رجا۔۔۔ میں نے بیوی کے روپ میں صرف تمہیں دیکھا ہے اور تم ہی میری بیوی بنو گی۔۔۔ ارحم اسکے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر بول رہا تھا۔۔۔

مجھے تم پر یقین نہیں ہے ارحم۔۔۔ اگر وہ تمہارے نکاح میں ہے تو یقیناً وہ تمہارے ساتھ تمہارے ہی روم میں رہتی ہو گی۔۔۔ بولو ایسا ہی ہے نا؟

رجا اپنے ہاتھ اسکے ہاتھوں سے نکالتی ہوئی بولی۔۔۔
 ہاں لیکن۔۔۔ اس پہلے وہ کچھ کہتا رجا نے اسکی بات کاٹی۔۔۔
 میں کچھ نہیں جانتی ارحم۔۔۔ تمہارے پاس صرف تین ماہ ہیں۔۔۔ اس کے
 بعد تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہوگی۔۔۔

ہاں تو ٹھیک ہے میں بھی تو یہی چاہتا ہوں کہ اب ہم شادی کر لیں۔۔۔
 تم اپنی پی ایچ ڈی شادی کے بعد کمپیٹ کر لینا۔۔۔ ارحم اٹھاتا ہوا بولا۔۔۔
 ٹھیک ہے لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔

مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔۔۔ ارحم نے بے ساختہ کہا۔۔۔

رجا نے دو قدم چل کر اسکے قریب آئی اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔۔

ایک طرف تم نکاح نامے پر دستخط کرو گے اور اسی وقت تم میرے
 سامنے اس مناہل کو طلاق دو گے۔۔۔ بولو منظور ہے۔۔۔

رجا کی شرط سن کر تو ارحم ساکت رہ گیا۔۔۔

رجا میں یہ نہیں کر سکتا ابو اسے طلاق نہیں دینے دیں گے۔۔۔ ارحم بے

بسی سے بولا۔۔۔

تو سوچ لو تمہیں کیا کرنا ہے تین ماہ ہیں تمہارے پاس۔۔۔ اگر تم نے اسے طلاق دے کر مجھ شادی نہیں کی تو میں اپنی جان لے لوں گی۔۔۔ رجا دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔۔۔

تم پاگل تو نہیں ہو گئی رجا یہ کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔ ہاں پاگل ہو گئی ہوں۔۔۔ اور میں تمہارے لیے کسی کی جان لے بھی سکتی ہوں اور اپنی جان دے بھی سکتی ہوں سنا تم نے۔۔۔ کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ اور ارحم بت بنا وہی کھڑا رہا۔۔۔



میں نے جب تمہیں منا کیا تھا۔۔۔ رجا سے مت ملنا پھر کیوں ملی تم۔۔۔ ارحم گھر آتے ہی مناہل کو ڈھونڈنے لگا جو اس وقت کچن میں خانسامہ کے ساتھ رات کے کھانے میں مدد کروا رہی تھی۔۔۔ ارحم کچن میں آیا اور آتے ہی اسکا ہاتھ پکڑ کر گھسٹتے ہوئے اپنے کمرے میں لے گیا اور مناہل بس سانس رکے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی آج اسے کس غلطی کی سزا ملنے والی ہے۔۔۔ ارحم نے اسکا بازو اپنے مٹھی

میں سختی سے جکڑا تھا۔۔۔

ارحم آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔ میں نے تو رجا سے ملی ہی نہیں ہوں۔
مناہل ہمت کرتے ہوئے بولی۔۔۔

میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔ تمہیں ابھی بھی پتا نہیں چلا۔۔ تم نے ہی اسے
بتایا ہے ہمارے نکاح کے بارے میں۔۔ ارحم غرایا تھا۔۔۔

نہیں ارحم میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا اور میری تو رجا سے اس دن
کے بعد کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔۔ مناہل نے اسے اپنی صفائی پیش
کی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔ اگر تم نے اسے نہیں بتایا تو پھر کس نے بتایا؟
اسے کیسے پتا چلا کہ تم میری بیوی ہو؟؟ مجھے مناہل سچ بتادو ورنہ میں
تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔ ارحم دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔۔۔

ارحم میں سچ کہہ رہی ہوں اور میں آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گی۔۔ اگر
آپ کو پھر بھی لگتا ہے کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں تو ٹھیک ہے مار
ڈالے مجھے۔۔ مناہل اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بنا خوف خطر بولی۔۔۔

جان سے تو میں تمہیں مار ہی دوں گا۔۔ لیکن اتنی جلدی نہیں پہلے تم

مجھے حقیقت بتاؤ گی۔۔۔ ارحم تو آج غصے میں پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ مناہل کو اب وہ بازو سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگا چکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی۔۔۔ رانی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی جو ارحم کی بلند آواز سن کر گھبرا گئی تھی۔۔۔ اور رانی کے کمرے میں آنے تک اسے اتنا تو پتا چل گیا تھا کہ ارحم مناہل پر کیوں اتنا غصہ کر رہا ہے۔۔۔

رانی کو کمرے میں دیکھ کر وہ اسکی طرف مڑا۔۔۔

تم بنا اجازت کمرے میں کیسے آئی۔۔۔ ارحم دھاڑا۔۔۔ غصے میں وہ مناہل کو کمرے میں لاتے ہوئے دروازہ لاک کرنا بھول گیا تھا۔۔۔

ارحم صاحب مناہل بی بی سچ کہہ رہی ہیں انہوں نے رجا بی بی کو کچھ نہیں بتایا۔۔۔ جو کچھ بتایا ہے میں نے بتایا ہے۔۔۔ رانی با مشکل ہی بول پا رہی تھی۔۔۔ ارحم کا غصہ دیکھ کر تو وہ بھی ڈر گئی تھی لیکن وہ جانتی تھی اگر وہ سچ نہیں بتائے گی تو ارحم یقیناً مناہل کے ساتھ کچھ نہ کچھ برا کر دے گا۔۔۔

اسکی بات سن کر تو ارحم ایک پل کے لیے برف کا بن گیا۔۔۔

صاحب انہوں نے مجھ سے خود پوچھا تھا تو ہی میں نے انہیں سچ بتایا۔
میں نہیں جانتی تھی کہ انہیں یہ بات نہیں پتا۔ صاحب سچ میں مناہل
بی بی کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ وہ تو ان سے ملی بھی نہیں تھیں۔۔۔ رجا
بی بی آپ کی اور مناہل بی بی کی شادی کی خبر سنتے ہی وہاں سے چلی
گئیں تھیں۔۔۔ رانی نے ہمت کرتے ہوئے تفصیل بتائی۔۔۔

رانی کے انکشاف پر ارحم کا غصہ اب شرمندگی میں بدل گیا تھا۔ اس نے
ایک نظر مناہل پر ڈالی جو اب سہمی ہوئی کھڑی تھی اور آنسو اسکے
رخساروں کو بھگیو رہے تھے۔۔۔

ارحم مزید کچھ کہیں بنا کمرے سے چلا گیا۔ ارحم کے جاتے ہی رانی مناہل
کی طرف لپکی۔۔۔

بی بی جی آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ چلیں آپ بیڈ پر بیٹھے۔۔۔ کہتے ہوئے اسے
دونوں کندھوں سے پکڑ کر بیڈ پر بیٹھایا۔۔۔

میں جب کچن میں گئی تو مجھے سریا باجی نے بتایا کہ آپ کو صاحب غصے
میں لے کر کمرے کی طرف گئے ہیں۔۔۔ میں تو فوراً آپ کے کمرے کی
طرف بھاگی۔ اور صاحب کی بلند آواز سے میں سمجھ آگئی تھی کہ بات

کیا ہے۔۔۔ آپ فکر مت کریں اب انہیں حقیقت پتا چل گئی ہے اب
سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اب آپ پر غصہ نہیں کرے گے۔۔۔ رانی نے
اسے یقین دہانی کرائی۔۔۔

مناہل نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

آپ آرام کریں میں آپ کے لیے جو س بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ کہتے ہوئے
اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے سے چلی گئی۔۔۔

اور اسکے جاتے مناہل زار و قطار رونے لگی۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نور؟؟؟ احد نے اسے آواز دی جو اس وقت اپنی چیزیں سمیٹنے میں مصروف
تھی۔۔۔

جی احد۔۔۔ اسکی آواز پر نور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

یار یہ شرٹ تو پریس کروا دو۔۔۔ آفس جانا ہے۔۔۔ آج تو سوچ رہا ہوں
یہ شرٹ پہن لوں۔۔۔ کہتے ہوئے وارڈروب سے گرے کلر کی شرٹ
نکال کر اسکی طرف بڑھائی۔۔۔

جی میں ابھی کروا دیتی ہوں۔۔۔ نور نے رات احد کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ اسے آپ مت کہا کرے اسے احد کا آپ کہہ کر پکارنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

تمہیں پتا ہے آفس کی سب لڑکیاں مجھے کہتی ہیں سر آپ پر یہ شرٹ بہت سوٹ کرتی ہے۔۔۔ اس لیے اکثر میں یہ شرٹ پہن کر جاتا ہوں۔۔۔ احد مزے سے کہتا ہوا بیڈ آکر بیٹھ گیا۔۔۔

نور جو اسکی شرٹ لے کر محبت سے جا رہی تھی احد کی بات پر تو اسکا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔۔ نور بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد نور منہ لٹکائے کمرے میں آئی جہاں احد آرام سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے فون یوز کر رہا تھا۔۔۔

نور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے قریب آئی۔۔۔

کیا ہوا جل گئی؟؟ احد بنا اسکی طرف دیکھے بولا۔۔۔

اور احد کی بات پر نور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ اور فوراً اس نے شرٹ کو اپنے پیچھے چھپایا۔۔۔ وہ حیران ہوئی تھی کہ اسے اس بات کا کیسے پتا۔۔۔؟؟

نہیں وہ اچانک سے۔۔۔ سچ میں میرا تصور نہیں ہے۔۔۔ نور اپنی صفائی دیتے ہوئے بولی۔۔۔

جس پر احد نے فون سے نظریں ہٹا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

پتا نہیں سریا کو مجھ سے کیا مسئلہ ہے جب سے آیا ہوں تیسری شرٹ جلا چکی ہے میری۔۔۔ احد بیڈ سے اٹھتے ہوئے خود کلامی کرنے لگا۔۔۔ اس نے ایسے ریکٹ کیا تھا جیسے نور کی کوئی بات سنی ہی نہ ہو۔۔۔

احد شرٹ مجھ سے جلی ہے۔۔۔ نور سر جھکا کر بولی۔۔۔

کیا تم سے جلی ہے؟؟ لیکن میں نے تو تم سے کہا ہی نہیں تھا۔۔۔ احد انجان بنتے ہوئے بولا۔۔۔

خالہ نے کہا تھا کہ آپ کے سب کام میں خود کروں بس اس لیے۔۔۔

چلو کوئی بات نہیں۔۔۔ ویسے اور بھی میری شرٹس ہیں جو مجھ پر کافی سوٹ کرتی ہے۔۔۔ کہو تو وہ بھی نکال دوں۔۔۔ احد ہنسی دبا کر بولا۔۔۔

جس پر نور نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

آپ کو لگتا ہے میں نے جان بوجھ کر آپ کی شرٹ جلائی ہے۔۔۔ نور

روہانسی ہوئی۔۔۔

ارے نہیں نہیں میری معصوم بیوی۔۔۔ مجھے کیوں لگے گا ایسا۔۔۔ میں تو بس ایسے ہی کہہ رہا تھا۔۔۔ احد اسکا ہاتھ پکڑ کر محبت سے بولا۔۔۔

تو پھر آپ نے یوں کیوں کہا کہ آپ کی اور بھی اچھی شرٹس ہیں جو آپ پر کافی سوٹ کرتی ہیں۔۔۔ نور منہ بنا کر بولی۔۔۔

یار وہ تو میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ ویسے مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ تم نہیں چاہتی کہ تمہارے شوہر کی کوئی تعریف کرے۔۔۔ احد نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

میں چاہتی ہوں کہ آپ کی سب تعریف کریں لیکن کوئی لڑکی نہیں۔۔۔

ارے کیوں۔۔۔؟؟؟ احد نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

دیکھیں اگر کوئی لڑکا میری تعریف کریں گا تو کیا آپ کو اچھا لگے گا؟؟؟
نور نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

نور کی بات پر احد کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔۔۔

کبھی نہیں جان لے لوں گا میں اسکی۔۔۔

لیکن ہم لڑکیاں جان نہیں لے سکتی نہ ہم تو بس دل ہی دل میں انھیں
برا بھلا کہہ دے گی۔۔ اور اپنی جان ہلکان کریں گی۔۔ نور اسکے ہاتھ پر
اپنا دوسرا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

میں بہت لکی ہوں جو مجھے تم جیسی بیوی ملی ہے نور۔۔۔ فکر مت کرو
یہ احد صرف اور صرف تمہارا ہے۔۔ باقی تو بس ایسے ہی ہیں۔۔ احد اسے
سینے سے لگا کر محبت بھرے لہجے میں بولا۔۔۔

باقی ایسے ہی نہیں ہیں۔۔ بہنیں ہیں آپ کی۔۔ نور اس کو گھورتی ہوئی
بولی۔۔۔

ارے نہیں یار۔۔ الحمد للہ دو بہنیں ہیں میری۔۔ اس لیے مجھے اور بنانے
کی ضرورت نہیں ہے ہاں البتہ بیوی صرف ایک ہی ہے اسکے بارے
میں سوچا جا سکتا ہے۔۔

احد میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔ نور اس سے دور ہوتی ہوئی غصے میں
بولی۔۔۔

نور کی بات پر احد نے زور دار قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔

چلو شکر ہے تم کچھ بولنے تو لگی۔۔ مجھے تو لگا تھا ساری زندگی بس میں

ہی بولتا رہونگا۔۔۔

جب آپ ایسی بات کریں گے تو میں ضرور بولوگی اور مجھے ساری شرٹس نکال کر دیں جو آپ آفس پہن کر جاتے ہیں اور جن میں آفس کی لڑکیاں آپ کی تعریف کرتی ہیں۔۔۔ نور دانت پیس کر بولی۔۔۔

اوو تو میرا شک ٹھیک تھا تم نے جان بوجھ کر میری شرٹ جلائی ہے۔۔۔ احد واپس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں تو ٹھیک ہے اس میں کیا غلط ہے آپ اب بس وہی شرٹ پہن کر جائے گے۔۔۔ جو میں آپ کے لیے پسند کرونگی۔۔۔ اور آپ کو وہی پہن کر جانی بھی پڑے گی۔۔۔ نور نے حکم صادر کیا۔۔۔

احد تو اسکے انداز پر حیران رہ گیا وہ تو کچھ دیر پہلے والی نور لگ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

اور اگر میں ایسا نہ کروں تو؟؟؟ احد بازو سینے پر بندھے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

تو پھر آپ آفس میں ہی رہے گے۔۔۔ بابا سے کہہ دوگی کہ انہیں آفس میں ہی رہنا پسند ہے تو چوبیس گھنٹے یہ وہی رہا کریں۔۔۔ کہتے ہوئے پیر

بچ کر کمرے سے چلی گئی۔۔۔

انف میں تمہیں کتنا معصوم سمجھتا تھا اور تم تو کمال ہو۔۔ اپنے ہی شوہر کو دھمکی دے ڈالی۔۔ احد اسکے جاتے بڑبڑانے لگا۔۔ وہ خوش بھی تھا کہ اس بہانے وہ اسے ٹھیک سے بات کرنے لگی۔۔ اس کے اندر کی جھجک ختم ہو گئی۔۔۔



ساری رات گزر گئی تھی۔۔ لیکن ارحم گھر نہیں آیا۔۔ صبح کے گیارہ بج چکے تھے۔۔ مناہل بھی ساری رات اسکے رویے کی وجہ سے سو نہیں پائی تھی۔۔ فجر کے بعد اسکی تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگی پھر ایکدم سے اٹھ بیٹھی۔۔ آج اسے عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔۔ ارحم اکثر ہی رات کو پولیس اسٹیشن سے واپس نہیں آتا تھا۔۔ لیکن آج وہ اسکے نہ آنے کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔۔۔

بار بار وہ ٹی وی لاؤنج میں اسے دیکھنے آتی کے کہی وہ آ تو نہیں گیا لیکن باہر کی خاموشی اسکے نہ ہونے کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے کمرے کا دروازہ بجنے کی آواز آئی۔۔ پہلے تو اسے لگا

ارحم ہے۔۔ لیکن پھر خیال آیا کہ وہ ایسے دروازہ کیوں بجائے گا۔۔۔ یہ اسکا کمرہ وہ تو بے دھڑک آتا تھا۔۔

مناہل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دروازے کے قریب گئی۔۔۔ دروازہ کھولتے ہی اسکی نظر دانیال صاحب پر پڑی۔۔ ایک پل کے لیے وہ انھیں دیکھ کر چونکی۔۔۔

ابو خیر ہے؟؟ کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتے؟؟ مناہل نظریں جھکائے ادب سے بولی۔۔۔

ہاں بیٹا خیر ہی ہے۔۔۔ ارحم اٹھا ہے یا نہیں؟؟ کچھ بات کرنی تھی اس سے۔۔۔ دانیال نارمل انداز میں بولے۔۔۔

ابو وہ تو رات سے گھر ہی نہیں آئے۔۔۔ مناہل نے اطلاع دی۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔ چلو کوئی بات نہیں اس کی ڈیوٹی بھی تو ایسی ہے۔۔۔ اب تو پھر ٹائم پر آجاتا ہے پہلے تو دو دو دن گھر ہی نہیں آتا تھا۔۔۔ کہتے ہوئے واپس کی طرف مڑے۔۔۔

جی۔۔۔ مناہل بھی اب انکے پیچھے چلنے لگی اسے اب اپنے کمرے میں بیٹھانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ آج دانیال صاحب نے اپنا ناشتہ بھی

کمرے میں ہی کیا تھا۔۔۔ اس لیے انھیں ارحم کے گھر نہ ہونے کی خبر نہیں تھی۔۔۔ ورنہ صبح وہ اور ایک ساتھ ناشتہ کرتے تھے۔۔۔

اب تمہارے ساتھ ٹھیک تو ہے نہ اسکا رویہ؟؟ دانیال صاحب صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔۔۔

جی ابو۔۔۔ مناہل نے صفائی سے جھوٹ بولا۔۔۔

چلو یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔ وقت لگتا ہر چیز میں۔۔۔ پھر ایک نہ ایک دن تو ٹھیک ہونا ہی پڑتا ہے۔۔۔ ویسے بھی ایک گھر ایک کمرے میں رہتے ہوئے انسان کب تک بنا بات کیے رہ سکتا ہے۔۔۔ دانیال صاحب اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے محبت سے بولے۔۔۔

مناہل بس خاموشی سے انکے قریب آکر بیٹھ گئی۔۔۔

تمہاری نور کی شادی پر جہانگیر سے بات ہوئی تھی؟؟ میں نے اس سے کہا تھا تم سے مل کر جائے۔۔۔ دانیال صاحب صوفے سے ٹیک لگ کر بولے۔۔۔

نہیں وہ مجھ سے نہیں ملے۔۔۔ بولتے ہوئے مناہل کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔۔۔

نور کی شادی والے دن وہ باہر آکر کھڑے ہو گئے تھے لیکن مناہل سے ملنے نہیں آئے۔ مناہل نے چاہا تھا کہ وہ ان سے ملاقات کرے۔۔۔ لیکن فرحت بیگم نے اسے رک دیا۔ انھیں ڈر تھا کہ وہ مناہل کو کچھ کہہ نہ دے۔۔۔ اور پھر وہ انکی باتوں کو دل سے لگا کر روتی رہے گی۔۔۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ جلد ہی جہانگیر صاحب کو اس سے ملاقات کروانے کے لیے لائیں گی۔۔۔

بہت ضدی ہے جہانگیر۔۔۔ لیکن میں بھی اسی کا دوست ہوں تم فکر نہیں کرو۔۔۔ جلد ہی تمہاری اور اسکی صلح کروا دوں گا۔۔۔ دانیال صاحب اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے بولے۔۔۔

جس پر مناہل کے ہونٹوں پر زخمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔



ارحم ساری رات پولیس اسٹیشن میں ہی رہا ڈیوٹی ختم ہونے کے باوجود اس کا دل گھر جانے کو نہیں چاہ رہا تھا۔ ایک طرف رجا کی باتیں اور دوسری مناہل کے ساتھ اپنا رویہ اسے پاگل کر رہا تھا۔۔۔ اپنی چیزیں اٹھا کر وہ پولیس اسٹیشن سے نکل کر باہر گاڑی کی طرف آیا۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی ارحم تیزی سے گاڑی کو سڑک پر لے آیا۔۔۔

ابھی اس نے کچھ کلو میٹر کا سفر ہی طے کیا تھا کہ اسکی نظر بیک ویو
مرر سے اپنے پیچھے آتی گاڑی کو پر پڑی۔۔ جو پولیس اسٹیشن سے نکلتے ہی
اسکا پیچھا کر رہی تھی۔۔ ارحم نے اپنی گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی۔۔ اور
ساتھ ہی فون پر شہباز کو اپنے پیچھے آنے والی مشکوک گاڑی کی تفصیل
دی ابھی اس نے فون رکھا ہی تھا کہ ایکدم سے اسکا فون بجا۔۔ جس پر
دانیال صاحب کی کال تھی۔۔

ارحم ابھی انکی کال نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔۔ اس لیے فون کو اوف کر کے
برابر والی سیٹ پر پھینک دیا۔۔۔

اتنا تو وہ جانتا تھا کہ اسے کے پیچھے جو لوگ آرہے ہیں وہ یقیناً اس پر
حملہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ لوگ اجمل خان کے بھیجے ہوئے ہیں۔۔ جس
کو کچھ دن پہلے ہی اس نے خواجہ سرا کے قتل کے جرم میں پکڑا تھا۔
ارحم نے اب گاڑی سنسان جگہ پر روک دی۔۔ اور اپنی گن لوڈ کرتے
ہی پیچھے آنے والی گاڑی کا انتظار کرنے لگا۔۔ لیکن گاڑی میں بیٹھے رہنا
اسکے لیے خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔ اس لیے وہ فوراً اترا اور گاڑی کہ
آگے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔۔

کچھ پل میں ہی انھیں نے گاڑی ارحم کی گاڑی کے پیچھے کھڑی کر دی۔۔۔
 گاڑی میں سے تین لوگ اپنی اپنی گن لیے باہر نکلے۔۔۔ اور بنا سوچے
 سمجھے انہوں نے ارحم کی گاڑی پر فائر کرنا شروع کر دیے۔۔۔ ارحم نے
 بھی جوانی کاروائی کی۔۔۔ جس سے ایک کے پیٹ پر اور دوسرے کے ہاتھ
 پر گولی لگی اور دو دونوں اسی پل زمین بوس ہو گئے۔۔۔ اس سے پہلے
 ارحم تیسرے کو اپنی گولی کا نشانہ بناتا۔۔۔ اس نے ارحم کے بازو پر گولی
 ماری جس سے ارحم کے ہاتھ میں موجود گن پر اسکی گرفت ہلکی ہوئی
 لیکن دوبارہ ہمت کرتے ہوئے ارحم نے اپنی گن کو دوسرے ہاتھ میں
 لیا۔۔۔ لیکن اب کی بار آنے والی گولی سے اگلے ہی پل وہ لڑکھڑا کر
 زمین پر گر گیا تھا۔۔۔

ارحم نے با مشکل ایک بار لمبا سانس لیا۔۔۔ اسکے بعد تو جیسے وہ سانس
 لینا ہی بھول رہا ہو۔۔۔ خون تیزی سے اسکے جسم سے نکلتا ہوا زمین پر اپنی
 جگہ بنا رہا تھا۔۔۔ اسکی آنکھوں کے گرد سیاہ آنے لگا۔۔۔ اور اس میں ایک
 چہرہ۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا وہ کون ہے۔۔۔ تکلیف سے اسکی آنکھیں بند
 ہو رہیں تھیں۔۔۔ اور کچھ ہی پل میں وہ ہوش کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا۔۔۔



رجا باہر آؤ تمہارے بابا نے تم سے بات کرنی ہے۔۔ سمیرا بیگم رجا کے روم میں آتے ہی اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔۔ جو ارحم کے جاتے ہی اپنے کمرے میں آگئی۔۔ اور اسکے بعد پھر سے کمرے سے باہر نہیں آئی۔۔ کئی بار ملازمہ کھانے کا پوچھنے آئی لیکن رجا اسے ہر بار سختی سے منع کر دیتی۔

کیا کہنا ہے بابا نے۔۔ رجا تلخی سے بولی۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔ خود آؤ اور پوچھ لو۔۔ کہتے ہوئے چلی گئیں۔۔

رجا کا ارحم کے سامنے انھیں جانے کا کہنا سمیرا بیگم کو اچھا نہیں لگا تھا اسلیے وہ ارحم کے جانے کے بعد اس سے پوچھنے بھی نہیں آئیں۔۔ کہ اس نے کیا کہا۔۔

رجا اپنی شرٹ ٹھیک کرتی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔

کچھ دیر بعد وہ فیروز صاحب کے سامنے کھڑی تھی۔۔

جی بابا آپ نے بلایا۔۔؟؟

ہمم۔۔ آؤ بیٹھو بات کرنی ہے تم سے۔۔ فیروز صاحب نے سنجیدگی سے

کہا۔۔ انھیں پہلے ہی سمیرا بیگم ارحم کے آنے کی خبر دے چکی تھیں۔۔
 رجا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے قریب آکر بیٹھ گئی۔۔
 جی کہیں۔۔۔

اپنی منگنی کی انگوٹھی ہمیں دے دو۔۔ کل میں اور تمہاری ماما دانیال کے
 گھر جا رہے ہیں۔۔ تمہاری انگوٹھی واپس کرنے۔۔ ہمیں لگتا ہے اس پہلے
 کے وہ رشتہ توڑیں ہم خود جا کر یہ رشتہ ختم کر دیتے ہیں۔۔

انکی بات پر تو رجا سکتے میں آگئی۔۔ اور فوراً اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی
 انگوٹھی کو دوسرے ہاتھ سے چھپا لیا۔۔ کہ وہ کہی اس سے وہ چھین نہ
 لے۔۔۔

بابا آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ میں یہ رشتہ ختم ہونے دوں گی۔۔
 میں یہ منگنی کبھی نہیں توڑوں گی۔۔ رجانے سخت مہری سے کام لیا۔۔
 رجا تم پاگل تو نہیں ہو گئی۔۔ اب اس منگنی کا تم کیا کرو گی۔۔ ارحم کسی
 اور سے شادی کر چکا ہے۔۔ اب وہ تم سے شادی کیوں کرے گا؟؟ اور
 ویسے بھی اس نے تمہیں ہی نہیں ہم سب کو دھوکے میں رکھا اور اپنی
 شادی کو ہم سے چھپایا۔۔

بابا اس نے یہ شادی مجبوری میں کی ہے۔۔۔ اور وہ مجھ سے شادی کرنے کے لیے بھی تیار ہے۔۔۔ میں تین ماہ کے لیے آپیا کے پاس اٹلی جا رہی ہوں اسکے بعد آتے ہی میں ارحم سے شادی کر لوں گی۔۔۔ رجانے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔

فیروز اور سمیرا اس کی بات پر بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

رجا تم اسکی دوسری بیوی بننے کے لیے تیار ہو؟؟ کیا تم اسکی پہلی بیوی کے ساتھ رہ لو گی۔۔۔ سمیرا بیگم تو جیسے اسکی باتوں سے شاکڈ ہو گئی تھیں۔۔۔

میں اسکی دوسری بیوی بننے کے لیے تیار ہوں لیکن اسکی بیوی کے ساتھ رہنے کے لیے نہیں۔۔۔ جس دن وہ مجھ سے شادی کریں گا۔۔۔ اسی دن وہ مناہل کو طلاق دے گا۔۔۔ مناہل اپنے زور دیتی ہوئی بولی۔۔۔

اور تمہیں لگتا ہے وہ اسے طلاق دے گا؟؟؟ سمیرا بیگم طنزیہ مسکرائی۔۔۔ جی۔۔۔ وہ دے گا اسے طلاق۔۔۔ اور اسے دینی پڑے گی۔۔۔ محبت کرتا ہے وہ مجھ سے۔۔۔ میرے لیے وہ سب کچھ کر جائے گا۔۔۔ رجا پر

امید تھی۔۔۔

اور اگر اس نے ایسا نا کیا تو؟؟ اب کی بار فیروز صاحب نے پوچھا۔۔۔
 تو میں خود کو مار ڈالونگی بابا۔۔۔ کیونکہ زندگی میں مجھے صرف اسکا ساتھ
 چاہیے اور اگر وہ نہ ملا تو مجھے یہ زندگی ہی نہیں چاہیے۔۔۔ کہتے ہوئے
 اٹھ کھڑی ہوئی اور بڑے بڑے ڈگ بھرتی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
 اور رجا کی بات پر دونوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔



کیا سوچ رہی ہیں مائے ڈیئر وائف؟؟ احد نے اسکے قریب آکر سرگوشی
 کی۔۔۔

شادی کے بعد وہ پہلی بار آفس گیا تھا۔۔۔ چاہ کر بھی اس کا دل آفس میں
 نہیں لگا۔۔۔ کچھ ہی گھنٹے بعد وہ واپس آگیا تھا۔ احد کی آواز پر وہ چونکی۔
 سلمہ بیگم اپنی دوست سے ملنے گئی ہوئی تھیں۔۔۔ اور نور بھی احد کے
 آفس جانے پر اداس ہو کر باہر لان میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔
 آپ کب آئے۔۔۔؟؟ نور اسکو دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔

بس ابھی۔۔۔ جب تم کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔ اور مجھے لگ رہا ہے یقیناً تم میرے بارے میں ہی سوچ رہی ہوگی۔۔۔

احد بولتے ہوئے اسکی برابر والی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔۔۔

آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میں آپ کے بارے میں سوچ رہی ہوگی؟؟ نور نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔

ظاہر ہی سی بات ہے۔۔۔ میرے علاوہ تم کس کے بارے میں سوچو گی؟؟ احد ہونٹوں مسکراہٹ سجائیں پر اعتماد انداز میں بولا۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
جس پر نور ہنس دی۔۔۔

اچھا چلو بتاؤ نہ کیا سوچ رہی تھی؟؟ احد کی سوئی ابھی بھی اپنے سوال پر ہی اٹکی تھی۔۔۔

میں سوچ رہی تھی کہ واقعی یہ سچ ہے کہ اگر لڑکی اپنے آپ کو ہر برائی سے بچا کر رکھے تو اللہ اسکے انعام میں اسے اچھا شوہر ضرور دیتا ہے۔۔۔ میں نے خود کو شادی سے پہلے ہر نامحرم سے بچا کر رکھا اور اللہ نے مجھے انعام میں آپ کو دیا۔۔۔ نور کی آنکھوں میں احد کے لیے محبت کی چمک واضح نظر آرہی تھی۔۔۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد احد نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

میری جان یہ بات صرف لڑکی کے لیے نہیں ہے بلکہ لڑکے لڑکیوں دونوں کے لیے ہی ہے۔۔۔ دونوں کو ہی خود کو ہر برائی سے بچا کر رکھنا چاہئے۔۔۔ تاکہ اللہ انھیں انعام میں کچھ بہت اچھا عطا کریں۔۔۔ ہاں اگر کسی سے انجانے میں گناہ سرزد ہو جائے تو معافی کی گنجائش ہے۔۔۔ رب سے معافی مانگے۔۔۔ وہ ضرور معاف کر دیگا۔۔۔ احد اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

لیکن احد اللہ معاف کر دیتا ہیں۔۔۔ لیکن اسکے بندے کیوں معاف نہیں کر دیتے؟؟ نور کیا پوچھنا چاہ رہی تھی اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔

امم۔۔۔ اسکے بندے اصل میں یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ انکے اتنے بڑے بڑے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ لیکن جب انکے معاف کرنے کا وقت آتا ہے تب انھیں اپنا آپ گناہوں سے پاک لگنے لگتا ہے۔۔۔ جیسے انہوں نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔۔۔ احد نے اپنی بات مکمل کرتے ہی کرسی سے ٹیک لگا لی۔۔۔

سہی کہہ رہیں آپ۔۔۔ نور نے اسکی بات کی تائید کی۔۔۔

یار تمہیں آج ہو کیا گیا ہے شادی کو ابھی کچھ دن ہی گزرے ہیں اور تم اس قدر سیریس باتیں کرنے لگی ہو۔۔۔ یار کوئی رومینٹک بات بھی پوچھ لیا کرو۔۔۔ احد نے بات کا رخ مڑا۔۔۔

میں آپ کے لیے چائے بناؤں۔۔۔؟؟ نور چیئر سے اٹھتی ہوئی بولی۔۔۔

ارے نہیں تم میرے پاس بیٹھو۔۔۔ ابھی سے تم کچن میں جانا شروع ہو گئی۔۔۔ احد اسکا ہاتھ پکڑ کر واپس بیٹھاتا ہوا بولا۔۔۔

نہیں میں تو کچن میں ابھی تک نہیں گئی۔۔۔ پر سوچا آج آپ کے لیے اپنے ہاتھوں سے چائے بناؤں۔۔۔

ہائے صدقے۔۔۔ چلو وہ بھی بنا دینا۔۔۔ تمہارے خوبصورت ہاتھوں سے چائے بھی پی لیں گے۔۔۔ پہلے مجھ سے کوئی محبت بھری باتیں ہی کر لو۔

افن احد۔۔۔ آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں۔۔۔ نور منہ بنا کر بولی۔۔۔

لو اب تم سے بات نہیں کرونگا تو کیا آفس کی لڑکیوں سے کرونگا۔۔۔ احد بھی اسے تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔۔۔

احد میں آپ کو بتا رہی ہوں۔۔۔ آج ہی میں بابا سے کہو گی کہ آفس میں جتنی بھی لڑکیاں موجود ہیں انکی جگہ بڑی عمر کی خواتین رکھیں تاکہ آپ

کے بیٹے کو لائن مارنے کا موقع ہی نہ ملے۔۔۔

اچھا اور پھر میری ماما کا کیا ہوگا۔۔۔ انکے تو سسر اس دنیا میں نہیں ہیں جن کو وہ اپنے میاں کی شکایت لگائیں گی۔۔۔ احد کے پاس ہر سوال کا جواب تیار رہتا تھا۔۔۔

احد۔۔۔ آج آنے دیں ماما کو میں انکو آپ کی شکایت کرونگی۔۔۔ کہتے ہوئے وہاں سے جانے لگی۔۔۔

یار سوری میں مذاق کر رہا تھا اچھا میری بات تو سنو۔۔۔ احد بھی اسکے پیچھے لپکا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



کافی وقت گزر چکا تھا لیکن ارحم گھر نہیں آیا۔۔۔ مناہل کی اب جان پر بن رہی تھی۔۔۔ شاید وہ اسکی وجہ سے ہی گھر نہیں آیا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔۔۔ کئی بار ارحم کو فون کرنے کی نیت سے وہ کمرے سے باہر آئی لیکن پھر اس ڈر سے واپس آجاتی کہ اگر اسے کہ فون کرنے کے دوران ارحم گھر آگیا اور اس نے اسے فون کے نزدیک دیکھ لیا تو وہ یقیناً پھر سے ناراض ہوگا۔۔۔

دانیال صاحب بھی کچھ دیر اس کے ساتھ باتیں کر کے واپس اپنے روم میں چلے گئے تھے۔۔۔ مناہل نے سوچا کہ وہ انھیں ہی کہتی ہے کہ ارحم کو فون کر کے پوچھیں۔۔۔ کہ وہ ابھی تک گھر کیوں نہیں آیا۔۔۔ سوچتے ہوئے روم سے باہر آئی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دانیال صاحب کے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

ابو میں اندر آجاؤں؟؟؟ مناہل نے ادب کمرے کہ باہر کھڑے ہو کر پوچھا۔
 ہاں ہاں بیٹا آجاؤ۔۔۔؟؟؟ دانیال صاحب آنکھیں موندیں لیٹے ہوئے تھے۔
 مناہل کی آواز کانوں میں پڑتے ہی اٹھ بیٹھے۔۔۔۔۔
 ابو وہ میں کہنے آئی تھی آپ ایک بار ارحم کو کال کیجیے۔۔۔ وہ ابھی تک گھر نہیں آئے مجھے فکر ہو رہی ہے۔۔۔ مناہل انکے قریب کھڑی ہو کر پریشانی کے عالم میں بولی۔۔۔۔۔

میں نے اسے فون کیا تھا پہلے تو رنگز گئی تھیں۔۔۔ اسکے بعد اس نے اپنا فون اوف کر لیا ہو سکتا ہے میٹنگ میں ہو۔۔۔ آج کل پتا ہے شہر کے حالت ایسے ہیں کہ ہر روز میٹنگز ہو رہی ہیں۔۔۔ دانیال صاحب نے تفصیل سے آگاہ کیا۔۔۔

انکی بات پر مناہل خاموش ہو گئی۔۔۔۔

اچھا جاؤ میرا فون لے کر آؤ میں ٹی وی لائونج میں ہی رکھ آیا ہوں۔۔
سائیڈ ٹیبل پر اپنا فون نہ پا کر انہوں نے انداز لگایا۔۔ مناہل کے چہرے
سے لگ رہا تھا کہ وہ بہت پریشان ہے۔۔۔ اس لیے اسکی یقین دہانی کے
لیے ارحم کو فون کرنے کا سوچا۔۔۔

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد فون لے کر آئی اور دانیال صاحب کے ہاتھ میں دیا۔۔
پولیس اسٹیشن سے کال اتنی کالز اللہ خیر کرے۔۔ دانیال صاحب فون کی
سکرین پر پولیس اسٹیشن سے آنے والی کالز دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے
اور خود کلامی کرتے ہوئے بیک کال کی۔۔ دو ہی رنگز کے بعد فون اٹھا
لیا گیا۔۔۔

اور وہاں سے ملنے والی خبر سے تو دانیال صاحب کے ہاتھ سے فون
چھوٹ گیا۔۔ مناہل بس انکے چہرے کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی
تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ابو۔۔ ارحم ٹھیک تو ہیں نہ؟؟ مناہل نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

ارحم کو گولی لگی ہے۔۔ دانیال صاحب کی آواز کہی کھائی سے آتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

دانیال صاحب کی بات سن کر مناہل لڑکھڑا گئی۔۔ جسے فوراً انہوں نے
سنجھالال۔۔۔

کچھ نہیں ہوگا ہمارے ارحم کو تم بیٹھو یہاں۔۔ انہوں نے مناہل کو بیڈ
پر بیٹھایا۔۔۔

مجھے ان کے پاس جانا ہے ابھی اور اسی وقت۔۔ مناہل کی بمشکل آواز
نکل رہی تھی۔۔

ہاں چلو تم چادر لے کر باہر آجاؤ میں گاڑی نکلتا ہوں۔۔ کہتے ہوئے
چلے گئے۔۔ مناہل بھی ان کے پیچھے ہی لپکی۔۔۔



کچھ دیر بعد دونوں ہسپتال پہنچ گئے۔۔ مناہل پورے راستے روتے ہوئے
آئی تھی۔۔ دانیال صاحب ہمت کرتے ہوئے اسے حوصلہ دے رہے
تھے۔۔ پریشان تو خود بھی تھے ارحم اکلوتا بیٹا تھا انکا اگر اسے کچھ ہو گیا
تو وہ کیسے جی پائیں گے۔۔۔

ایمر جنسی میں داخل ہوتے ہی انکی نظر پولیس اہلکاروں پر پڑی۔۔ جو وہاں چکر کاٹ رہے تھے۔ دانیال صاحب کو دیکھ کر شہباز انکی طرف آیا۔۔

السلام علیکم۔۔۔ شہباز نے ادب سے آکر سلام کیا۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ یہ سب کیسے ہوا اور ارحم کیسا ہے اب؟؟ سلام کا جواب دیتے ہی انہوں نے پوچھا۔۔ شہباز نے ساری تفصیل سے آگاہ کیا۔۔

سر کیسے ہیں کچھ پتا نہیں ہے۔۔ ڈاکٹر نے ابھی کچھ نہیں بتایا۔۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ ڈاکٹر سامنے سے آتا دیکھائی دیا۔۔ جو انہی کی طرف آرہا تھا۔۔

ڈاکٹر صاحب کیسے ہیں ارحم سر۔۔۔؟؟ شہباز نے پوچھا۔۔

ہم نے گولیاں نکال دی ہیں۔ اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب چہرے پر مسکراہٹ سجائے بول رہے تھے۔

انکی بات پر مناہل نے اللہ کا شکر ادا کیا۔۔

کیا ہم مل سکتے ہیں؟؟ اب کی بار دانیال صاحب نے پوچھا۔۔

ابھی نہیں۔۔۔ لیکن کچھ گھنٹے کے بعد ضرور۔۔۔ کہتے ہوئے چلے گئے۔۔

میں اب پولیس اسٹیشن جا رہا ہوں۔۔ جن لوگوں نے ارحم سر پر قاتلانہ حملہ کروایا ہے ان کے خلاف کاروائی شروع کرنی ہے۔۔ اگر کوئی مسئلہ ہو تو پلیز آپ مجھے کال ضرور کیجیے گا۔۔

ٹھیک ہے بیٹا تم جاؤ۔۔۔

دیکھا میں نے کہا تھا نہ ہمارے ارحم کو کچھ نہیں ہوگا۔۔ تمہاری دعائیں ہوتی ہیں نہ اس کے ساتھ۔۔ شہباز کے جاتے ہی دانیال صاحب اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

مناہل نے نظر اٹھا کر انھیں دیکھا۔۔ وہ تو خود کو قصور وار سمجھ رہی تھی اس سب کے لیے۔۔ اسے لگا تھا یہ سب اسکی وجہ سے ہوا ہے ارحم آج جس حالات میں ہے اسکی ذمہ دار وہی ہے۔۔۔

دانیال صاحب اور مناہل خاموشی سے بیٹھ گئے۔۔ مناہل کے آنسو تھامنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔ کچھ دیر بعد رجا کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔

کیسا ہے ارحم۔۔ کہاں ہے وہ۔۔ رجا انکے پاس کھڑی بول رہی تھی۔۔۔

رجا کو دیکھ کر جہاں دانیال صاحب چونکے تھے وہی مناہل کے چہرہ زرد

پڑ گیا۔۔۔ اسے ڈر تھا کہ وہ اسے دیکھ کر بہت برا پیش آئے گی۔۔۔

ٹھیک ہے وہ اب۔۔۔ دانیال صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔ اسکی آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ وہ بھی روتی ہوئی ہسپتال پہنچی ہے۔۔۔

بیٹا ڈاکٹر نے کہا ہے کہ ابھی نہیں مل سکتے۔۔۔ لیکن وہ ٹھیک ہے انشاء اللہ ہم کچھ گھنٹے تک ملے گے۔۔۔ انہوں نے رجا کو یقین دہانی کرائی۔۔۔

میں گھر گئی تھی ارحم سے ملنے وہاں جا کر پتا چلا کہ ارحم کو گولی لگی ہے اور آپ ہو اسپتال گئے ہیں اسلیے میں بھی آپ کے پیچھے ہی آگئی۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔

ان کی بات سن کر رجا کی نظر مناہل پر پڑی جو چپ چاپ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

کیسی ہو مناہل۔۔۔ رجا کا انداز بالکل نارمل تھا۔۔۔

دانیال صاحب کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ مناہل کو کیسے جانتی ہے کیا اسے ارحم اور مناہل کے رشتے کے بارے میں پتا چل گیا ہے۔۔۔ اور

اگر ہاں تو وہ پھر یہاں کیسے آئی۔۔۔ ابھی وہ اپنے خیال میں ہی تھے کہ
ایکدم سے انکا فون بجا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کیسی ہیں۔۔۔؟؟ مناہل نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔
تم دونوں یہاں بیٹھو مجھے ضروری کال آگئی ہے سن کر آتا ہوں۔۔۔ کہتے
ہوئے چلے گئے۔۔۔

رجا دو قدم چل کر اسکے برابر میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔

جس کی محبت کسی اور کے پاس ہو بتاؤ وہ کیسی ہوگی؟ اسکی بات پر مناہل
نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔ پر اس کے اس سوال کا مناہل کے
پاس بھی جواب نہیں تھا۔۔۔۔

میں نہیں جانتی ایسی کیا وجہ بنی جس کی وجہ سے ارحم کو تم سے شادی
کرنی پڑی۔۔۔ پر ان سب میں میرا کیا قصور ہے۔۔۔ مجھ سے میرا ارحم
کیوں چھینا گیا؟؟ رجا کے آنسو اسکے رخسار بھگیو رہے تھے۔۔۔

اور مناہل کو اسکے الفاظ خنجر کی طرح اپنے اندر پیوست ہوتے محسوس
ہوئے۔۔۔

سب بہت اچانک ہوا تھا اس میں ارحم کا کوئی قصور نہیں۔۔۔ مناہل اس

سے نظریں چرا کر بولی۔۔۔

جانتی ہوں۔۔۔ میرا رحم میرے علاوہ کسی سے بھی خوشی سے شادی کر
ہی نہیں سکتا۔۔۔ رجا فخریہ انداز میں بولی۔۔۔۔۔

جی۔۔۔ مناہل بس یہی کہہ سکی۔۔۔

رجا نے فوراً اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

مناہل تم بہت اچھی ہو بہت معصوم۔۔۔ اور مجھے یقین ہے تمہارا دل تم
سے بھی زیادہ اچھا ہے۔۔۔ رجا محبت سے بول رہی تھی۔۔۔

اسکے اس طرح بولنے پر مناہل چونکی تھی۔۔۔

مناہل پلیز میرے رحم کو چھوڑ دو۔۔۔ دیکھو میں اس کے بغیر نہیں رہ
سکتی۔۔۔ میں اس سے محبت کرتی ہوں۔۔۔ اس کے بغیر رہنے کا میں تصور
بھی نہیں کر سکتی۔ وہ بھی مجھ سے پیار کرتا ہے وہ تمہیں بیوی کے روپ
میں کبھی قبول نہیں کرے گا۔۔۔ کیونکہ اسکے دل میں صرف اور صرف
میں ہوں۔۔۔

رجا کی بات پر مناہل ششدر رہ گئی۔۔۔ اسے یقین نہیں تھا رجا اس سے
اس وقت ایسی بات کرے گی۔۔۔

یہ نکاح ابو نے کروایا ہے ہم دونوں کی مرضی اس میں شامل نہیں تھی اس لیے میں انہیں کیسے چھوڑ سکتی ہوں؟؟ مناہل نے اسے ہمت کرتے ہوئے کہا۔۔۔

میں جانتی ہوں۔۔۔ لیکن دیکھو تمہیں کوئی بھی اچھا لڑکا مل سکتا ہے۔۔۔ تم بہت خوبصورت ہو کوئی بھی تمہیں ریجیکٹ نہیں کریں گا۔۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ میرے رحم کو چھوڑ دو۔۔۔ میں مانتی ہوں کہ رحم تمہیں طلاق دیے بنا بھی مجھ سے شادی کر سکتا ہے لیکن میں اپنی محبت میں کسی کو شریک نہیں کر سکتی۔۔۔ میں رحم کو بانٹ نہیں سکتی مناہل۔۔۔ میرے لیے نہیں تو رحم کے لیے اسے چھوڑ دو۔۔۔ وہ تو اپنے ابو کی وجہ سے مجبور ہے تم تو نہیں نہ۔۔۔ تم اسے چھوڑ سکتی ہو۔۔۔ خدا کے لیے ہم دونوں کی زندگی سے چلی جاؤ۔۔۔ آخری بات رجانے اسکے آگے ہاتھ جوڑ کر کہی تھی۔۔۔

مناہل نے فوراً اسکے جوڑے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔۔۔

آپ پلیز ایسے مت کریں۔۔۔ میں چھوڑ دوں گی رحم کو۔۔۔ مجھے ان کی خوشی عزیز ہے۔۔۔ میں کسی کی محبت اس سے چھیننے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔ بولتے ہوئے کچھ تھا جو اسکے اندر ٹوٹا تھا۔۔۔

اسکی بات پر رجا کھل اٹھی تھی۔۔

کیا تم واقعی ارحم کو چھوڑ دو گی۔۔ اسے ابھی بھی مناہل کی بات پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ بولنے کی ساکت ختم ہو چکی تھی۔۔

میں یہ تمہارا احسان کبھی نہیں بھولو گی۔۔ انشاء اللہ اللہ تمہیں بہت خوشیاں دے گا۔۔ میں تین ماہ کے لیے اپنی بہن کے پاس اٹلی جا رہی ہوں۔۔ وہاں سے آتے ہی میں اور ارحم شادی کر لیں گے۔۔ اور اس دن وہ تمہیں طلاق دے دے گا۔۔ رجا جتنے آرام سے بولی رہی تھی۔۔

مناہل کو اتنی اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

تب تک میرا ارحم تمہارے پاس امانت ہے۔۔ اور مجھے یقین ہے تم اس میں خیانت نہیں کرو گی۔۔ مناہل نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا۔۔ اس پہلے مناہل کوئی جواب دیتی۔۔ نرس ان کے قریب آئی۔۔

ارحم صاحب کے ساتھ آپ ہیں؟؟ نرس نے سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔

جی میں ہی ہوں۔۔ رجا فوراً بولی۔۔

آپ کو ڈاکٹر صاحب بلا رہے ہیں۔۔۔

جی میں آرہی ہوں۔۔۔

مناہل تم بیٹھو میں بات سن کر ابھی آئی۔۔۔ کہتے ہوئے نرس کے پیچھے

چل دی۔۔۔

اور مناہل اسکے جاتے ہی ہچکیوں سے رو دی۔۔۔



کچھ دیر بعد رجا ڈاکٹر سے مل کر واپس آئی۔۔۔ اسکی نظر سامنے مناہل پر

پڑی جو ابھی بھی اسی طرح بیٹھی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔ اس

کی اداسی رجا کو کچھ عجیب لگی تھی۔۔۔

اگر اسکی شادی میں اسکی مرضی شامل نہیں تھی تو وہ اس قدر پریشان

کیوں ہے۔۔۔؟؟ کیا وہ ارحم سے محبت تو نہیں کرنے لگی۔۔۔؟؟

کیا کہا ڈاکٹر نے وہ ٹھیک ہیں نہ۔۔۔؟؟ مناہل اسکے سامنے کھڑی پوچھ رہی

تھی۔۔۔

رجا کو دیکھ کر وہ فوراً اٹھ کر اسکے پاس آئی تھی۔۔۔ وہ جب سے ڈاکٹر

سے ملنے گئی تھی اسے خوف آرہا تھا کہ کہی کچھ غلط نہ ہوا ہو۔۔۔
اسکی آواز پر رجا چونکی۔۔۔

نہیں کچھ خاص نہیں۔۔۔ بس ارحم کا بلڈ کافی زیادہ بہہ گیا ہے۔۔۔ اسلیے ڈاکٹر
کو بلڈ کی ضرورت تھی۔۔۔ لیکن پولیس اسٹیشن سے فون آگیا ہے کچھ
لوگ آرہے ہیں اسے بلڈ دینے۔۔۔ رجانے تفصیل سے آگاہ کیا۔۔۔
اگر میرے بلڈ کی ضرورت ہے تو میں تیار ہوں دینے کے لیے۔۔۔ مناہل
بے ساختہ بولی۔۔۔

نہیں اگر ایسی بات ہوتی تو میں تم سے پہلے دے دیتی میرا اور اسکا تو
بلڈ گروپ بھی سیم ہے۔۔۔ رجا تلخی سے بولی۔۔۔ جس پر مناہل خاموش
ہوگئی۔۔۔ دانیال صاحب بھی فون سن کر واپس آگئے تھے۔۔۔

میں نے احد کو فون کر دیا ہے۔۔۔ اور اسے کہہ دیا ہے کہ وہ نور کو لے
کر ہوسپتال آجائے۔۔۔ دانیال صاحب مناہل کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے
بولے۔۔۔

ابو آپ کو انھیں نہیں بتانا چاہیے تھا۔۔۔ ایسے ہی نور پریشان ہو جائے گی۔
ہاں بیٹا لیکن اگر نہیں بتاتے تو وہ بہت ناراض ہوتی۔۔۔ تم جانتی ہو نہ

دونوں بہن بھائی میں کتنا پیار ہے۔۔۔ رجا خاموشی سے کھڑی انکی باتیں سن رہی تھی اسے اس وقت اپنا آپ وہاں فضول لگ رہا تھا۔۔۔
لیکن وہ ارحم سے ملے بنا نہیں جائے گی۔ یہ اس نے وہی کھڑے کھڑے فیصلہ کیا۔۔۔

تین گھنٹے گزرنے کے بعد ڈاکٹر نے انھیں ارحم سے ملنے کی اجازت دی رجا دانیال صاحب فوراً روم کی طرف بڑھے۔۔۔ مناہل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انکے پیچھے جا رہی تھی۔۔۔ اسے ڈر تھا کہی اس کی وجہ سے ارحم کی طبیعت خراب نہ ہو جائے۔۔۔ شاید اسے اس وقت اپنے پیاروں کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور رجا سے بڑھ کر کون پیارا ہے اس کے لیے۔۔۔

مناہل نے ونڈو سے اسکو دیکھا۔۔۔ اس کا جسم بے سود پڑا تھا۔۔۔ چہرے سے تکلیف کے اثرات صاف واضح تھی۔۔۔ رجا اسکے برابر میں اسکا ہاتھ پکڑے رو رہی تھی۔۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی اسکا دل چاہ تھا ارحم کے قریب جانے کا اسکا ہاتھ پکڑنے کا اسے یہ کہنے کا کہ وہ اسکے ساتھ ہے آخری سانس تک۔۔۔ لیکن ارحم کو اسکی نہیں رجا کی ضرورت تھی۔۔۔

ارحم آنکھیں کھولو۔۔ دیکھو میں ہوں تمہاری رجا۔۔ پلیز مجھ سے بات کرو
ادھر دیکھو میری طرف۔۔ رجا اسکے چہرے پر ہاتھ پھرتے ہوئے بولی۔۔
رجا کا یوں ارحم کے پاس بیٹھنا دانیال صاحب کو برا لگا تھا۔۔ جب وہ
جانتی ہے کہ ارحم کی بیوی مناہل ہے اب اسکا حق ہے اس جگہ پر
بیٹھنا۔۔ تو پھر وہ کیوں بیٹھی ہے۔۔؟؟

ارحم کو ہوش آ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس نے اپنی آنکھیں کھولنے کی
کوشش کی۔۔ لیکن غنودگی کی وجہ سے وہ ٹھیک سے پوری آنکھیں کھول
نہیں پا رہا تھا۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اس کو ہوش میں آتے دیکھ کر رجا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ دانیال صاحب
بھی اسکے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔۔

ارحم دیکھو میں تمہاری رجا۔۔ آنکھیں کھولو۔۔ شکر ہے اللہ کا اس نے
تمہاری جان بخش دی۔۔ رجا اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں چھپا کر
محبت سے بول رہی تھی۔۔

ارحم نے ہلکی سی گردن مڑ کر دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کی پر
وہاں کوئی نہیں تھا۔۔

رجا کو اس کے گردن مڑنے پر حیرانگی ہوئی تھی۔۔۔ وہ جب وہاں کھڑی ہے تو وہ کسے دیکھ رہا ہے۔۔۔

ارحم نور ابھی نہیں آئی۔۔۔ پر تم فکر مت کرو انکل نے فون کر دیا ہے وہ آجائے گی۔۔۔ رجا نے یقین دہانی کرائی۔۔۔ لیکن ارحم دوبارہ آنکھیں بند کر چکا تھا۔۔۔

آپ پلیز باہر جائے پیشنٹ کے پاس زیادہ دیر نہیں رک سکتے۔۔۔ نرس نے قریب آکر آگاہ کیا۔۔۔

جس پر رجا نے اثبات میں سر ہلایا اور خاموشی سے ارحم کا ہاتھ چھوڑ کر باہر کی طرف بڑھ گئی دانیال صاحب بھی ارحم پر محبت بھری نظر ڈال کر اسکے ساتھ چلے گئے۔۔۔



جاؤ احد۔۔۔ نور کو بتاؤ جا کر یہ بہت غلط بات ہے۔ تم جتنی دیر کرو گے۔ وہ تم سے اتنا ہی ناراض ہوگی۔۔۔ یہ بات چھپانے والی نہیں ہے میرے بیٹے۔۔۔ اظہر صاحب نے کہا۔۔۔

دانیال صاحب نے جب سے اسے ارحم کو گولیاں لگنے کا بتایا تھا وہ تب

سے ہی پریشان ہو گیا تھا کہ نور کو وہ سچ کیسے بتائیں۔۔۔ اسے نور کے ریکشن سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن وقت کافی گزر گیا تھا اگر وہ اب اسے سچ نا بتاتا تو وہ اس سے بہت خفا ہوتی۔۔۔ لیکن وہ یہ سچ کیسے بتائے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔

بابا میں تو چاہتا ہوں کہ اسے بتا دوں بس ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ احد نے فکر مندی سے کہا۔۔۔

احد گولیاں نکال دی گئیں ہیں اور وہ انشاء اللہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ ابھی وہ بول ہی رہے تھے کہ نور سامنے سے آتے دیکھی۔۔۔
 کون ٹھیک ہو جائے گا بابا؟؟ اور کس کو گولیاں لگی ہیں؟؟ نور ان کے قریب آتی حیرت سے بولی۔۔۔

نور کے سوال پر دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔ لیکن بولنے کی ہمت جیسے دونوں میں ہی نہیں تھی۔۔۔

کیا ہوا آپ دونوں چپ کیوں ہو گئے؟؟ نور نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

نور وہ۔۔۔ احد چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے قریب آیا۔۔۔

کیا ہوا ہے آپ بتائیں نہ۔۔۔ مجھے فکر ہو رہی ہے۔ نور ایکدم سے پریشان ہو گئی۔۔۔

نور۔۔۔ بھائی ارحم کو گولی لگی ہے۔۔۔ ابھی احد نے بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ نور اسکے بازو میں جھول گئی۔۔۔

نور۔۔۔ احد نے فوراً اسے گود میں اٹھایا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔
اظہر صاحب بھی اسکے پیچھے لپکے۔۔۔

نور ہوش میں آؤ۔۔۔ احد اسے بیڈ پر لیٹاتا ہوا۔ اسکا رخسار تھپتھپانے لگا۔
احد پانی کے چھینٹے مارو۔۔۔ سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھا کر اظہر صاحب نے اسے تھماتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

احد نے اثبات میں سر ہلایا اور پانی کے چند چھنٹے اسکے منہ پر پھینکے۔۔۔
چند ہی پل میں نور نے آنکھیں کھولی۔۔۔
ہوش میں آتے ہی وہ اٹھ بیٹھی۔۔۔

مجھے ارحم بھائی کے پاس جانا ہے پلیز مجھے لے چلیں۔۔۔ نور بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔

ہاں میں لے چلتا ہوں۔۔ تم فکر مت کرو۔۔ وہ ٹھیک ہیں۔۔ ڈاکٹرز نے
گولیاں نکال دی ہیں۔۔ احد اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔۔
خیر سے جاؤ دونوں۔۔ اور کوئی بھی بات ہو مجھے فوراً فون کرنا تمہاری
ماما اور میں آرہے ہیں۔۔

جی بابا۔۔ کہتے ہوئے نور کو لے کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔



فیروز صاحب ہماری بیٹی تو ارحم کے عشق میں پاگل ہو گئی ہے۔۔ دیکھے
رات گزر چکی ہے پر وہ گھر نہیں آئی۔۔ مانا کے اسکو گولیاں لگی ہے۔۔
اسکی حالت کافی خراب ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ارحم کے
لیے ہوسپٹل میں راتیں گزارے۔۔ وہ بھی بنا کسی رشتے کے۔۔

سمیرا بیگم کو جب سے پتا چلا تھا کہ رجا ہوسپٹل میں ارحم کے ساتھ
ہے۔۔ انکا تو غصے سے برا حال تھا۔۔ کئی بار وہ اسے گھر آنے کے لیے
کہہ چکی تھیں لیکن اس کی ایک ہی ضد تھی جب تک ارحم اس سے
بات نہیں کریں گا وہ گھر نہیں آئے گی۔۔ اور اب تو اگلا دن بھی چڑھ
گیا تھا۔۔ اگر وہ اسکی بیوی ہوتی تو ایک الگ بات تھی۔۔ مگر وہ صرف

اسکی منگیتر ہونے کے رشتے سے کیسے وہاں رہ سکتی ہے۔۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔ اسے ہم نے بہت ڈھیل دے رکھی ہے۔۔ تبھی وہ اپنی من مانیاں کرتی پھر رہی ہے۔۔ میں نے تو سوچا تھا دانیال سے ایک بار اچھے سے بات کرونگا۔۔ منگنی کی انگوٹھی واپس کرتے اور یہ رشتہ ہی ختم کر دیتے۔۔ اسے بھی پتا چلتا کہ ہم بھی کوئی ارحم سے اپنی بیٹی بیانے کے لیے مرے نہیں جا رہے۔۔ لیکن رجا اس نے تو ساری عزت ہی مٹی میں ملا دی۔۔ وہ تو ہنس رہا ہوگا۔۔ کہ کتنی بیوقوف لڑکی ہے۔۔ فیروز صاحب کو اس وقت رجا کی حرکت بہت بری لگی تھی۔۔

سہی کہہ رہے ہیں آپ فیروز۔۔ مجھے تو ڈر ہے کہی رجا اپنے ساتھ کچھ غلط ہی نہ کر لے۔۔ اگر ارحم نے اس لڑکی کو طلاق نہ دی تو۔۔ سمیرا بیگم فکر مندی سے بولی۔۔۔۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔۔ میں فلحال آفس جا رہا ہوں۔۔ اسے فون کرو اور کہو گھر واپس آئے۔۔ ورنہ میں اسے خود لے کر آؤنگا۔۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔

رجا پتا نہیں تمہیں کب عقل آئے گی۔۔ وہ ارحم بہت تیز ہے۔۔ وہ

صرف تمہیں بہلا رہا ہے وہ تم سے شادی کبھی نہیں کرے گا۔۔۔ لیکن تمہیں یہ بات کون سمجھائے۔۔۔ فیروز صاحب کے جاتے ہی وہ خود کلامی کرنے لگیں۔۔۔



ایک ہفتے بعد۔۔۔

دو دن پہلے ہی ارحم ہسپتال سے گھر آگیا تھا لیکن ابھی وہ بالکل صحتیاب نہیں ہوا تھا۔۔۔ اسے اٹھنے کے لیے کسی نہ کسی کے سہارے کی ضرورت پڑتی۔۔۔ دن میں دانیال صاحب اسکی مدد کرتے لیکن رات میں اسے مناہل کی ہی ضرورت پڑتی۔۔۔ وہ کوشش کرتا تھا کہ مناہل کو اپنی وجہ سے پریشان مت کرے لیکن وہ ساری رات اس کے لیے جاگتی رہتی تھی اور یہ بات ارحم اچھے سے جانتا تھا۔۔۔

ارحم کو تو اب لگنے لگا تھا کہ وہ آج جس حالت میں ہے وہ مناہل کے ساتھ کیے گئے برے سلوک کی سزا ہے۔۔۔ نور ٹھیک کہتی تھی کہ کسی کو اسکے کیے کی اتنا سزا نہیں دینی چاہیے کہ وہ اللہ کے سامنے آپ کو گناہ گار کر دے۔۔۔

ہائے ارحم۔۔۔ رجا اسکے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے چہک کر بولی۔۔۔
 رجا ہو سہٹل میں بھی زیادہ سے زیادہ وقت اسکے ساتھ گزارتی تھی۔۔۔ اس
 کو خود اپنے ہاتھوں سے کھلایا کرتی تھی۔۔۔ مناہل بس خاموشی سے کھڑی
 اسکو دیکھتی۔۔۔

ٹھیک ہوں۔۔۔ ارحم اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔۔۔

ارے ارے مت اٹھو پلیز۔۔۔ ابھی تم بالکل ٹھیک نہیں ہوئے۔۔۔ رجا اسکو
 واپس لیٹنے کا کہتے ہوئے بول کر خود بھی اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔۔۔
 میں تو لیٹ لیٹ کر تھک گیا ہوں رجا۔۔۔ اب تو غصہ آتا ہے۔۔۔ ارحم
 ہر وقت خود کو بزی رکھنے والا انسان تھا۔۔۔ لیکن پچھلے ایک ہفتے سے وہ
 بیڈ پر لیٹے تنگ آگیا تھا۔۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔۔ تم تھوڑا بہت باہر جاتے تو ہو۔۔۔ کچھ دن
 بعد بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔۔۔

ہممم۔۔۔ ارحم بس یہی کہہ سکا۔۔۔

میں آج رات کی فلائٹ سے آپیا کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔ ویسے تو میں
 کچھ دن پہلے ہی چلی جاتی۔۔۔ لیکن تمہاری وجہ سے نہیں گئی۔۔۔ اور اگر

اب بھی تم کہتے ہو میں نہیں جاتی۔۔۔ رجا محبت بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔۔

نہیں تم جاؤ۔۔۔ میں اب اپنا خیال رکھ سکتا ہوں۔۔۔

چلو جیسے تمہاری مرضی۔۔۔ میرے جانے کے بعد انکل کو راضی کر لینا۔
میں چاہتی ہوں وہاں سے آتے ہی ہم شادی کر لیں۔۔۔ رجا اسکے ہاتھ پر
ہاتھ رکھ کر سنجیدگی سے بولی۔۔۔

اس پہلے وہ کوئی جواب دیتا مناہل اندر داخل ہوئی۔۔

ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر مناہل کی دھڑکن مدہم ہوئی۔۔۔

ارحم نے مناہل کو دیکھ کر اپنا ہاتھ رجا کے ہاتھ سے کھینچا۔۔۔

آؤ مناہل۔۔۔ رجا مناہل کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

ارحم کو حیرانگی ہوئی تھی کہ وہ مناہل سے اتنے اچھے سے کیسے بات کر

رہی ہے۔۔۔ وہ جب سے مکمل ہوش میں آیا تھا رجا اور مناہل کو اچھے

سے ایک دوسرے سے بات کرتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

جی وہ آپ کے ماما بابا آئے ہیں۔۔۔ ارحم سے ملنا چاہ رہے ہیں۔۔۔ مناہل

سنجیدگی سے بولی۔۔۔

او ہاں وہ مجھے کہہ بھی رہے تھے کہ آج ہم نے ارحم سے ملنے جانا ہے
پر میں دوست کے گھر سے آئی ہوں اس لیے بھول گئی۔۔۔

ارحم اٹھنے لگا جب مناہل نے اسکا ہاتھ تھما۔۔ ایک پل کے لیے وہ دونوں
ایک دوسرے کو پلکیں جھپکے بغیر دیکھتے رہے۔۔۔ ارحم مناہل کی آنکھوں
میں اپنے لیے محبت دیکھ سکتا تھا۔۔۔

ارحم میں لے چلوں۔۔ رجانے ان دونوں کو ایک دوسرے کو ایسے دیکھتے
ہوئے دانت پیس کر کہا۔۔ اسکی آواز پر وہ چونکے۔۔۔

نہیں میں خود چلا جاؤنگا۔۔ ارحم سنبھلتے ہوئے بولا۔۔ اور چھوٹے چھوٹے
قدم اٹھاتا کمرے سے چلا گیا۔۔۔

اس کے جاتے ہی رجا مناہل کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

مناہل تمہیں اپنی بات یاد ہے نہ؟؟ رجا اسکے سامنے کھڑے ہو کر بولی۔

مناہل نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ اور اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

تھینکس۔۔ میں مانتی ہوں یہ سب آسان نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ

کوئی اور حل بھی تو نہیں ہے۔۔۔ میں نے ارحم سے بھی کہہ دیا ہے کہ میرے جانے کے بعد تم انکل سے بات کرنا۔۔۔ لیکن وہ نہیں کرے گا کیونکہ وہ انکل سے بہت پیار کرتا ہے اور انھیں ناراض نہیں کر سکتا۔۔۔ اس لیے میری جان تمہیں یہ سب کرنا ہے۔۔۔ میرے اور ارحم کے لیے تمہیں ارحم کو کہنا کہ تم اس سے طلاق لینا چاہتی ہو۔۔۔ اور انکل کو بھی تم نے ہی منانا ہے۔۔۔

جی ٹھیک ہے آپ فکر مت کریں ارحم آپ کے ہیں اور آپ کے ہی رہے گے۔۔۔ مناہل کی آواز بامشکل ہی نکل رہی تھی۔۔۔ یہ ہوئی نہ بات۔۔۔ بولتے ہوئے رجانے مناہل کو گلے سے لگا لیا۔۔۔

میں خود غرض نہیں ہوں مناہل۔۔۔ بس ارحم کو کسی اور کا ہونے نہیں دے سکتی۔۔۔ وہ صرف میرا ہے اور میں بس اسکی۔۔۔ رجا اس سے دور ہوتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

باہر چلیں سب انتظار کر رہے ہونگے۔۔۔ مناہل نے بات کا رخ موڑا۔۔۔ ہاں ہاں چلو۔۔۔ کہتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ مناہل بھی اسکے پیچھے چلنے لگی۔۔۔



رات کو مناہل سوپ لے کر کمرے میں آئی۔ جہاں ارحم آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔۔۔ رجا کے جانے کے بعد سے ہی وہ خاموش تھا شاید اس کی باتوں نے پھر سے اسے پریشان کر دیا تھا۔۔۔

باتوں ہی باتوں میں فیروز اور سمیرا بیگم نے آج اسے کافی کچھ سنا دیا تھا۔

آپکا سوپ؟؟ مناہل سائیڈ ٹیبل پر سوپ کا باؤل رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ اسکی آواز پر ارحم نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔ جو باؤل رکھ کر واپس جانے کے لیے مڑی تھی۔۔۔

مناہل۔۔۔؟؟ ارحم نے ہچکچاتے ہوئے آواز دی۔۔۔

اسکی آواز پر مناہل نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

جی۔۔۔

کیا میرا سر دبا سکتی ہو؟؟ آج پہلی بار ارحم نے اس کو حکم صادر نہیں کیا تھا بلکہ اسکے اس سوال میں درخواست تھی جو وہ اس وقت مناہل سے

کر رہا تھا۔۔۔

مناہل اسکے سوال پر حیران ہوئی تھی۔۔۔ پھر اثبات میں سر ہلا کر بیڈ کے دوسری سائیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔

اپنا ہاتھ اسکی پیشانی کی طرف بڑھاتے ہوئے مناہل کا ہاتھ کانپ رہا تھا

ارحم کے بال اسکے پیشانی سے ہٹا کر مناہل نے دبانا شروع کیا۔۔۔ آج پہلی بار وہ اسکے اس قدر قریب تھی۔۔۔ ایک عجیب سا احساس اسکے دل میں پیدا ہوا تھا۔۔۔ ناچاہتے ہوئے اسکے دل نے کہا تھا کہ یہ پل یہی تھم جائیں۔ وہ ہمیشہ ہی ارحم کے اس قدر قریب رہے کے کوئی چاہ کر بھی اسے دور نہ کر سکے۔۔۔ لیکن ایک پل میں اسے رجا کے کہے گئے الفاظ یاد آئے۔۔۔ مناہل نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔۔۔

ارحم جو آنکھیں بند کیے اسکے ہاتھ کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کر رہا تھا اسکے ایکدم ہاتھ اٹھانے پر اس نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟

کچھ نہیں۔۔۔ کہتے ہوئے دوبارہ دبانا شروع کر دیا۔۔۔ اب کی بار مناہل پورا زور لگا کر اسے دبا رہی تھی۔۔۔

یہ میرے پاؤں نہیں ہے سر ہے۔۔ اس لیے تھوڑا نرمی سے دباؤ۔۔ ارحم
آنکھیں بند کیے بولا۔۔

جس پر مناہل شرمندہ سی ہوئی۔۔

سوری۔۔

کچھ دیر دبانے کے بعد مناہل کی نظر سامنے سوپ پر پڑی۔۔ جو ٹھنڈا
ہو رہا تھا۔۔۔

ارحم آپکا سوپ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔ مناہل جھجکتے ہوئے بولی۔۔۔
ہممم۔۔ ٹھیک ہے بس چھوڑ دو۔۔ کہتے ہوئے اسکا ہاتھ اپنے ماتھے سے
ہٹا کر اٹھ بیٹھا۔۔

ایکدم اٹھنے پر ارحم کی دبی دبی چیخ نکلی۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔ مناہل فوراً اٹھ کر سوپ دینے اسکے پاس آئی تھی لیکن
اسکی آواز پر مناہل نے فکر مندی سے پوچھا۔۔

ٹھیک ہوں میں۔۔ ارحم سنجیدگی سے بولتے ہوئے اسکے ہاتھ سے باؤل کو
تھاما۔۔۔

مناہل چاہتی تھی کہ وہ اسے خود پلائے لیکن یہ کہنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔۔۔

یہ واپس لے جاؤ میرا دل نہیں کر رہا۔۔۔ ارحم نے با مشکل ایک چچ لیا تھا۔۔۔

مناہل نے خاموشی سے باؤل اسکے ہاتھ سے لیا۔۔۔

ارحم کو لگا تھا وہ یہ بات سمجھے گی کہ اس سے خود نہیں پیا جا رہا۔ وہ جب چچ کو اپنے ہونٹ کے قریب لے کر گیا تھا تکلیف سے اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔ جسے شاید مناہل نے نہیں دیکھا تھا۔ یا دیکھ کر ان دیکھا کر دیا۔۔۔

پچھلے تمام دنوں میں کبھی شازیہ بیگم اسے اپنے ہاتھوں سے کھلاتی تو کبھی نور۔۔۔ آج شام کو ہی شازیہ بیگم واپس چلی گئیں تھیں۔۔۔ اور نور شاید اس لیے نہیں آئی کے آج مناہل اسے کھلا دیگی۔۔۔

جاتے ہوئے لائٹ او ف کر دینا۔۔۔ اب کی بار ارحم تلخی سے بولا۔۔۔

جی۔۔۔ کہتے ہوئے لائٹ او ف کرنے کے لیے بڑھی اور کمرے بند کرتے ہی چلی گئی۔۔۔

پتا نہیں مجھے کیا ہو رہا ہے مناہل۔۔ شاید تمہارے ساتھ کیے گئے سلوک پر شرمندہ ہوں یا کچھ اور۔۔۔ جب تم قریب ہوتی تو اچھا لگتا ہے لیکن شاید ہمارا ساتھ اب ختم ہونے کے قریب ہے۔۔ تمہیں اب میری زندگی سے جانا ہوگا۔۔ کیونکہ میں رجا کے ساتھ برا نہیں کر سکتا۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔۔ اسکے ساتھ پہلے ہی میں بہت برا کر چکا ہوں لیکن اب اور نہیں۔۔۔ اسکے جاتے ہی ارحم خود کلامی کرنے لگا۔۔



جہانگیر چلیں نا مناہل کے گھر۔۔ دیکھے ارحم کو گولیاں لگی ہیں۔۔ اور ہم اب تک اسکا حال پوچھنے نہیں گئے۔۔ وہ ہمارے بارے میں کیا سوچ رہا ہوگا۔۔

جب سے دانیال صاحب نے جہانگیر کو فون کر کے بتایا تھا۔۔ کہ ارحم کو گولیاں لگی ہیں وہ تب سے ہی انکی منت سماجت کر رہی تھیں۔۔ لیکن وہ بھی بضد تھے کہ ہم نہیں جائے گے۔۔

فرحت میں نے کہہ دیا ہے نہ میں نہیں جاؤنگا۔۔ مجھے نہیں ملنا مناہل سے۔۔ جہانگیر کو اب فرحت کی باتوں پر غصہ آرہا تھا۔۔

لیکن کیوں جہانگیر۔۔۔؟؟ دیکھے اسکی شادی کو تین ماہ گزر چکے ہیں۔۔۔
 آپ سب کچھ بھول کیوں نہیں جاتے؟؟ آپ کو پتا ہے ہماری بیٹی کتنا یاد
 کرتی ہے ہمیں۔۔۔ اس نے غلطی کی ہے مانا۔۔۔ لیکن اب اسکی سزا بھی
 ختم ہو جانی چاہیے۔۔۔ وہ وہاں خوش نہیں ہے۔۔۔ اسکی آنکھوں سے لگ
 رہا تھا کہ وہ بہت تکلیف میں ہے۔۔۔ بولتے ہوئے انکی آنکھیں بھر آئی
 تھیں۔۔۔

وہ اپنے کیے کی سزا بھگت رہی ہے۔۔۔ ارحم کے ساتھ بھی تو میں نے اور
 اسکے باپ نے برا کیا ہے۔۔۔ زبردستی اسکی شادی مناہل سے کروا دی۔۔۔
 اب ارحم اسے اپنے ساتھ خوش کیسے رکھے۔۔۔
 چلے آپ جو بھی کہیں۔۔۔ لیکن ہمیں ارحم سے ملنے جانا چاہئے۔۔۔ وہ
 اب ہمارا داماد ہے۔۔۔ اسکے لیے ہی سہی۔۔۔ فرحت بیگم کی بات پر وہ
 خاموش ہو گئے۔۔۔



نور اپنے بیگ سے چیزیں نکال رہی تھی جب اسے اپنے فون کی مسیج
 ٹیون سنائی دی۔۔۔

نور بیگ کی زپ بند کرتے ہی فون کی طرف بڑھی جس پر احد کا نام
چمک رہا تھا۔ نور اسکا نام پڑھتے ہی زیر لب مسکرا دی۔۔۔

اس نے مسیج اوپن کیا جس پر لکھا تھا۔

کال کرتا ہوں اٹینڈ کرنا۔۔۔

نور اوکے لکھ کر اسکی کال کا ویٹ کرنے لگی۔۔۔

کچھ دیر بعد احد کی کال آئی جو نور نے فوراً اٹھالی۔۔۔

کیسی ہے میری جان۔۔۔ دوسری طرف احد نے محبت سے پوچھا۔۔۔

ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟؟ نور بولتے ہوئے بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں اور تمہیں بہت مس کر رہا ہوں یارا۔۔۔ میں سوچ رہا تھا

بہت دن ہو گئے ہیں آج تمہیں لینے آ جاؤں۔۔۔

نہیں بلکل بھی نہیں۔۔۔ ابھی بھائی مکمل ٹھیک نہیں ہوئے جب وہ اپنی

ڈیوٹی دوبارہ شروع کر دیں گے تب آپ لینے آجانا۔۔۔ نور نے صاف انکار

کر دیا۔۔۔

لیکن وہ بھی اسے اتنا ہی مس کر رہی تھی۔۔۔ پر فلحال اسکا رحم کو ایسے

چھوڑ کر جانے کا بھی دل نہیں تھا۔۔۔

یہ تو غلط بات ہے کیا تم مجھے مس نہیں کر رہی؟؟؟ احد بظاہر خفگی سے
بولاً۔۔۔

نہیں تو۔۔۔ نور نے ہنسی دبائی۔۔۔

پھر تو تمہیں لینا آنا ہی پڑے گا۔۔۔ کچھ دن اور یہاں رہی تو شاید تم
میرا نام بھی بھول جاؤ۔۔۔

نور نے حیرانگی سے فون کو دیکھا۔۔۔ اب کی بار اسے آواز فون سے نہیں
بلکہ اپنے پیچھے سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا
جہاں احد فون کان سے لگائے کھڑا تھا۔۔۔

آپ کب آئے؟؟؟ نور اسے دیکھ کر اپنی مسکراہٹ نہ چھپا سکی۔۔۔

ابھی جب تم مجھے یہ کہہ رہی تھی کہ تم مجھے مس نہیں کر رہی۔۔۔ احد
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔

نہیں وہ تو میں آپ کو تنگ کر رہی تھی۔۔۔ نور نے صاف گوئی سے کام
لیا۔۔۔

اس کا مطلب تم مجھے مس کر رہی تھی؟؟؟ احد نے ابرو اچکا کر پوچھا۔
اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔۔۔

چلو مت بتاؤ پر میں تمہیں مس کر رہا تھا اسلیے لینے آگیا۔۔۔ اب جلدی
سے چلو میرے ساتھ۔۔۔ کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

احد۔۔۔ ارحم بھائی۔۔۔ نور نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔

ان کے پاس انکی ایک عدد وائف موجود ہیں اور وہ یقیناً اچھے سے انکا
خیال رکھ رہی ہوگی۔۔۔ لیکن میرے پاس میری وائف نہیں ہے۔۔۔ جو
میرا اچھے سے خیال رکھے اسلیے خاموشی سے چلو۔۔۔ احد جتنے پیار سے
کہہ رہا تھا۔۔۔ نور کو اتنا ہی اسکا لہجہ سخت لگا تھا۔۔۔

اچھا میں اپنی چیزیں تو اٹھا لوں۔۔۔ نور معصومیت سے بولی۔۔۔

ہاں ہاں ضرور۔۔۔ کہتے ہوئے اسکا ہاتھ چھوڑا اور خاموشی سے صوفے پر
بیٹھ گیا۔۔۔

نور وارڈروب سے اپنے کپڑے نکال کر بیگ میں رکھنے لگی۔۔۔

میں نے انکل اور ارحم بھائی سے اجازت لے لی ہے۔۔۔ اور انہوں نے

ہی کہا ہے کہ تمہیں لے جاؤں۔۔۔

نور کے چہرے پر اداسی دیکھ کر احد سمجھ گیا تھا وہ ارحم کے پاس زیادہ دن گزارنا چاہتی ہے۔۔۔ پر وہ خود بھی اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا اسکا دل اب نور کے بغیر نہیں لگتا تھا۔۔۔

نور نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بیگ میں کپڑے اور اپنی ضرورت کی چیزیں ڈالتے ہی بیگ کی زپ بند کی۔۔۔ اور اسکی طرف مڑی۔۔۔

چلے۔۔۔؟؟ نور نے اسے نظریں چرا کر پوچھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

احد اسکے سوال پر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ناراض ہو گئی ہو؟؟ اگر نہیں چاہتی جانا تو میں تمہیں نہیں لے کر جاتا۔۔۔ میں تمہیں تمہاری اجازت کے بغیر نہیں لے کر جاؤنگا۔۔۔ احد اس کے کندھے پر محبت سے ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔

نور کا سر ابھی بھی جھکا ہوا تھا۔۔۔

اچھا میری طرف تو دیکھو۔۔۔ یار میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں اور تم ایسے ہی خفا ہو رہی ہو۔۔۔ احد اسکا چہرہ اوپر کرتے ہوئے معصومیت سے بولا۔۔۔

احد میں آپ کے ساتھ جانے سے صرف بھائی کی وجہ سے انکار کر رہی تھی۔۔۔ ورنہ میں بھلا آپکے ساتھ کیوں نہیں جاؤنگی۔۔۔ میں جانتی ہوں اب میرا اصل گھر آپکا گھر ہے میں یہاں صرف مہمان بن کر آتی ہوں لیکن آپ۔۔۔ نور نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔

اچھا نا سوری آئندہ ایسا نہیں کرونگا۔۔۔ اب چلیں یا نہیں۔۔۔؟؟

اسکے سوال پر نور نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ اور اسکے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔



Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوری یار مجھے تمہیں اس طرح نہیں بلانا چاہیے تھا۔۔۔ مجھے تو بلکل بھی پتا نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ یہ سب کچھ ہوا اور نہ تم نے مجھے کچھ بتایا۔۔۔

ارحم کے دوست حمدان نے آج اسے ایک ریستورانٹ میں ملنے کے لیے بلایا تھا۔۔۔ وہ چند دن پہلے ہی دوہئی سے پاکستان اپنی فیملی کے ساتھ آیا تھا۔۔۔ ارحم اور وہ یونیورسٹی کے دوست تھے۔۔۔ ایک دوسرے کو انکار کرنا انکی کتاب میں لکھا ہی نہیں تھا۔۔۔

یار خیر ہے نہ تمہارے بہانے سے میں گھر سے تو نکلا ورنہ تو میں گھر بیٹھ بیٹھ کر تنگ آگیا تھا۔۔۔

ارحم کی اب طبیعت کافی بہتری کی طرف آگئی تھی۔۔ اور یہ سب اسکی اپنی ہمت کی وجہ سے ہوا تھا ورنہ اتنی جلدی ریکور کرنا آسان نہیں تھا۔۔۔

لیکن یار میں خود ہی آجاتا۔۔ اصل میں تمہیں پتا ہے نہ یہ ہمارا پسندیدہ ریسٹورنٹ ہے۔۔ اسلیے سوچا آج یہی ملتے ہیں۔۔۔

تبھی تو میں انکار نہیں کیا۔۔ اچھا یہ بتاؤ بھابھی کیسی ہیں اور میرا بھتیجا؟
ارحم نے بات کا رخ مڑا۔۔۔

آج وہ کئی دن بعد خود کو فریش محسوس کر رہا تھا۔۔ یا شاید دوست کو دیکھ کر انسان اپنی آدھی ٹینشن ہی بھول جاتا ہے۔۔۔

انعم بھی ٹھیک ہے اور حاشر بھی۔۔ ہم بس حاشر کی طبیعت کی وجہ سے نور کی شادی میں نہیں آئے۔۔ لیکن تمہاری شادی میں پکا آؤنگا۔۔۔
اسکی بات پر ارحم با مشکل مسکرایا۔۔

ویسے ارحم تم شادی کب کروا رہے ہو۔۔ اب تو میرا بیٹا بھی خیر سے

تین سال کا ہو گیا ہے۔۔۔

حمدان کافی کا کپ اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔۔ جو کچھ دیر پہلے ہی
ویٹر ان کے قریب رکھ کر گیا تھا۔۔۔

میری شادی ہو چکی ہے۔۔۔ ارحم کافی کا کپ ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے
پر سکون انداز میں بولا اور حمدان کو تو اسکی بات پر سانپ سونگھ گیا۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو؟؟؟ کب کی شادی؟ اور مجھے بتایا بھی نہیں؟ اور رجانے
اتنی آسانی سے خاموشی سے شادی کر لی؟؟؟ حمدان نے ایک ہی سانس میں
کئی سوال کر لیے۔۔۔

رجا سے بھی اسکی کافی دوستی تھی۔۔ اور وہ اسکی طبیعت کو بھی اچھے سے
جانتا تھا۔۔۔ ارحم کے ساتھ منگنی اس نے دھوم دھام سے کی تھی۔۔۔ اور
اب شادی۔۔۔ اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔

میری شادی رجا سے نہیں ہوئی۔۔۔ ارحم ٹیبل پر پڑے اپنے فون پر
نظریں جما کر بولا۔۔۔

اور اب کی بار حمدان کو ایک اور حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔

ارحم تم ٹھیک تو ہو نا؟؟؟ کہی تمہیں گولی کندھے کے بجائے سر کے پاس

تو نہیں لگی کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔۔۔ رجا سے تمہاری منگنی ہوئی تھی تو شادی بھی اسی سے ہوگی۔۔۔ اور تم کہہ رہے ہو۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ارحم نے اسکی بات کاٹی۔۔۔

میری شادی ابو کے دوست کی بیٹی سے ہوئی ہے وہ بھی کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ مجھے اس سے شادی کرنی پڑی۔۔۔ ارحم سنجیدگی سے بولا۔۔۔

کیا میں ان حالات کی وجہ جان سکتا ہوں؟ حمدان اسکی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

اب وہ میری عزت ہے حمدان۔۔۔ میں اسکے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ چاہ کر بھی وہ مناہل کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اپنے سب سے اچھے دوست کو بھی نہیں۔۔۔۔۔

میں سمجھ گیا ہوں۔۔۔ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ بس اتنا بتا دو۔۔۔ کیا تم اس کے ساتھ خوش ہو۔۔۔؟؟ حمدان نے پوچھا۔۔۔ نہیں۔۔۔

تو پھر۔۔۔ لیکن کیا۔۔۔؟؟ وہ اچھی نہیں ہے۔۔۔؟؟

اچھی ہے پر مجھے نہیں لگتی۔۔

ارحم اب اسکے پاس سے گزرتے ہوئے لوگوں کو دیکھ بول رہا تھا۔۔
جھوٹ بول رہے ہو۔ حمدان اسکے چہرے کا باغور جائزہ لیتے ہوئے بولا۔
اسکی بات پر ارحم چونکا۔۔

تمہیں کس نے کہا؟؟ ارحم نے اسکی بات پر الٹا سوال کیا۔۔۔
تمہاری آنکھوں نے۔۔ کیا بات ہے ارحم۔۔ کس چیز نے پریشان کیا ہوا
ہے؟؟
تھوڑی دیر کے لیے ارحم اسکی بات کا جواب نہیں دی سکا۔۔ پھر سنبھلتے
ہوئے بولا۔۔

حمدان میں بہت بری طرح سے پھنس چکا ہوں یا۔۔ میں نے اس کے
ساتھ برا سلوک کیا ہے۔۔ شاید اسکا اتنا بڑا گناہ نہیں تھا جتنی میں اسکو
سزا دی چکا ہوں۔۔ لیکن جب سے میں بیمار ہوں اس نے میرا بہت
خیال رکھا۔۔ اس نے کبھی بھی نہیں جتایا کہ میرے اتنے برے سلوک
کرنے کے باوجود وہ میرا اتنا خیال رکھ رہی ہے۔۔ میرے اندر ایک
عجیب سی شرمندگی ہے۔۔

تو اب کیا چاہتے ہو تم۔۔۔؟؟

حمدان نے اس سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ اسے کیوں سزا دے رہا ہے۔

پتا نہیں لیکن اب میں اسے طلاق دینے کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔

ارحم ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

ارحم تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔۔۔ بنا وجہ کے اسے طلاق کیوں دے رہے

ہو۔۔۔ اب کی بار حمدان کو اسکے اس رویے پر غصہ آیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیونکہ رجا ایسا چاہتی ہے۔۔۔

واہ کیا بات ہے۔۔۔ تم نے شادی اس سے پوچھ کر کی تھی۔۔۔؟؟

نہیں۔۔۔

تو پھر طلاق اسکے کہنے پر کیوں دے رہے ہو۔۔۔؟؟ پہلی بات۔۔۔ تم نے

رجا کے ساتھ غلط کیا وہ تم سے محبت کرتی تھی اور تم نے اسکے بجائے

کسی اور سے شادی کر لی۔۔۔ بقول تمہارے کوئی مجبوری تھی۔۔۔ لیکن اب

تم اس لڑکی۔۔۔ اس پہلے وہ کچھ کہتا ارحم نے بات کاٹی۔۔۔

مناہل نام ہے اسکا۔۔۔

ہاں مناہل۔۔۔ اب تم اس کے ساتھ بہت غلط کر رہے ہو۔۔۔ رجا تمہاری منگیتر تھی لیکن مناہل اب تمہاری بیوی ہے یا۔۔۔ اسکے ساتھ ایسا مت کرو۔۔۔ ہمارے معاشرے میں طلاق یافتہ لڑکی سے کون شادی کرتا ہے اور کیا تمہاری غیرت گوارا کرے گی کہ تمہاری بیوی کسی اور کی بیوی بنے۔۔۔؟؟

ارحم کی بات پر ارحم نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

تو بس یار بھول جاؤ رجا کو۔۔۔ آگے کا سوچو۔۔۔ اس کو اپنا بنانے کی کوشش کرو۔۔۔ اسکی زندگی مت برباد کرنا۔۔۔ کسی معصوم کی آہ نہیں لینی چاہیے۔۔۔ حمدان کے الفاظ میں التجا تھی۔۔۔

لیکن رجا۔۔۔ ارحم بے بسی سے بولا۔۔۔

اسکو سمجھاؤ۔۔۔ قسمت میں یہی لکھا تھا اور قسمت انسان نہیں بدل سکتا۔ یہ اللہ کے کام ہیں۔۔۔ اور وہ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں۔۔۔ ورنہ تم نے کبھی رجا کے علاوہ کسی اور کا ہونے کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔؟؟ نہیں نہ۔۔۔

نہیں بلکل بھی نہیں۔۔۔ لیکن میں رجا کی نظر میں بے وفا یا دھوکے باز نہیں بن سکتا۔۔۔ وہ مجھے کبھی معاف نہیں کریں گی۔۔۔ ارحم دکھ سے بولا۔

تو پھر اس سے بھی شادی کر لو لیکن مناہل کو طلاق مت دو۔۔۔ اور اگر رجا اس کو طلاق دلوانے کے بعد شادی کا کہہ رہی ہے تو پھر رجا کو چھوڑ دینا لیکن مناہل کو نہیں۔۔۔ حمدان اپنے الفاظ پر زور دے کر کہا۔۔۔ ابھی وہ اٹلی گئی ہے اپنی بہن کے پاس۔۔۔ تین ماہ بعد واپس آئے گی۔۔۔ پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو بھی ہو مناہل بھابھی کو مت چھوڑنا۔۔۔ میں اور تمہاری بھابھی ایک دو دن تک ملنے آئے گے ان سے۔۔۔ حمدان اب کی بار چہرے پر مسکراہٹ سجائیں بولا۔۔۔

ہممم۔۔۔ ارحم بس یہی کہہ سکا۔۔۔



ممائی پلیز بتائیں نہ میرے کزنز کب آئے گے۔۔۔؟؟

پانچ سال کا احمد کافی دیر سے نور سے اپنے کزنز کے بارے میں پوچھ رہا

تھا اور وہ بیچاری سمجھنے سے قاصر تھی کہ احمد کن کزنز کی بات کر رہا ہے۔

احد کی بڑی بہن کنزا کی شادی برابر والے گھر میں ہی ہوئی تھی۔۔۔ جو اس کے چچا کا بھی گھر تھا۔۔۔ اور اس کی شادی ان کے چچا کے بیٹے سے ہوئی تھی۔۔۔ کنزا کا ایک ہی بیٹا احمد تھا۔۔۔ جو دن میں کئی چکر اپنے نانا کے گھر کے لگاتا تھا۔۔۔

احمد بیٹا کونسے کزنز۔۔۔؟؟

نور اب اپنا کام چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری ماما کہتی تھی کہ جب ماموں کی شادی ہوگی تب میرے کزنز آئے گے۔۔۔ اب تو ماموں کی شادی ہوگئی اب کب آئے گے۔۔۔؟؟؟

احمد کی بات سن کر نور شرم سے لال ہوگئی۔۔۔

بیٹا آپ دعا کرو۔۔۔ نور اسکے گال سہلاتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں مجھے ابھی چاہیے۔۔۔ وہ تو جیسے آج فیصلہ کر کے آیا تھا کہ آج اپنے کزنز کو دیکھ کر ہی جائے گا۔۔۔

اس پہلے وہ کوئی جواب دیتی۔۔۔ اندر آتا احد اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔
 کیا باتیں ہو رہی ہیں؟؟ احد آنکھوں میں شرارت لیے بولا۔۔۔ جیسے وہ ان
 دونوں کی بات سن چکا ہو۔۔۔

ماموں میرے کزنز کہاں ہے؟؟ میرے سب فرینڈز کے کزنز ہیں۔۔۔ اور
 میرے نہیں ہے۔۔۔ احمد احد کو دیکھتا ہوا منہ بنا کر بولا۔۔۔

او۔۔۔ یہ تو بہت ہی ٹینشن والی بات ہے۔۔۔ آپ فکر نہیں کرو میں کہتا
 ہوں آپ کی ممانی کو کہ وہ جلدی سے آپ کو ایک عدد پیاری سی کزن
 لا دیں۔۔۔ احد خمار بھرے لہجے میں نور کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جو اب
 شرم سے منہ مڑے کھڑی تھی۔۔۔

نہیں ماموں مجھے ایک کزن نہیں پورے فائیو کزنز چاہیے۔۔۔ احمد نے
 چہک کر سے کہا۔۔۔ جس پر احد نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔

میرے معصوم بھانجے۔۔۔ آپ نے اپنی ممانی کی جان دیکھی ہے۔۔۔ بس دعا
 کرو ایک ہی ہو جائے وہی بہت ہے۔۔۔ وہ دیکھ نور کو رہا تھا لیکن بات
 احمد سے کر رہا تھا۔۔۔

شرم کریں بچے سے کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ نور کی شرم اب غصے

میں بدل گئی تھی۔۔۔

میں نے کیا کہا؟؟ احد احمد کو اپنی گود میں بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔
مجھے نہیں پتا لیکن اب آپ ایسی کوئی بات نہیں کریں گے۔۔۔ نور نے
تنبیہ کی۔۔۔

میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں۔۔۔ احد چہرے پر معصومیت سجائے بولا۔۔۔
آپ کچھ کہتے بھی نہیں ہیں اور بہت کچھ کہہ بھی جاتے ہیں۔۔۔ نور نے
دانت پیس کر کہا۔۔۔

ماموں۔۔۔ وہ ان دونوں کی باتوں سے تنگ آکر چیخا۔۔۔

بولو بھانجے۔۔۔

میرے کزنز کب آئے گے؟؟ اسکی سوئی ابھی بھی اپنے سوال پر ہی اٹکی
تھی۔۔۔

بیٹا یہ تو اللہ کو پتا ہے۔۔۔ لیکن انشاء اللہ جلد ہی ہم آپ کو ایک کزن لا
کر دینگے۔۔۔ کیوں نور۔۔۔؟؟

اسکی بات پر نور جھینپ سی گئی۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔ اور مجھ سے ایسی باتیں مت کریں۔۔۔ نور نظر چرا کر
بولی۔۔۔

اس پہلے احد کچھ کہتا۔۔۔ احمد فوراً بولا۔۔۔

میں ماما کو آپ کی شکایت لگاتا ہوں۔۔۔ کہ آپ مجھے میرے کزنز نہیں
دے رہے۔۔۔ کہتے ہوئے اسکی گود سے اتر کر باہر کی طرف بھاگ گیا۔
اسکے جاتے ہی نور نے احد کو گھورا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے تھے آپ بچے کے ساتھ کہ آپ کی ممانی میں جان
نہیں ہے۔۔۔؟؟

ہاں تو ٹھیک کہا ہے۔۔۔ ہلکی سی تو تم ہو۔۔۔ میں نے تو سوچ لیا ہے بچے
دو ہی اچھے۔۔۔ باقی اگر اور چاہیے ہوئے تو دوسری شادی کر لوں گا۔۔۔ احد
اپنی ہنسی دبا کر بولا۔۔۔

بچے ایک ہو یا دس۔۔۔ مجھ سے ہی ہونگے دوسری شادی کا تو سوچے گا
بھی نہیں۔۔۔

نور کو خود سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ غصے میں کیا کہہ گئی ہے اور احد اس
کی بے باکی پر حیران رہ گیا۔۔۔

وہ میرا مطلب تھا کہ۔۔۔ نور کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔۔۔ وہ
کس قدر بے باکی سے احد کے ساتھ بولی ہے۔۔۔

جو مطلب تھا میں سب سمجھ گیا ہوں۔۔۔ اب تمہارے حکم پر عمل کرنا
پڑے گا۔۔۔ احد آنکھوں میں شوخی لیے اسکے قریب آیا۔۔۔

احد مجھے لگ رہا ہے ماما مجھے بلا رہی ہیں۔۔۔ کہتے ہوئے اسکے قریب سے
نکلنے لگی۔۔۔

اس سے پہلے وہ جاتی احد نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔
ابھی جانے دے رہا ہوں پھر نہیں جانے دوں گا۔۔۔ اور ہاں میرے بھانجے
کو اب زیادہ انتظار مت کروانا۔۔۔

احد کی بات پر نور کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔۔ اور فوراً ہاتھ چھوڑا کر
بھاگ گئی۔۔۔

احد اسکے جاتے ہی ہنس دیا۔۔۔



ارحم ٹی وی لاؤنج میں آیا تو اسکی نظر مناہل پر پڑی جو صوفے پر خاموشی

سے بیٹھی تھی۔۔۔ شاید کسی گہری سوچ میں تھی۔۔۔ کہ اسے رحم کے آنے کا بھی پتا نہیں چلا۔۔۔ رحم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے قریب آکر بیٹھ گیا۔۔۔

رحم کو ایک دم اپنے قریب بیٹھے دیکھ کر وہ چونکی۔۔۔ اور فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر رحم کو حیرت ہوئی۔۔۔

کیا ہوا کھڑی کیوں ہوگئی؟؟ رحم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ آپ بیٹھے ہیں تو آپ کے برابر میں بیٹھنا۔۔۔ مناہل نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رحم نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جس میں اسکے لیے صرف اور صرف خوف تھا۔۔۔ شاید وہ بہت زیادہ اس سے ڈرتی تھی۔۔۔ لیکن قصور اسکا بھی نہیں تھا۔۔۔ رحم نے اسکے ساتھ کیا بھی تو بہت کچھ تھا چھوٹی چھوٹی بات پر اسے مارنا پیٹنا اس کے لیے عام بات تھی۔۔۔

ادھر بیٹھو میرے پاس۔۔۔ رحم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر واپس اپنے قریب بیٹھایا۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی اسے مناہل کو اپنے قریب بیٹھانا اچھا لگا تھا۔۔۔ یا شاید یہ حمدان کی باتوں کو اثر تھا جو اس وقت مناہل اسے اچھی لگ

رہی تھی۔۔۔

مناہل تو بس کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔

مجھ سے ڈر لگ رہا ہے؟؟ ارحم نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔۔

ن۔۔نہ۔۔ نہیں۔۔۔ مناہل کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔

اچھا تو پھر یہ آواز کیوں کانپ رہی ہے۔۔ اور ماتھے پر پیسنہ بھی آیا ہوا

ہے۔۔ ارحم رومال سے اسکی پیشانی کو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

جس پر مناہل رو دی۔۔۔

ارحم آج پہلی بار اسکے رونے سے گھبرا گیا تھا۔۔ اور ناچاہتے ہوئے بھی

اسے سینے سے لگا لیا۔۔۔

کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔۔۔؟؟

مجھے ڈر لگتا ہے آپ سے۔۔ کہ کہی آپ پھر میری کسی غلطی کی وجہ سے

مجھے ڈانٹنا شروع نہ کر دیں۔۔ روتے ہوئے مناہل یہ بھی بھول گئی تھی

کہ وہ اس وقت اسکے کتنے قریب ہے۔۔۔

ارحم نے اسے خود سے دور کیا۔۔ اسکے آنکھوں سے نکلنے والے آنسو کو

انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا۔۔۔

کچھ نہیں کہتا۔۔ بہت کہہ لیا۔۔ اب تمہاری سزا ختم ہو جانی چاہئے نا؟؟

اب کی بار ارحم نے اس کو محبت سے پوچھا۔۔

جس پر مناہل فوراً اسکے پیروں میں بیٹھ گئی۔۔

مجھے معاف کر دیں ارحم۔۔ میں بہت بری ہوں۔۔ میں آپ کے قابل

نہیں تھی۔۔ میں نے اپنے ساتھ بہت غلط کیا اور میری وجہ سے آپ

کے ساتھ غلط ہوا۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔ مناہل اسکے قدموں بیٹھی

ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اٹھو کیا کر رہی ہو۔۔ ارحم نے فوراً اسے کندھوں سے پکڑ کر واپس اپنے

پاس بیٹھایا۔۔

تم نے غلطی کی تھی۔۔ اور میں نے شاید تمہیں اسکی بہت سزا بھی دے

دی ہے۔۔ پر اب اور نہیں۔۔ مناہل میری جگہ شاید کوئی اور مرد بھی

ہوتا تو یہی کرتا۔۔ میں دل کا برا نہیں ہوں۔۔ لیکن ہر مرد کی طرح

میری بھی یہی خواہش تھی کہ میری بیوی کے دل میں صرف میں ہوں

شادی سے پہلے اور شادی کے بعد اس کے دل میں میرے علاوہ کوئی نہ

ہو۔۔۔ تم خود سوچو کیا تم کبھی ایسے مرد کو پسند کرو گی جو کسی لڑکی کو
رات کے اندھیریں میں لے کے بھاگ رہا ہو۔۔۔

ارحم اب اپنے دل کا غبار نکال رہا تھا۔۔۔

مناہل نے اسکی بات پر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

تو پھر۔۔۔ میں تو ایک مرد ہوں اور مرد میں عورت جتنا حوصلہ نہیں
ہوتا۔۔۔

آپ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ مجھے اب واقعی یقین ہو گیا ہے کہ بھاگی ہوئی
لڑکی کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔۔۔ کس بھی لڑکی کو یہ قدم کبھی بھی نہیں
اٹھانا چاہیے۔۔۔ مناہل کی آواز بامشکل ہی نکل رہی تھی۔۔۔

تم جس کے ساتھ بھاگی تھی نہ اسے پکڑنا میرے لیے کوئی مشکل نہیں
تھا بہت بار سوچا بھی کہ اسے پکڑوں۔۔۔ لیکن کیوں پکڑوں یہ سمجھ نہیں
آتا تھا؟؟؟ اگر اس نے یہ کہہ دیا کہ میں تو مرد تھا کیا اسے نہیں پتا تھا
کہ ایسے کسی انجان کے لیے گھر سے نہیں بھگتے۔۔۔ تو اس بات کا میں
کیا جواب دوں گا اسے۔۔۔ ان چیزوں میں صرف اور صرف عورت کی غلطی
ہوتی ہے مناہل۔۔۔ میرے پاس دن میں کئی ایسے کیسز آتے ہیں جن

میں بہت سی لڑکیوں کا ریپ ہوا ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنی غلطی کی وجہ سے اور پھر وہ گھر جانے کے بجائے خودکشی کر لیتی ہیں۔۔۔ جیسے تم کرنے والی تھی اور پھر ساری زندگی اس لڑکی کے ماں باپ لوگوں سے منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔۔۔ ارحم اس سے نظریں چرا کر بول رہا تھا۔۔۔

حمدان سے ملنے کے بعد راستے میں ارحم نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پچھلی کوئی بات بھی نہیں دہرائے گا لیکن ناچاہتے ہوئے بھی وہ سب کچھ بول گیا۔۔۔

مناہل کے آنسو اسکے رخسار بھگیو رہے تھے اسکے سب الفاظ اب ختم ہو گئے تھے۔۔۔ ارحم کو کہنے کے لیے اسکے پاس کچھ نہیں تھا۔۔۔

سوری کچھ زیادہ بول گیا۔ ارحم اپنا رومال اسکے قریب کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

نہیں آپ نے تو حقیقت بتائی ہے۔۔۔

ہاں کیونکہ ان حقیقتوں سے میرا روز سامنا ہوتا ہے۔۔۔ بولتے ہوئے اسکی نظر سامنے ٹیبل پر پڑے چائے کے کپ پر گئی۔۔۔ جس میں آدھا کپ چائے موجود تھی۔۔۔ جسے دیکھ کر ارحم مسکرا دیا تھا۔۔۔

شاید اسکے آنے سے پہلے چائے پیتے پیتے وہ اپنے خیالوں میں کھو گئی اور دوبارہ چائے پینا بھول گئی تھی۔۔۔

چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے اور تم نے پی نہیں۔۔ کہتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا لیا۔۔۔

میں بھول گئی تھی۔۔۔ مناہل اپنی آنکھیں رگڑتی ہوئی بولی۔۔۔

اس پہلے وہ اپنے ہونٹوں کو چائے کا کپ لگاتا مناہل نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔

یہ میری جھوٹی ہے۔۔۔ ارحم نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا پھر سنبھل کر بولا۔۔۔

اب میں نے سمجھوتا کرنا سیکھ لیا ہے۔۔۔ کہتے ہوئے ارحم نے دوبارہ کپ ہونٹوں سے لگایا۔۔۔

اور اس کے الفاظ پر مناہل نے تڑپ کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔



ویل کم بیک سر۔۔۔ آپ کو دوبارہ پولیس اسٹیشن میں دیکھ کر بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔۔

آج ایک ماہ بعد ارحم واپس اپنی ڈیوٹی پر آیا تھا۔۔۔ اور آج فرسٹ ڈے ارحم کو ڈیوٹی پر دیکھ کر سب بہت خوش تھے۔۔۔ آج میٹنگ روم میں سب ارحم کے گرد موجود اس کے آنے پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ تھینکس۔۔۔ میں بھی آج بہت خوش ہوں۔۔۔ گھر رہتے رہتے میں بھی تھک گیا تھا۔۔۔ اگر میں کچھ دن اور اپنی ڈیوٹی پر واپس نہ آتا تو شاید پھر سے بیمار ہو جاتا۔۔۔

سر آپ پر حملہ جس نے کروایا تھا۔۔۔ وہ اجمل خان کے بندے نہیں تھے۔۔۔ راحیل نے آگاہ کیا۔۔۔
 تو پھر کس نے کروایا۔۔۔؟؟

ارحم کو حیرانگی ہوئی تھی کیونکہ اسے تو اس وقت یہی لگا تھا وہ بندے اس کے بھیجے ہوئے ہیں۔۔۔

سر وہ ہوٹل کے مالکان نے کروایا تھا۔۔۔

ہوٹل کے مالکان۔۔۔؟؟ میں سمجھا نہیں۔۔۔

سر دو تین ماہ پہلے ہم نے جس ہوٹل میں ریڈ ڈالی تھی۔۔۔ ان کے مالکان نے ہی آپ پر حملہ کروایا ہے۔۔۔

او۔۔ تو وہ بدلہ لینا چاہتے تھے۔۔ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔۔

بلکل سر۔۔۔

سر ان لوگوں کو خدا کا خوف بھی نہیں ہے۔۔ کس قدر بے حیائی پھیل گئی ہے ہمارے ملک میں۔۔ ایک تو غلط کام کرتے ہیں اور اگر ان کے خلاف کارروائی کی جائے تو یہ الٹا اس انسان کی جان لینے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔۔ اب کی بار شہباز نے کہا۔۔

سہی کہہ رہے ہو تم شہباز۔۔ اور پھر بھی ہم پولیس والوں کو ہی برا کہا جاتا ہے۔۔ لیکن میں ایسے لوگوں کو نہیں چھوڑونگا۔۔ جو ہماری آنے والی نسلوں کو غلط کام کی طرف راغب کر رہے ہیں۔۔

اور اس جنگ میں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔۔ سب اہلکاروں نے یک زبان کہا۔۔

اللہ ہم سب کی اس کام میں مدد فرمائے۔۔

آمین۔۔ کہتے ہوئے سب اٹھ کھڑے ہوئے۔۔



یہاں کیوں کھڑے ہیں؟؟ پلیز چلے اندر۔۔ فرحت بیگم نے انکے کان کے قریب کہا۔۔۔

بہت منت سماجت کے بعد فرحت بیگم نے انہیں راضی کر ہی لیا تھا اب وہ ارحم کے گھر کے باہر کھڑے تھے۔۔ لیکن جہانگیر صاحب اندر جانے کے لیے قدم نہیں بڑھا رہے تھے۔۔۔

میرا دل نہیں مان رہا فرحت۔۔ جہانگیر صاحب دکھ سے بولے۔۔۔
آپ کا دل ہی آپ کو یہاں لے کر آیا ہے۔۔ اسلیے اللہ کا نام لے اور اندر چلیں۔۔۔

جہانگیر صاحب نے ایک نظر فرحت کو دیکھا۔۔ اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔ فرحت بیگم بھی مسکراتے ہوئے انکے پیچھے ہو لیں۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ٹی وی لاؤنج میں کھڑے تھے۔۔ جہاں مکمل خاموشی تھی۔۔۔

مجھے لگ رہا ہے گھر میں کوئی نہیں ہے۔۔ جہانگیر صاحب ٹی وی لاؤنج کا جائزہ لیتے ہوئے بولے۔۔۔

اس پہلے وہ کوئی جواب دیتی دانیال صاحب ان کے قریب آکر بولے۔
گھر میں سب ہی موجود ہیں۔۔۔ تم غور سے دیکھو تو سہی۔۔۔ کہتے ہوئے
ان کے گلے لگے۔۔۔

دانیال صاحب ابھی ابھی ہی آفس سے واپس آئے تھے۔۔۔ انہوں نے
جہانگیر اور فرحت کو اندر آتے دیکھ لیا تھا۔۔۔

کیسے ہو دانیال۔۔۔؟؟

بلکل ٹھیک تم سناؤ۔۔۔؟؟ دانیال صاحب ان سے دور ہوتے ہوئے بولے۔
میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔ اور بھابھی آپ کیسی ہیں۔۔۔؟؟

میں بھی ٹھیک ہوں بھائی صاحب۔۔۔ جواب وہ دانیال صاحب کو دے رہی
تھیں لیکن نظریں انکی مناہل کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔
چلیں چل کر بیٹھتے ہیں۔۔۔

ان کی بات پر دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

مناہل بیٹا دیکھو کون آیا ہے؟؟ باہر آؤ۔۔۔ دانیال نے مناہل کو آواز دی۔۔۔

مناہل کو بلانے پر جہانگیر صاحب کی رگیں تن گئیں۔۔۔ انکا بس نہیں

چل رہا تھا وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں۔۔

کچھ دیر بعد مناہل اپنے دھیان میں ان کے پاس آئی۔۔ لیکن سامنے اپنے ماں باپ کو دیکھ کر تو اسکا چہرہ کھل اٹھا اور فوراً فرحت بیگم کی طرف لپکی۔۔

انہوں نے بھی محبت سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔ ارحم کا رویہ اب اسے سے کافی حد تک نارمل ہو گیا تھا۔۔ اس لیے اسکے چہرے پر رونق آگئی تھی۔۔ جسے فرحت بیگم نے بھی محسوس کیا تھا۔۔

ان سے ملنے کے بعد اب اسکی نظر جہانگیر صاحب پر تھی۔۔ جو شاید اسے مکمل نظر انداز کیے بیٹھے تھے۔۔

اپنے بابا سے بھی ملو۔۔ فرحت بیگم نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

مناہل دو قدم چل کر ان کے قریب آئی۔۔ آج کئی ماہ بعد وہ اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ جو اسے دیکھ کر جیتے تھے۔۔ آج اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کر رہے تھے۔۔

بابا۔۔ مناہل نے اپنی لڑکھڑاتی آواز سے جہانگیر صاحب کو پکارا۔۔

انہوں نے اس کے پکارنے پر کوئی جواب نہیں دیا۔۔

مناہل گھٹنوں کے بل انکے سامنے آکر بیٹھ گئی۔ اسکی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔۔

کیسے ہیں آپ۔۔۔؟؟ دانیال اور فرحت بس خاموشی سے بیٹھے دونوں باپ بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

جس کی تم جیسی بیٹی ہو وہ باپ کیسا ہو سکتا ہے مناہل؟؟ ان کا لہجہ برف کی طرح تھا۔ ان کی بات پر مناہل نے ان کے ہاتھوں کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔

معاف نہیں کر سکتے اپنی بیٹی کو بابا۔۔۔؟؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو گناہ تم نے کیا۔۔۔ کیا اسکی معافی بنتی ہے؟؟ انہوں نے اسکے سوال پر الٹا سوال کیا۔۔۔

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی۔۔۔ دانیال صاحب فوراً بولے۔۔۔

میری بیٹی کو معاف کر دے یا۔۔۔ اس نے اپنے کیے کی بہت سزا کاٹ لی ہے۔۔۔ آج سینے سے لگا لے اسے۔۔۔ دانیال صاحب کے لہجے میں التجا تھی۔۔۔

ان کی بات پر جہانگیر صاحب نے مناہل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر

اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

کیا تمہیں ارحم نے معاف کر دیا ہے؟ کیا اس نے تمہیں بیوی کے روپ میں قبول کر لیا۔۔۔؟؟ ان کے لہجے ابھی بھی سختی تھی۔۔۔

ان کے سوال پر مناہل نے سر جھکا لیا۔۔۔ کیونکہ ابھی تو وہ خود بھی ان سوالوں کے جواب نہیں جانتی تھی۔۔۔ بیشک ارحم اس کے ساتھ ٹھیک ہو گیا تھا لیکن ابھی بھی وہ یہ یقین سے نہیں کہہ سکتی تھی کہ ارحم نے اسے معاف کر دیا ہے یا نہیں۔۔۔ یا اس نے اسے بیوی کے روپ میں قبول کر لیا ہے۔۔۔؟؟

اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتے۔ انکے کانوں سے ارحم کی آواز ٹکرائی۔

میں نے معاف کر دیا ہے اسے اور میں بیوی کے روپ میں بھی مناہل کو قبول کر چکا ہوں۔۔۔ کہتے ہوئے ان کے قریب آیا۔۔۔

اب آپ بھی اسے معاف کر دیں۔۔۔ اور سب کچھ بھول کر اسے گلے لگا لیں۔۔۔ ارحم کو دیکھ کر سب حیران ہوئے تھے اور اسکے الفاظ نے جیسے مناہل کے زخمی دل پر مرہم رکھا تھا۔۔۔

اگر ارحم نے تمہیں معاف کر دیا ہے تو پھر میں بھی آج تمہیں معاف

کرتا ہوں۔۔۔ بولتے ہوئے اسے گلے لگا لیا۔۔۔ آج کتنے ماہ بعد انہوں نے
 مناہل کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔ آج ان کے تڑپتے دل کو قرار آیا تھا۔
 مناہل بھی انکے گلے لگتے ہی زار و قطار رو دی اور ان دونوں کو ایسے
 دیکھ کر فرحت بیگم کی آنکھیں بھی بھر آئی تھیں۔۔۔

اب مجھ سے نہیں ملے گے۔۔۔ ارحم محبت بھرے انداز میں بولا۔۔۔
 ارحم کے سوال پر جہانگیر صاحب نے مناہل کو خود سے دور کیا۔۔۔ اور
 خود چل کر ارحم کے قریب آئے۔۔۔

میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھول سکتا ارحم۔۔۔ اس دن جو تم نے میری
 بات کی لاج رکھی۔۔۔ اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید میری بات کو
 سنا بھی پسند نہ کرتا۔۔۔ جہانگیر صاحب دکھ سے بولے۔۔۔

جو کچھ ہوا وہ سب میری قسمت میں لکھا تھا۔۔۔ اور میں قسمت کا لکھا
 مان چکا ہوں۔۔۔ آپ بھی سب بھول جائیں۔۔۔ بولتے ہوئے ارحم ان
 سے گلے ملا۔۔۔

مناہل کے اندر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی اسکے
 دل نے کہا تھا آج اسکے رب نے بھی یقیناً اسے معاف کر دیا ہوگا۔۔۔

مناہل۔۔۔؟؟ ارحم نے اسے آواز دی۔۔

اسکی آواز پر وہ چونکی۔۔

جی۔۔۔ مناہل نے ادب سے جواب دیا۔۔

جاؤ رات کے کھانے کا انتظام کرواؤ۔۔ آج رات سب مل کر کھانا کھائیں
گے۔۔۔ میں احد اور نور کو بھی فون کرتا ہوں۔۔۔ وہ بھی ہمارے ساتھ
شامل ہو جائیں۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی ارحم اور جہانگیر ایک صوفے
پر بیٹھ گئے۔۔

مناہل بھی خاموشی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔



دل لگ گیا تمہارا ہمارے گھر میں؟؟ کنز انے نور سے پوچھا جو اسکے
سامنے بیٹھی تھی۔۔

جی آپ لگ گیا۔۔۔ سب ہی بہت اچھے ہیں۔۔۔ نور نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔۔۔

دل کیوں نہیں لگنا تھا ماشاء اللہ یہ خود بھی تو بہت اچھی ہے گھل مل کر

رہنے والی۔۔۔ نور کے برابر میں بیٹھی سلمہ بیگم نے محبت سے کہا۔۔۔
 ویسے نور اب تم ہمیں خوشخبری کب سنا رہی ہو۔ شادی کو تو دو ماہ ہونے
 کو ہیں۔۔۔ ہم بھی جلدی سے اپنے بھائی کی اولاد کو گود میں اٹھائیں۔
 اس کے سوال پر نور کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔۔۔ اسے کنزا
 سے اس سوال کی امید نہیں تھی۔۔۔

کیسی باتیں کرتی ہو کنزا۔۔۔ ابھی شادی کو بمشکل ہی دو ماہ گزرے ہیں
 اور تمہیں خوش خبری کی پڑ گئی۔۔۔
 سلمہ کو کنزا کا نور سے اس طرح کا سوال پوچھنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا
 تھا اور انھیں نور کے چہرے سے بھی لگا۔۔۔ جیسے وہ کنزا کی بات پر اداس
 ہو گئی ہے۔

اما آپ سمجھ نہیں رہیں۔۔۔ جتنی جلدی ہو اتنا ہی اچھا ہے ورنہ آگے جا
 کر کوئی نہ کوئی مسئلہ بن سکتا ہے۔ کنزا بظاہر سنجیدگی سے بول رہی تھی۔
 نور تم جاؤ اور سب کے لیے چائے کا کہو۔۔۔ سلمہ بیگم نور کی طرف دیکھتے
 ہوئے بولیں۔۔۔ جو کنزا کی بات پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔ انکی آواز پر وہ
 چونکی۔۔۔ اور اثبات میں سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔

نور کے جاتے ہی سلمہ بیگم کنزا کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

یہ کیا بول رہی تھی تم۔۔ کنزا اس طرح کی فضول باتیں جاہل لوگ کرتے ہیں۔۔ تم سے مجھے یہ امید نہیں تھی۔۔ یہ اولاد کا فوراً کیا اسکے اختیار میں ہے۔۔

ماما میں نے ایسا کیا کہہ دیا جو آپ مجھ پر غصہ کر رہی ہیں۔۔ کنزا منہ بنا کر بولی۔۔

کیا تم نہیں جانتی تم نے ایسا کیا کہہ دیا؟؟ کیا ضرورت تھی نور سے اس قسم کے سوال کرنے کی۔۔ اسے کتنا برا لگا ہوگا۔۔

ماما آپ ہماری ماں ہیں یا اس نور کی۔۔ کنزا چیخنے والے انداز میں بولی۔

آواز نیچی کرو۔۔ مت بھولو تم اپنی ماں سے بات کر رہی ہو۔۔ اور رہی بات نور کی تو ہاں اب مجھے وہ بہت پیاری ہے۔ میں اسے بیٹی بنا کر لائی ہوں۔۔ تم دونوں بہنوں کی طرح مجھے وہ بھی اب اتنی ہی پیاری ہے اور تم یہ بات کیسے بھول گئی جب تمہیں اللہ نے پورے دو سال تک اولاد نہیں دی تھی تو یاد ہے لوگوں کی باتیں سن سن کر کیسے روتی تھی اور آج انہی لوگوں کی طرح تم نور سے بات کر رہی ہو۔۔ سلمہ بیگم ایک

ایک لفظ چبا چبا کر بول رہیں تھیں۔۔۔

ان کی بات پر تو جیسے کنزرا کو آگ لگ گئی۔۔۔ اور غصہ میں اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اب میں اس گھر میں نہیں آؤنگی۔۔۔ سنا تھا شادی کے بعد بھائی بدلتے ہیں۔۔۔ پر یہاں تو بہو کے آنے پر ہماری ماں ہی بدل گئی ہے۔۔۔ پتا نہیں آتے ہی اس نے آپ کو کیا گھول کر پیلا دیا ہے ماما۔۔۔ دیکھنا جب اس نے آپکو اپنے تیور دیکھائے نہ تب آپ میرے پاس ہی آئے گیں۔ کہتے ہوئے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اس کے جاتے ہی سلمہ نے سر پکڑ لیا۔۔۔



ارحم آپ کو کچھ چاہیے؟؟ مناہل نے اسکے قریب آکر پوچھا جو کچھ دیر پہلے ہی پولیس اسٹیشن سے آیا تھا۔۔۔

ارحم اور مناہل کا رشتہ اب کافی حد تک نارمل ہو چکا تھا۔۔۔ ارحم اب ہر کام مناہل سے ہی کہتا تھا۔۔۔ اور مناہل کے دل سے اسکا خوف بھی نکلنے لگا تھا۔۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ ارحم فون سے نظریں ہٹاتے ہوئے بولا۔

جی اچھا۔۔۔ کہتے ہوئے واپس جانے لگی۔۔۔

مناہل بات سنو۔۔۔ ارحم فون سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہوا۔

جی۔۔۔ مناہل اسکی طرف مڑی۔۔۔

ادھر آؤ بیٹھو میرے پاس۔۔۔ مناہل نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا اور

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے قریب آکر بیٹھ گئی۔۔۔

جی کہے۔۔۔

کل میرا دوست حمدان آرہا ہے اپنی فیملی کے ساتھ۔۔۔ تم سے ملنے۔۔۔

مجھ سے ملنے۔۔۔؟؟

ہاں تم سے ملنے۔۔۔ اب تم میری بیوی ہو تو ظاہر ہی سی بات ہے تم

سے ملنے ہی آئے گے نہ۔۔۔ مجھ سے تو کئی بار مل چکے ہیں۔۔۔

ارحم کے اس طرح میری بیوی کہنے پر مناہل نے چونک کر اسکی طرف

دیکھا۔۔۔ اس کی تو خوشی کی انتہا نہیں تھی کہ آج ارحم نے اسے میری

بیوی کہا تھا۔۔۔

کل اچھے سے تیار ہو جانا۔ میں چاہتا ہوں تم بھابھی سے اچھے سے ملو۔۔۔ اور ایک آخری بات جو تمہیں اب ساری زندگی یاد رکھنی ہوگی۔۔۔ ہماری شادی کی حقیقت تم کبھی کسی کو نہیں بتاؤ گی چاہے جو ہو جائے۔۔۔ جیسا آپ کہے گے میں ویسا ہی کرونگی۔۔۔ مناہل نے اسے یقین دہانی کرائی۔

گڈ۔۔۔ اچھا سا ڈریس تو ہے نہ تمہارے پاس؟؟ رحم نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی رحم دوبارہ بولا۔۔۔
 کل میں تمہارے لیے ڈریس لے کر آؤنگا۔ تم وہی پہنو گی۔۔۔ اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں بھی اپنے ساتھ لے چلوں گا۔۔۔ کیونکہ انہوں نے کل رات کو آنا ہے۔۔۔ رحم نے آگاہ کیا۔۔۔

نہیں آپ خود ہی لے آئیگا۔۔۔ مجھے آپ کی پسند اچھی لگتی ہے۔۔۔
 مناہل کو اسکا ریڈ کلر کا لیا گیا ڈریس بہت پسند آیا تھا۔۔۔ اور ویسے بھی اسکی خواہش پوری ہونے جا رہی تھی کہ رحم اس کے لیے کچھ پسند کر کے لائے گا۔۔۔

چلو یہ تو اچھی بات ہے۔۔ اگر اور کچھ چاہیے تو وہ بھی بتا دو وہ بھی لے
آؤنگا۔۔ رحم کا انداز اس وقت بالکل دوستانہ تھا۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔ تھینکس۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی مناہل کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ ریگنے لگی۔۔

اتنی بری نہیں ہو جتنا میں تمہیں سمجھتا تھا۔۔ اسے مسکراتا دیکھ کر بے
ساختہ رحم کے منہ سے نکلا۔۔

ارحم کی بات پر مناہل کی مسکراہٹ سمٹ گئی اور بنا کچھ کہے اٹھ کھڑی
ہوئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے ہاتھ کی بنی چائے پلا دو۔۔ رحم اسکو دیکھ کر بولا۔

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی۔۔



مناہل ارحم کے لیے چائے بنا کر کمرے میں لے جا رہی تھی۔۔ کہ اسے
لینڈ لائن کی بیل سنائی دی۔۔ اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا تو رات کے
گیارہ بج رہے تھے۔۔

اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے؟؟ مناہل نے دل میں سوچا۔۔

بی بی جی۔۔؟؟ رانی اسکے قریب آکر بولی۔۔

رانی کی آواز پر مناہل کے چلتے قدم رکے۔۔

جی۔۔؟؟

وہ فون بج رہا ہے۔۔ دیکھ لیں کس کا ہے۔۔

ارحم نے کل رات اسے فون اٹھانے کی اجازت دے دی تھی۔۔ کیونکہ کل رات فرحت بیگم نے گھر جا کر فون کیا تھا۔۔ جو ارحم نے اٹھایا۔۔ اور اسکے بعد ارحم نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ گھر کا فون یوز کر سکتی ہے۔۔

اچھا یہ چائے ارحم کو دے آؤ میں دیکھتی ہوں۔۔ مناہل اسکے ہاتھ میں چائے کا کپ تھما کر آگے بڑھ گئی۔۔

مناہل نے جاتے ہی بنا نمبر دیکھے فون اٹھا لیا۔۔

ہیلو۔۔

ہیلو مناہل۔۔

جی آپ کون؟؟ مناہل کو کسی انجان لڑکی کی آواز سن کر حیرانگی ہوئی

تھی۔۔۔

مجھے بھول گئی میں رجا۔۔۔ کب سے کال کر رہی تھی۔۔۔ اٹھا کیوں نہیں
رہی تھی۔۔۔ دوسری طرف سے رجا نے نارمل انداز میں پوچھا۔۔۔

رجا کے نام پر تو مناہل کو کرنٹ سا لگا وہ تو واقعی اسے بھول گئی تھی۔۔۔
لیکن شاید وہ نہیں بھولی۔۔۔ مناہل ایکدم سے چہرہ زرد ہو گیا۔۔۔

کیا ہوا اب بول کیوں نہیں رہی؟؟ رجا اسکے جواب نہ ملنے پر دوبارہ بولی۔
اسکی آواز پر مناہل چونکی۔۔۔

جی یہی ہوں۔۔۔ بس تھوڑا بڑی تھی۔۔۔ مناہل کی آواز با مشکل ہی نکلی۔۔۔

اچھا تم نے بات کی ارحم سے۔۔۔؟؟

نہیں ابھی نہیں کی۔۔۔

تو کب کرو گی۔۔۔ کیا تم اپنی بات سے بدل تو نہیں گئی۔۔۔ اب کی بار
رجا کی آواز میں سختی تھی۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ میں کل ہی بات کرونگی۔۔۔ مناہل نے بے بسی
سے کہا۔۔۔

یہ ہوئی نہ بات۔۔۔ میں کچھ دن میں ہی واپس آرہی ہوں۔۔۔ اب میرا
 بھی یہاں دل نہیں لگ رہا۔۔۔ تم میری جان کل ہی ارحم سے کہو اور ہاں
 یہ بھی کہنا کہ وہ انکل سے بھی جلد بات کرے۔۔۔
 جی اچھا۔۔۔

چلو اب میں فون رکھتی ہوں۔ دو دن بعد گڈ نیوز سننے کے لیے دوبارہ
 کال کرونگی۔۔۔ اور یقیناً تم اپنا وعدہ پورا کروگی۔۔۔

میں چلی جاؤنگی آپ کی اور ارحم کی زندگی سے۔۔۔ ارحم صرف آپکے
 ہیں۔۔۔ بولتے ہوئے آنسو کا گولہ اسکے حلق میں اٹکا تھا۔۔۔

تھینکس مناہل۔۔۔ آج تم ہم دونوں کو ملوا رہی ہو۔۔۔ ایک دن اللہ تمہارے
 لیے بہت اچھا وسیلہ بنائے گا۔۔۔ کہتے ہوئے لائن کاٹ دی۔۔۔

فون کا ریسیور واپس رکھتے ہوئے مناہل کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔

ابھی تو تمہاری سزا ختم ہی نہیں ہوئی مناہل۔۔۔ ابھی تو تمہیں ارحم سے
 دور جانا ہے۔۔۔ اسے اپنا عکس سامنے کھڑا نظر آیا۔۔۔ جو زوردار قہقہہ لگا کر
 اس پر ہنس رہا تھا۔۔۔ اور وہ بت بنی کھڑی تھی۔۔۔



آپ کی کافی۔۔۔ نور احد کے قریب کافی کا مگ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔
 صبح سے اسکے دماغ میں کنزا کی باتیں چل رہی تھیں۔ کچن میں جانے کے
 بعد بھی کنزا اور سلمہ بیگم کی آوازیں بلند ہونے کی وجہ سے صاف سنائی
 دے رہی تھیں۔۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟ احد نے ٹی وی کا ریموٹ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔
 وہ جب سے آفس سے واپس آیا تھا نور بلکل خاموش تھی۔ اسکا مرجھایا
 چہرہ احد کو عجیب لگا تھا۔ اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ آج ضرور کوئی بات
 ہوئی ہے تبھی نور بلکل چپ ہے۔۔۔

جی۔۔۔ نور نے مختصر جواب دیا اور اپنی سائیڈ والا لیپ بند کرتے ہی
 اسکے برابر میں کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔۔۔ نور کی پشت احد کی طرف
 تھی۔۔۔ لیکن وہ اتنا تو سمجھ ہی گیا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔۔۔

احد نے ٹی وی بند کرتے ہوئے اسے آواز دی۔۔۔

نور۔۔۔؟؟ لیکن نور نے اسکے پکارنے پر کوئی جواب نہیں دیا۔ احد نے اسکو
 کندھے سے پکڑ کر سیدھا کیا۔ نور کے آنسو اسکے رخساروں کے ساتھ تکیہ
 بھی بھگیو چکے تھے۔۔۔

نور کیا ہوا ہے۔۔۔ احد تو اسے ایسے دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔۔۔
 کچھ نہیں بس ایسے ہی دل بھر آیا۔۔۔ نور نے بے دردی سے اپنی آنکھیں
 رگڑی جو اب سرخ تک ہو چکی تھیں۔۔۔
 اٹھ کر بیٹھو۔۔۔ احد سنجیدگی سے بولا۔۔۔
 نور اسکی بات پر اٹھ بیٹھی۔۔۔

بتاؤ کیا بات ہے۔۔۔ کیوں رو رہی ہو اور دیکھو مجھ سے جھوٹ مت
 بولنا۔۔۔ احد اسکے بال ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔
 اللہ ہماری کب سنے گا احد۔۔۔ کب ہم سب کو خوشخبری سنائیے گے؟؟ نور
 سر جھکائے آہستہ سے بولی۔۔۔

نور ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔ احد نے اسکا چہرہ اوپر کیا۔۔۔
 کسی نے کچھ کہا ہے نہ۔۔۔؟؟

احد اتنا تو جانتا تھا کہ نور کے دل میں اتنی جلدی یہ بات نہیں آ سکتی
 یقیناً اسے کسی نے کچھ کہا ہے تبھی وہ اس طرح رو رہی ہے۔۔۔
 مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ بس میں خود چاہتی ہوں کہ اب ہماری اللہ

سن لے۔۔۔

نور یہ اللہ کے کام ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو کب اور کیا چیز دینی ہے۔۔۔ تم مجھے بتاؤ یا نہ بتاؤ اتنا تو میں جانتا ہوں آج تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔ پھر سوچتے ہوئے بولا۔۔۔

کہیں تمہیں کنزا آپی نے تو نہیں کچھ کہا۔۔۔

کنزا کے نام پر نور چونکی۔۔۔ لیکن کچھ بولی نہیں۔۔۔

اگر تم نہیں بھی بتاؤ گی تب بھی میں صبح ماما سے پوچھ لوں گا۔۔۔ لیکن ایسی بات آپی ہی کر سکتی ہیں اور کوئی نہیں۔۔۔

احد اپنی بہن کی نیچر کو اچھے سے جانتا تھا۔ کہ وہی نور سے ایسی بات کر سکتی ہے۔۔۔ کیونکہ شادی کے کچھ دن بعد ہی انہوں نے احد سے خوش خبری جلدی سنانے کا کہا تھا۔۔۔

احد یہ بات چھوڑے کہ کس نے کہا تھا۔۔۔ آپ بس مجھے صبح ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں۔۔۔ نور سنجیدگی سے بولی۔۔۔

اس کا فیصلہ تم نہیں میں کروں گا کہ ہمیں اولاد کب چاہیے۔۔۔ فلحال ہم ہنی مون پر جا رہے ہیں اسکے بعد سوچے گے۔۔۔ کہتے ہوئے اس کے

ہاتھ کی ہتھیلی کو چوما۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا۔۔ نور نے صاف گوئی سے کام لیا۔۔

میں نے تم سے نہیں پوچھا۔۔ بلکہ تمہیں بتایا ہے۔۔

احد لیکن۔۔ اس پہلے نور کچھ کہتی احد نے اسکی بات کاٹی۔۔

رات کافی ہوگئی ہے۔۔ اب سونا چاہیے۔۔ کہتے ہوئے لیٹ گیا۔۔

اور نور بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔۔



Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واہ بھابھی بہت ہی مزے کا کھانا بنایا تھا آپ نے۔ حمدان اور انعم کھانے

سے فری ہو کر ٹی وی لاؤنج میں آ کر بیٹھے ہی تھے کہ حمدان مناہل کی

طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔ حمدان اور انعم رات کے کھانے پر انکے

گھر آئے تھے۔۔ مناہل نے ان کے لیے سب کچھ خود بنایا تھا۔ انعم مناہل

سے مل کر بہت خوش ہوئی تھی۔۔

تھینکس بھائی۔۔ مناہل نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔۔

رجا سے بات کرنے کے بعد مناہل ایک پل کے لیے بھی نہیں سو پائی

تھی۔۔ سارا دن بھی وہ اپنے اندر رحم سے بات کرنے کے لیے ہمت جمع کر رہی تھی۔۔۔۔۔ رحم اس کے لیے بہت ہی خوبصورت بلیک کلر کا ڈریس لے کر آیا تھا۔۔ لیکن مناہل نے اس کا ٹھیک سے شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔۔ یا وہ اس سے دور ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

ویسے رحم بھائی سہی کہتے ہیں دیر آئے درست آئے۔۔۔۔۔ ماشاء اللہ بہت پیاری ہیں مناہل بھابھی۔۔۔ انعم نے اسکو دیکھ کر دل سے تعریف کی۔۔۔ جس پر نا چاہتے ہوئے بھی رحم مسکرا دیا۔۔۔

بھابھی آپ بھی تو کسی سے کم نہیں ہیں تبھی تو حمدان آپ کے پیچھے پاگل ہوا تھا۔۔۔ رحم شرارت سے بولا۔۔۔

رحم کی بات پر انعم بلش کرنے لگی۔۔۔۔۔

رحم بھائی آپ کو مناہل بھابھی کی کونسی عادت سب سے زیادہ پسند ہے؟؟

رحم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ انعم کی بات کا کیا جواب دے وہ تو مناہل کے بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔۔۔

کیا ہوا کہاں کھو گئے؟ اب کی بار حمدان نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا۔

حمدان کی آواز پر وہ چونکا۔۔

میں جب اس پر غصہ کرتا ہوں تو یہ خاموش رہتی ہے۔۔ یہی عادت اس کی پسند ہے مجھے۔۔ ارحم مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

ارے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔ انعم چہک کر بولی۔۔

اور آپ کو مناہل بھا بھی۔۔

مناہل جو کافی دیر سے انکی باتیں سن رہی تھی۔ انعم کے سوال پر سنبھل کر بولی۔۔

انکی ہر عادت ہی بہت اچھی ہے۔۔ مناہل نے ارحم سے نظریں چرا کر کہا۔۔

ہممم۔۔ لگتا ہے محبت ہوگئی ہے ارحم بھائی سے۔۔ انعم کی بات پر مناہل نے سر جھکا لیا۔۔

مناہل بھا بھی تو شرماتی بھی ہیں۔۔ انعم شرارت سے بولی۔۔

اچھا بس بھئی۔۔ بھا بھی کو تنگ مت کرو۔۔ اور اٹھو کافی دیر ہوگئی ہے حاشر بھی انتظار کر رہا ہوگا۔۔ حمدان اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔ مجھے تو بہت اچھا لگا انعم بھابی سے مل کر۔۔۔
 تو پھر آپ ہمارے گھر ضرور آئیے گا۔۔۔ بلکہ میں تو کہتی ہوں آپ اور
 ارحم بھائی ہنی مون پر دبئی آجائے بہت مزہ آئے گا۔ انعم مناہل سے
 ملتے ہوئے بولی۔۔۔

حمدان اگلی بار حاشر کو ضرور لانا۔۔۔ ارحم نے صفائی سے بات کا رخ
 موڑا۔

ہاں ہاں ضرور لاؤنگا۔ آج بھی وہ جلدی سو گیا ورنہ ہم ضرور لاتے۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارحم انھیں گیٹ تک چھوڑ کر ٹی وی لاؤنج میں آیا لیکن مناہل اسے
 وہاں نظر نہیں آئی۔۔۔ ارحم کو آج مناہل کا حمدان اور انعم سے اتنے
 اچھے بات کرنا بہت اچھا لگا تھا۔۔۔

ارحم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا روم میں آیا جہاں مناہل سامنے کھڑی
 اپنے ہاتھ میں پہنی چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی ارحم اسے
 دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔ اس پل وہ اسے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ لوگ
 سچ کہتے ہیں نکاح میں بہت طاقت ہے اپنا نا پسندیدہ انسان کچھ عرصے

بعد اچھا لگنے لگتا ہے۔۔ ایکدم سے اسکے دل میں خیال آیا۔۔
 ارحم نے اسکے قریب آکر ہاتھ پکڑا جس میں چوڑیاں پہنی تھیں۔۔
 ارحم کے ایسے ہاتھ پکڑنے پر مناہل چونکی۔۔ ارحم آہستہ آہستہ اسکے ہاتھ
 سے چوڑیاں اتارنے لگا۔۔

تھینکس۔۔ مجھے اچھا لگا آج تم حمدان اور بھابھی کے سامنے بہت اچھے
 سے رہی۔۔ مناہل گہرا سانس لے کر اسکو دیکھتے ہوئے بولی۔۔
 آپ مجھے طلاق دیں دے۔۔ ارحم جو اسکی چوڑیاں اتار رہا تھا۔ اسکے الفاظ
 پر اسکے ہاتھ میں ہی چوڑی ٹوٹ گئی۔۔
 سس کی آواز اس کے منہ سے نکلی۔۔

ارحم آپ ٹھیک ہیں۔۔ مناہل نے فوراً اسکا ہاتھ پکڑا۔۔ خون کے قطرے
 ارحم کے زخم سے نکل کر زمین پر گر رہے تھے۔۔

ہممم۔۔ ٹھیک ہوں میں۔۔ تم کیا کہہ رہی تھی؟ ٹیبیل سے ٹشو پیپر اٹھاتے
 ہوئے بولا۔۔ اسکا انداز بالکل نارمل تھا جیسے اس نے پہلے والے الفاظ سنے
 ہی نہ ہو۔۔

مجھے آپ سے طلاق چاہیے۔۔۔ اب کی بار مناہل نظریں چرا کر بولی۔۔۔ اب وہ ارحم کا ہاتھ چھوڑ چکی تھی۔۔۔

اور اگر میں یہ کہوں کہ اب میں تمہیں طلاق نہیں دینا چاہتا تو؟؟؟ ارحم اپنے زخم سے ٹوٹی ہوئی چوڑی کا ٹکڑا نکالتے ہوئے بولا۔۔۔

میں تب بھی یہی کہو گی کہ آپ مجھے طلاق دے دیں۔۔۔ مناہل ہمت کرتے ہوئے بولی۔۔۔

میں وجہ جان سکتا ہوں؟؟؟ ارحم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ میں آپ کو وجہ نہیں بتا سکتی۔۔۔ اب کی بار مناہل کی ہمت جواب دے رہی تھی۔۔۔

ارحم سے دور جانے کے بارے میں تو وہ اب سوچ بھی نہیں سکتی تھی اسے محبت ہو گئی تھی ارحم سے۔۔۔ اور شاید یہ بات ابھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔

اور اگر میں یہ کہوں کہ یہ سب تمہارے پلان کا حصہ تھا تو۔۔۔۔۔ ارحم کی آواز میں تلخی واضح تھی۔۔۔

کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔۔۔ کیسا پلان۔۔۔؟؟؟ مناہل اسکی بات پر حیران

ہوئے بنا نہ رہ سکی۔۔۔

یہی کہ کچھ عرصہ میرا غصہ برداشت کرو گی جب تک تمہارے بابا تمہیں معاف نہ کر دیں۔۔۔ اور جیسے ہی وہ تمہیں معاف کر دیں گے۔۔۔ سب پہلے کی طرح نارمل ہو جائے گے تو تم مجھ سے طلاق لے کر اپنے گھر واپس چلی جاؤ گی۔۔۔۔

ارحم کی بات پر تو مناہل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔ اسے ارحم سے اس الزام کی امید نہیں تھی۔۔۔ وہ اس طرح سوچے گا اسکے بارے میں اسے یقین نہیں تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن اب اسے ارحم سے دور جانا تھا اور اس وقت اسکو ارحم کے ہر الزام کو برداشت کرنا تھا۔۔۔

آپ جو بھی سمجھے۔۔۔ کل آپ ابو سے بات کریں گے۔۔۔ مناہل اپنے الفاظ پر زور دیتی ہوئی بولی۔۔۔

ارحم فوراً اٹھ کر اسکے پاس آیا اور اسے دونوں بازوؤں سے جکڑا۔۔۔

ایسا سوچنا بھی مت کہ میں اب ابو سے کوئی بھی بات کرونگا۔۔۔ تمہیں مجھ سے طلاق چاہیے نہ۔۔۔ تو تم خود بات کرو گی۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔ کہتے ہوئے

بڑے بڑے ڈگ بھرتا کمرے سے چلا گیا اور اسکے جاتے ہی مناہل ڈھ گئی۔۔

میں کیا کروں میرے رب۔ مجھے تو نے کس امتحان میں ڈال دیا ہے۔۔ ایک طرف ارحم ہیں جنہیں میں نہیں چھوڑنا چاہتی۔۔ میں تو ان سے اب دور رہ ہی نہیں سکتی۔۔۔ اور دوسری طرف رجا۔۔ جس کو میں یقین دلا چکی ہوں کہ ارحم صرف اور صرف اسی کا ہی ہے۔۔ بولتے ہوئے مناہل زار و قطار رو دی تھی۔ ارحم کی موجودگی میں وہ آنسو جو اس نے ضبط کیے تھے اب بن موسم برسات کی طرح برس رہے تھے۔ تیرے پیار میں ہاری سجن۔۔۔

میں جیتی بازی ہاری سجن۔۔۔



گلے دن دانیال صاحب ارحم اور مناہل ناشتے کے ٹیبل پر براجمان تھے۔ مناہل پر طلاق کی بات پر غصہ کرنے کے بعد وہ دوبارہ کمرے میں نہیں آیا۔۔ اور اب بھی مناہل کو مکمل نظر انداز کیے ہوئے بیٹھا تھا۔

خیر ہے تم دونوں خاموش ہو؟؟ اور مناہل بیٹا تم تو کچھ لے بھی نہیں

رہی۔۔۔ طبیعت ٹھیک ہے نہ تمہاری۔۔۔؟؟

دانیال صاحب کافی دیر سے دیکھ رہے تھے کہ مناہل اور ارحم بالکل خاموش ہے۔۔۔ ارحم ٹھیک سے ناشتہ نہیں کر رہا تھا لیکن مناہل بالکل ہی کہیں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔

ان کی آواز پر دونوں چونکے۔۔۔ ارحم تو ابھی بھی مناہل کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

جی ابو میں ٹھیک ہوں۔۔۔ پھر تھوڑا رک کر بولی۔۔۔
 ابو مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ مناہل سنجیدگی سے بولی۔۔۔ اس وقت اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

ہاں بیٹا بولو کیا بات ہے؟؟ دانیال صاحب نے محبت سے پوچھا۔۔۔

اور وہی ارحم مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔۔

ابو مجھے ارحم سے طلاق چاہیے۔۔۔ بولتے ہوئے مناہل نے اپنا سر جھکا لیا تھا۔۔۔ مناہل کی بات پر تو دانیال صاحب کو ششدر رہ گئے۔۔۔

مناہل یہ کیا کہہ رہی ہو بیٹا۔۔۔ انہوں نے بے یقینی سے اسکی طرف

دیکھا۔۔ جیسے مناہل کچھ اور کہہ رہی ہے اور وہ کچھ اور سمجھ رہے ہیں۔

ابو ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔ میں اب ارحم کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔
مناہل اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔

ارحم نے تمہیں کچھ کہا ہے۔۔ اب کی بار انہوں نے سختی سے پوچھا۔۔

اپنا نام سن کر تو ارحم کو کرنٹ لگا۔۔ اور بنا سوچے سمجھے فوراً بولا۔۔

ابو آپ کو لگتا ہے میں اسے کہونگا کہ آپ سے بات کرے۔۔

تم چپ کرو مجھے میری بیٹی سے بات کرنے دو۔۔ دانیال صاحب نے
سخت مہری سے کام لیا۔۔

ان کے اس طرح بولنے پر ارحم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور مناہل کو
گھورتے ہوئے بڑے بڑے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔۔

اس کے جاتے ہی دانیال صاحب دوبارہ مناہل کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

بتاؤ مناہل تمہیں ارحم نے کہا ہے نہ مجھ سے بات کرنے کا۔۔

وہ جانتے تھے ارحم نے بیشک مناہل کو بیوی کے روپ میں قبول کر لیا
ہے لیکن وہ آج بھی رجا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔ اور اسی کے کہنے

پر وہ مناہل کو طلاق دینا چاہتا ہوگا۔۔۔

نہیں ابو مجھے انہوں نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ بلکہ میں نے تو رات ان سے کہا تھا کہ ابو سے بات کریں۔۔۔ لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا۔۔۔ اور کہا کہ تمہیں طلاق چاہیے تو تم خود بات کرو۔۔۔ مناہل ارحم کے دفاع میں بولی۔۔۔ وہ اس سارے معاملے میں ارحم پر آنچ بھی آنے نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔

تو پھر بیٹا اچانک تم ایسا کیوں چاہتی ہو۔۔۔ جب سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔ اب کی بار دانیال صاحب ادا سے بولے۔۔۔
 میں آپ کو وجہ نہیں بتا سکتی۔۔۔ بس اگر آپ مجھے اپنی بیٹی سمجھتے ہیں تو پلیز مان جائیں۔۔۔ اور ارحم سے کہیں مجھے طلاق دے دیں۔۔۔ اب کی بار مناہل کی آواز مدہم ہو گئی تھی۔۔۔

بیٹا کونسا باپ چاہے گا کہ اسکی بیٹی کا گھر برباد ہو۔۔۔ دانیال صاحب دکھ سے بولے۔۔۔

پلیز ابو میرے لیے۔۔۔ مناہل نے التجا کی۔۔۔

ٹھیک ہے مناہل جیسا تم چاہو۔۔۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔ میرا اپنے بیٹے

پر زور تھا تم پر نہیں ہے۔۔۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔
 ابو آپ میری۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی دانیال صاحب نے اسکی بات
 کاٹی۔۔۔

خوش رہو بس یہی چاہتا ہوں میں۔۔۔ اور خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ
 گئے۔۔۔

مناہل بس بے بسی سے انھیں جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔



یہاں سے اچھے سے صفائی کرو۔۔۔ دیکھو کتنے دن سے تم نے ٹھیک سے
 صفائی تک نہیں کی۔۔۔ فرحت بیگم اپنی ملازمہ سے گھر کے کام کروانے
 میں مصروف تھیں۔۔۔

ارے بس کردو اور کتنی صفائی کرواؤ گی۔۔۔ جہانگیر صاحب فرحت کے
 قریب آکر بولے۔۔۔

انکو دیکھ کر فرحت مسکرا دی۔۔۔

میری بیٹی اور میرا داماد شادی کے بعد پہلی بار گھر آ رہے ہیں۔۔۔ تو ان

کے آنے کی خوشی میں گھر کو اچھے سے صاف نہ کرواؤ۔۔۔؟؟

ہاں ہاں ضرور کرواؤ۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ ارحم کو فون کیا۔۔۔؟؟

ارحم کے گھر سے واپس آنے کے بعد فرحت اور جہانگیر صاحب نے
مناہل اور ارحم کی دعوت کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ وہ چاہتے تھے کہ اب
سب کچھ بھول کر مناہل اپنے گھر آئے۔۔۔

نہیں ابھی تو نہیں کیا کچھ دیر میں کرتی ہوں۔۔۔

میں سوچ رہا تھا آج کے بجائے کل کی دعوت رکھ لو۔۔۔

جاؤ تم جا کر مناہل کے روم کی صفائی کرو۔۔۔ جہانگیر صاحب کو جواب
دینے سے پہلے فرحت نے ملازمہ کو حکم صادر کیا۔۔۔ جو اثبات میں سر
ہلا کر اب مناہل کے روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

کیوں آج کیوں نہیں؟؟ ملازمہ کے جاتے ہی وہ جہانگیر صاحب کی طرف
متوجہ ہوئی۔۔۔

آج شام کو میری میٹنگ ہے۔۔۔ اسلیے بس۔۔۔

چلے ٹھیک ہیں جیسا آپ کہیں۔۔۔ کہتے ہوئے ان کے قریب آکر بیٹھ

گئیں۔۔۔۔

ویسے ایک بات بتائیں۔۔۔؟؟

پوچھو۔۔۔

آپ نے دل سے معاف کر دیا ہے نہ منہاں کو۔۔۔؟؟

ہاں جب اسکے شوہر نے اسے معاف کر دیا ہے۔۔ میں تو پھر اسکا باپ
ہوں۔۔ میں تو اب بس یہی چاہتا ہوں ارحم اور وہ ایک ساتھ خوش
رہیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Poems | Poetry | Interviews

امین۔۔۔ فرحت بیگم نے دل سے کہا۔۔۔



میں اندر آجاؤں؟؟ حمدان نے اسکے روم کے دروازے میں کھڑے کر

پوچھا۔

ارحم جو اپنی فائل میں منہ دیے ہوئے تھا حمدان کی آواز پر وہ چونکا پھر
سنجھل کر بولا۔۔

آجاؤ یار پوچھنے والی کیا بات ہے۔۔۔

اسکی بات پر حمدان مسکرا دیا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے سامنے آکر بیٹھ گیا۔۔۔

اصل میں یار تمہارے پولیس اسٹیشن کے پاس سے گزر تھا تو سوچا تم سے ملتا جاؤں۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے اور سناؤ سب ٹھیک ہے۔۔۔ بھابھی ٹھیک ہیں۔۔۔

ہاں سب ٹھیک۔۔۔ جب سے انعم تمہارے گھر سے آئی ہے ہر وقت مناہل بھابھی کی تعریفیں کرتی رہتی ہے۔۔۔ ارحم میں تو اب کہتا ہوں جلدی سے فیملی پلاننگ کر لو۔۔۔ حمدان شرارت سے بولا۔۔۔

حمدان کی بات پر ارحم طنزیہ مسکرا دیا۔۔۔

کونسی فیملی پلاننگ یار۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ کیا کہنا چاہا رہے ہو۔۔۔ کوئی بات ہوئی ہے کیا۔۔۔ حمدان جب سے آیا تھا اس نے نوٹ کیا تھا کہ ارحم کسی بات کو لے کر پریشان ہے۔

مناہل چاہتی ہے کہ میں اسے طلاق دے دوں۔۔۔ بولتے ہوئے ارحم کی آواز میں ایک عجیب سا قرب تھا۔۔۔

اور حمدان کو ارحم کی بات پر شاکڈ لگا۔۔

لیکن وہ ایسا کیوں چاہتی ہیں۔۔۔؟؟

میں نہیں جانتا۔۔ ارحم لاپرواہی سے بولا۔۔

تو تم کیا چاہتے ہو۔۔۔؟؟ حمدان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

اسکی بات پر ارحم زخمی سا مسکرایا۔۔

میرے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا فرق پڑتا ہے حمدان۔۔ جب رجا سے کہا کہ اب ہمیں شادی کر لینی چاہئے تو وہ کہنے لگی نہیں ابھی صرف منگنی کریں گے شادی میں اپنی پی ایچ ڈی کرنے کے بعد کرونگی۔۔۔ اسکی خوشی کے لیے میں نے اسکی بات مان لی۔۔۔ ابو نے زبردستی رجا کے بجائے مناہل سے شادی کروا دی۔۔ تب بھی میں نے کچھ نہیں کہا۔۔ اب جب مناہل کو بیوی کے روپ میں قبول کر چکا ہوں تو وہ چاہتی ہے میں اسے چھوڑ دوں۔۔۔

ارحم تمہیں محبت ہوگئی ہے نہ مناہل بھابھی سے؟؟ حمدان نے بنا سوچے سمجھے اس سے سوال کیا۔۔۔

اسکے سوال پر ارحم چونکا۔۔ پھر سنبھل کر بولا۔۔۔

پتا نہیں حمدان۔۔ لیکن اب جب پولیس اسٹیشن سے گھر جاتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ پہلی نظر اس پر پڑے۔۔ میرا ہر کام وہ خود کرے۔۔ بس وہ میرے آس پاس رہے۔۔ میں جب رجا کا ہاتھ پکڑتا تھا تو ڈرتا بھی تھا کہ کہی اسے برا نہ لگے۔۔ لیکن مناہل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے مجھے لگتا ہے کہ وہ میری ہے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے میں کبھی نہیں ڈرا۔۔ بلکہ ایک عجیب سی خوشی ہوتی ہے۔۔ اسکے قریب رہ کر۔۔

پتا ہے رجا اور مناہل میں کیا فرق ہے ارحم۔۔؟؟

کیا۔۔؟؟ ارحم نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

مناہل بھابھی تمہاری محرم ہے جبکہ رجا نامحرم۔۔ تمہارا حق ہے مناہل بھابھی پر۔۔ وہ تمہارے نکاح میں ہے۔۔ تم مناہل بھابھی سے بات کرو تمہاری آنکھوں سے لگ رہا ہے کہ تم اسے نہیں چھوڑنا چاہتے۔۔

میں اب کسی سے بھی کوئی بات نہیں کرونگا۔۔ میں رجا اور مناہل دونوں کی خواہش پوری کرونگا۔۔

کیسی خواہش۔۔؟؟ حمدان نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

رجا مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور یہ بھی چاہتی ہے کہ جس دن میں

اس سے نکاح کروں مناہل کو طلاق دے دوں۔۔۔ اور مناہل چاہتی ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں۔۔۔ تو اب ایسا ہی ہوگا۔۔۔ رجا سے نکاح کے دن میں مناہل کو طلاق دے دوںگا۔۔۔ ارحم اپنے الفاظ پر زور دے کر بولا۔۔۔۔۔

لیکن ارحم تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔۔ تم مناہل بھابھی سے محبت کرتے ہو۔۔۔ حمدان تو جیسے بھڑک اٹھا تھا۔۔۔

نہیں کرتا میں اس سے محبت۔۔۔ کیوں ایک بات کے پیچھے پڑ گئے ہو حمدان۔۔۔ اب کی بار ارحم کی آواز میں غصہ واضح تھا۔۔۔
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
ارحم کی بات پر حمدان بنا کچھ کہے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کہاں جا رہے ہو بیٹھو۔۔۔ ایم سوری پتا نہیں ایک دم غصہ آگیا۔۔۔ ارحم جیسے اپنے الفاظ پر شرمندہ ہوا تھا۔۔۔

کوئی بات نہیں ارحم۔۔۔ یہ الفاظ تم نے مجھے نہیں کہے بلکہ اپنے دل کو کہے ہیں جو تمہیں چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے اور تم اسکی سننا نہیں چاہتے۔۔۔ کہتے ہوئے بڑے بڑے ڈگ بھرتا ہوا چلا گیا۔۔۔

اور اسکے جاتے ہی ارحم نے کسی ہارے ہوئے انسان کی طرح کرسی سے

ٹیک لگا لی۔۔۔



ہائے ماما۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟؟ رجا سمیرا بیگم سے پر جوش انداز میں گلے ملتے ہوئے انکا حال پوچھنے لگی۔۔۔ جو رجا کو دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔۔۔

رجا بنا بتائے اٹلی سے واپس پاکستان آگئی اور سمیرا بیگم کو اسے اس طرح دیکھ کر شاکڈ لگا تھا۔۔۔

تم اتنی جلدی آگئی۔۔۔؟؟ سمیرا بیگم کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔
رجا تین ماہ کے لیے اٹلی گئی تھے لیکن وہ تین ماہ پورے ہونے سے پہلے ہی واپس آگئی۔۔۔

جی ماما میرا دل نہیں لگا اس لیے آگئی۔۔۔ اور آپ ایسے کیوں ریکٹ کر رہی ہیں جیسے آپ کو میرا جلدی آنا اچھا نہیں لگا۔۔۔

رجا کو سمیرا بیگم کا انداز عجیب لگا تھا۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ اصل میں تم اس طرح بنا بتائے واپس آگئی ہو تو اس لیے تھوڑی پریشان ہو گئی۔۔۔

سمیرا بیگم یہ چاہتی تھی کہ وہ اٹلی جا کر اپنے لیے کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ لے گی۔۔۔ انہوں نے رجا کی بڑی بہن سارا کو بھی یہ کہا تھا کہ وہ اس کے لیے کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ لے۔۔۔ تاکہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک ہی ملک میں رہیں۔۔۔

اچھا چلیں بیٹھے۔۔۔ میں تو سفر سے بہت تھک گئی ہوں۔۔۔ کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

وہ بھی سر جھٹک کر اسکے قریب آکر بیٹھ گئیں۔۔۔

تمہیں وہاں کوئی لڑکا پسند نہیں آیا؟ سمیرا بیگم نے بے ساختہ پوچھا۔۔۔

ماما یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔ کیا میں وہاں لڑکا پسند کرنے گئی تھی؟؟ رجا تو جیسے ان کے سوال پر بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

نہیں میرا مطلب وہ نہیں تھا۔۔۔ سمیرا بیگم اسکو غصے میں دیکھ کر نارمل انداز میں بولی۔۔۔

ماما آپکا مطلب جو بھی تھا لیکن میری ایک بات یاد رکھیں۔۔۔ میں صرف ارحم سے محبت کرتی ہوں اور آپ یہ یاد رکھیں میں صرف اسی سے شادی کرونگی۔۔۔

میں نہیں سمجھتی؟؟ میں سب سمجھتی ہوں ماں ہوں تمہاری رجا۔۔۔ وہ تم سے محبت نہیں کرتا۔۔۔ اب کی بار سمیرا بیگم کی آواز میں سختی تھی۔۔۔
 ماما وہ بھی مجھ سے بہت پیار کرتا ہے۔۔۔ محبت کرتا ہے ارحم آپ کی رجا سے۔۔۔ اور یہ میں نہیں کہہ رہی اس نے خود مجھے سے کہا ہے۔۔۔ رجا بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

یہ بات وہ اس لڑکی سے شادی کرنے سے پہلا کرتا ہوگا اب نہیں۔۔۔
 وہ اب بھی کرتا ہے بہت محبت کرتا ہے شاید مجھ سے بھی زیادہ۔۔۔ اگر آپ کو یقین نہیں آتا نہ تو نیکسٹ ویک میں آپ کو اس بات کا ثبوت دوں گی۔۔۔ رجا ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہہ رہی تھی۔۔۔
 اچھا کیا ہوگا اگلے ہفتے۔۔۔؟؟ سمیرا بیگم اب اسکے سامنے کھڑی تلخی سے پوچھنے لگیں۔۔۔

اگلے ہفتے ارحم مجھ سے نکاح کرے گا اور اسی دن وہ مناہل کو طلاق دے گا۔۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی رجا تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ رجا کے جاتے ہی سمیرا بیگم دانت پیس کر رہ گئیں۔



احد؟؟ نور نے اسے آواز دی۔۔۔ جو اس وقت آفس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔۔۔

جی احد کی جان۔۔ اس نے محبت سے جواب دیا۔۔

مجھے آج گھر جانا ہے۔۔ نور معصومیت سے بولی۔۔

احد نے کوٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اسکے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔ اس وقت وہ کسی معصوم بچے کی طرح اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔

کیوں جانا ہے۔۔؟؟ احد اسکے قریب آکر پوچھنے لگا۔۔

ابو کی یاد آرہی ہے۔۔ اور بھائی سے بھی کتنے دن ہو گئے ملاقات نہیں ہوئی۔۔ پلیز مجھے گھر چھوڑ آئیں۔۔ اب کی بار نور کے لہجے میں التجا تھی۔۔۔

امم۔۔ ٹھیک ہے تم تیار ہو جاؤ۔۔ لیکن میں ایک شرط پر لے کر جاؤنگا۔ احد بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔

کیسی شرط۔۔؟؟ نور نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

رات ہونے سے پہلے میں تمہیں لینے آ جاؤنگا۔ اگر میری شرط منظور ہے

تو میں لے چلتا ہوں۔۔۔ احد اپنے الفاظ پر زور دے کر بولا۔۔۔

لیکن احد صرف چند گھنٹے۔۔۔ نور دکھ سے بولی۔۔۔

میری جان یہ جو آپکا شوہر ہے نہ یہ آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔ یہ چند گھنٹے کا بھی اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ میں اس وقت آفس ہونگا۔۔۔ احد اس کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے آپ میرے بغیر پہلے بھی تو ایک ہفتے سے زیادہ رہے تھے۔۔۔ نور اسکا حصار توڑتی ہوئی بولی۔۔۔

تمہیں کیا پتا وہ دن میں نے کیسے گزارے ہیں۔۔۔ پتا ہے کتنی یاد آتی تھی تمہاری۔۔۔ ٹھیک سے سو بھی نہیں پاتا تھا۔۔۔ بولتے ہوئے احد نے اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑا۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ اب چھوڑے میرا ہاتھ دیر ہو رہی ہے میں بھی جلدی سے تیار ہو جاؤں۔۔۔ کہتے ہوئے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔۔

مجھے تو لگا تھا تم غصہ کروگی اور کہوگی احد میاں اگر چند گھنٹوں کے لیے ہی جانا ہے تو میں نہیں جاتی۔۔۔ احد اسکو دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا۔۔۔ جو اب وارڈروب سے کپڑے نکالنے میں مصروف تھی۔۔۔

ارے واہ میں ایسا کیوں کہو گئی۔۔۔ میرے لئے یہ چند گھنٹے بھی بہت ہیں
اپنے پیاروں سے ملنے کے لیے۔۔۔ نور اسکے پاس سے گزرتے ہوئے واش
روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

اور احد اسکی بات پر مسکرا دیا۔۔۔

اچھا جلدی سے تیار ہو کر ناشتے کے ٹیبل پر آجانا میں ویٹ کر رہا ہوں۔
احد بلند آواز میں کہتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔



ارحم ایک دن بعد گھر واپس آیا تھا۔۔۔ میٹنگ کے لیے اسے لاہور جانا پڑ
گیا۔۔۔ اسلیے وہ ناشتے کے وقت گھر واپس آیا۔۔۔ مناہل کچن سے اسے
اپنے کمرے میں جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر پہلے ہی دانیال صاحب
ناشتے سے فارغ ہو کر اپنے روم میں گئے تھے۔۔۔ آج ان کی طبیعت
خراب ہونے کی وجہ سے انہوں نے آفس نہ جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔
رانی تم ارحم کے لیے ناشتہ بناؤ میں ابھی آتی ہوں۔۔۔

جی بی بی جی۔۔۔۔۔ رانی نے ادب سے جواب دیا۔۔۔

کچھ دیر بعد مناہل کمرے میں آئی جہاں ارحم اپنی گھڑی اتار کر ٹیبل پر

رکھ رہا تھا۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔ مناہل نے ادب سے سلام کیا۔۔۔ وہ جانتی تھی ارحم اس سے بہت زیادہ خفا ہے لیکن مناہل چاہتی تھی جب تک وہ اسکے ساتھ ہے۔۔۔ ارحم اس سے بات کرے بیشک اس پر غصہ کرے لیکن اس سے بات کرتا رہے۔۔۔

ارحم نے اسکے سلام کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ اور خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔۔۔

ارحم ناشتہ لے آؤں۔۔۔؟؟ مناہل نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں۔۔۔ ارحم نے مختصر جواب دیا۔۔۔۔

مجھ سے ناراض ہیں آپ۔۔۔ لیکن ناشتہ سے کیا ناراضگی۔۔۔ مناہل بظاہر ہمت کرتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن ارحم کے غصے کا خیال آنے پر مناہل کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

اسکی بات پر ارحم کے چلتے قدم رکے اور اسکی طرف مڑا۔۔۔

تمہیں کس نے کہا میں تم سے ناراض ہوں۔۔۔ ارحم اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تلخی سے بولا ایکدم سے نظر اسکے ہاتھ پر پڑی جس پر ایک

دن پہلے مناہل کی چوڑی ٹوٹ کر لگی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ پر زخم ابھی بھی تازہ تھا۔۔۔

آپ کا زخم؟؟ مناہل نے اس کا ہاتھ پکڑنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا لیکن ارحم نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔

میرا ہاتھ مت پکڑنا۔۔۔ ارحم دانت پیس کر بولا۔۔۔

سوری اس دن میری وجہ سے آپ کو یہ زخم۔۔۔ مناہل نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔ اسکی بات پر ارحم طنزیہ مسکرا دیا۔۔۔

مناہل میری زندگی میں کچھ لوگ صرف مجھے زخم دینے کے لیے آئے ہیں اور ان میں تم بھی شامل ہو۔۔۔ کہتے ہوئے صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔

ارحم کی بات نے تو مناہل کا دل چیر کر رکھ دیا۔۔۔

ارحم آپ۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ارحم نے اسکی بات کاٹی۔۔۔

میں وہ انسان ہوں مناہل۔۔۔ جو جس چیز سے محبت کرتا ہے وہ اس دور

چلی جاتی ہے یا شاید میری قسمت ہی ایسی ہے۔۔۔ اگر میں سب بھلا کر

آگے بڑھنا بھی چاہوں تو جن سے مجھے محبت ہے وہ آگے بڑھنے ہی

نہیں دیتے۔۔۔ کیونکہ انہوں نے بس مجھے ازیت دینا سیکھا ہے۔۔۔ ارحم

آنکھیں موندیں بڑبڑا رہا تھا۔۔۔ لیکن مناہل اسکی بڑبڑاہٹ کو سن رہی تھی۔

اسکی بات پر مناہل لب بھینچے اسے دیکھتی رہی لیکن کچھ بول نہ پائی۔۔۔



ایک گھنٹے بعد ارحم کمرے سے چلا گیا تھا وہ اب دوبارہ کہاں گیا تھا یہ مناہل کو بھی نہیں پتا تھا۔۔۔ ارحم کے جانے کے بعد مناہل اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد نور روم میں داخل ہوئی۔۔۔ نور کو ایکدم دیکھ کر مناہل حیران ہوئی تھی۔۔۔ اس لیے نہیں کے وہ اس کے روم میں آئی ہے بلکہ اسکے چہرے کو دیکھ کر جو اس وقت غصے سے سرخ تھا۔۔۔

نور تم۔۔۔؟ کیسی ہو۔۔۔؟؟ مناہل بظاہر مسکراتے ہوئے اس ملنے کے لیے آگے بڑھی۔۔۔

میں تو بالکل ٹھیک ہوں لیکن شاید تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ نور مناہل کو اپنے قریب آتا دیکھ کر دو قدم پیچھے ہوتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی۔

نور کے انداز پر مناہل کو دھچکا لگا۔۔۔

یہ تم کیسے بات کر رہی ہو نور۔۔۔

جیسے مجھے کرنی چاہئے مناہل۔۔۔ کیوں کر رہی ہو ایسا تم۔۔۔ بولو کیوں کر رہی ہو ایسا۔۔۔ نور اب اسکے قریب آکر چیخنے والے انداز میں بولی۔۔۔

میں کیا کر رہی ہوں نور۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تم کیا کہہ رہی ہو۔

نور نے اس بار خود کو نارمل کیا۔۔۔ پھر مناہل کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

تم نے بھائی کو کیوں کہا کہ وہ تمہیں طلاق دے دیں۔۔۔ نور نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

نور کی بات پر مناہل کو کرنٹ لگا اسے یقین نہیں تھا نور کو بھی اس

بات کا پتا چل جائے گا۔۔۔

مناہل نے اس سے نظریں چرائیں۔۔۔

اسکے اس طرح نظریں چرانے پر نور کو یقین ہو گیا کہ جو ابو کہہ رہے

ہیں وہ ٹھیک ہے۔۔۔

نور آتے ہی دانیال صاحب سے ملنے گئی تھی۔۔۔ انکو پریشان دیکھ کر نور

نے ان سے وجہ پوچھی پہلے تو وہ کوئی بھی وجہ بتانے سے انکار کرتے رہے۔۔۔ لیکن جب نور نے انھیں اپنی قسم دی تو دانیال صاحب کو حقیقت بتانا پڑی۔۔۔

ادھر دیکھو میری طرف مناہل۔۔۔ سچ سچ بتاؤ کیا بھائی تمہارے ساتھ ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئے؟؟ نور نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اب کی بار نور کا انداز بالکل نارمل تھا۔۔۔

نہیں نور وہ میرے ساتھ بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ بلکہ اب تو وہ بہت اچھے سے رہتے ہیں میرے ساتھ۔۔۔ مناہل نے اسے یقین دہانی کرائی۔۔۔
 تو پھر تم نے کیوں کہا ہے کہ وہ تمہیں طلاق دے دیں۔۔۔ نور کو تو ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ مناہل کبھی ایسا بھی کر سکتی ہے۔۔۔
 میں تمہیں وجہ نہیں بتا سکتی۔۔۔ مناہل نے صاف گوئی سے کام لیا۔۔۔

وجہ تو تمہیں بتانی ہی پڑے گی مناہل۔۔۔ نور نے سرد مہری سے کام لیا۔
 نور دکھو۔۔۔ اس سے پہلے مناہل کچھ کہتی نور نے اسکی بات کاٹی۔۔۔
 مجھے کچھ نہیں دیکھنا۔۔۔ مجھے بس سچ سننا ہے مناہل۔۔۔ نور اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

رجا چاہتی ہے میں ارحم سے طلاق لے لوں۔۔۔ مناہل نے بولتے ہوئے
سر جھکا لیا۔۔۔۔

رجا کے نام پر نور ششدر رہ گئی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ رجا مناہل
سے ایسا کیوں کہے گی۔۔۔

لیکن رجا آپنی تمہیں یہ بات کیوں کہیں گی؟؟ اگر وہ ایسا چاہتی بھی ہیں تو
ارحم بھائی سے بات کریں گی۔۔۔

وہ کہتی ہیں کہ ارحم ابو سے بات نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ان سے بہت
محبت کرتے ہیں۔۔۔ اس لیے میں ابو سے بات کروں۔۔۔ مناہل کی آنکھیں
بھر آئیں تھیں۔۔۔

تم پاگل تو نہیں ہو۔۔۔ ان کے لیے اپنا گھر تباہ کر رہی ہو۔۔۔ مناہل تمہیں
کیا ہو گیا ہے۔۔۔ نور کا دل کیا تھا کہ اسکی عقل پر ماتم کرے وہ اس
قدر احمق ہو سکتی ہے کہ اتنی آسانی سے اپنا شوہر کسی کو دے رہی
ہے۔

نور وہ ارحم سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔ تم جانتی ہو رجا نے میرے آگے
ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔ اسکی آنکھوں میں ارحم کے لیے میں نے محبت دیکھی

تھی۔۔ اسکی بے بسی میں نے محسوس کی تھی۔۔

اور تمہارا اپنا بارے میں کیا خیال ہے؟؟ تمہاری آنکھوں میں جو ارحم بھائی کے لیے محبت ہے اسکا کیا؟؟ بولو۔۔ اور اب تو ارحم بھائی۔۔ مناہل نے اسکی بات کاٹی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ویسے بھی جو کچھ بھی ہوا ان سب میں رجا کا کیا قصور تھا اسے کس بات کی سزا مل رہی ہے؟

تو ٹھیک ہے بھائی رجا سے شادی کر لیں پر تمہیں طلاق نہ دیں۔۔ نور نے اپنا فیصلہ سنایا۔۔

نہیں نور میں اب ارحم سے دور جانا چاہتی ہوں اور تمہیں قسم ہے ہماری دوستی کی۔۔ تم ارحم سے کوئی بات نہیں کرو گی۔۔ مناہل نے اس سے التجا کی۔۔

لیکن مناہل۔۔ نور بے بسی سے بولی۔۔

مناہل بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے۔۔

چھوڑو یہ سب۔۔ ہم اچھی دوستیں ہیں تمہیں اور ہمیشہ رہے گیں۔۔ تم

بیٹھو میں تمہارے لیے اچھی سی چائے بنواتی ہوں۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی
ہوئی۔۔۔

اس سے پہلے وہ جاتی نور نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے روکا اور گلے لگا
لیا۔۔۔

بہت بہادر ہو گئی ہو مناہل۔۔۔

اس کے گلے لگانے پر مناہل ہچکیوں سے رو دی۔۔۔ اس وقت اسے کسی
کے کندھے کی ضرورت تھی جو نور نے اسے دے دیا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد جب مناہل کا دل ہلکا ہوا تو نور سے دور ہوئی۔۔۔

سوری پتا نہیں ایکدم سے کیا ہو گیا۔۔۔ رونے سے مناہل کی آنکھیں سرخ
ہو چکی تھیں۔۔۔

ٹھیک ہو۔۔۔؟؟ نور نے اس سے پوچھا۔۔۔

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی۔۔۔



کیسے ہو ارحم۔۔۔؟؟ رجانے اسکے قریب آکر پوچھا۔۔۔

رجا نے ارحم کو ملنے کے لیے بلایا تھا۔۔۔ وہ ارحم سے اگلے ہفتے نکاح کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی۔۔۔ مناہل سے وہ پہلے ہی پوچھ چکی تھی کہ اس نے دانیال صاحب سے بات کی ہے یا نہیں؟؟ لیکن مناہل نے بتایا دیا تھا کہ دانیال صاحب نے ارحم کو کہہ دیا ہے کہ جیسا مناہل چاہتی ہے ویسا ہی کرو۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ ارحم بظاہر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔
 ارحم کا فلحال رجا سے ملنے کا بلکل بھی دل نہیں تھا لیکن اسکے اصرار پر ارحم کو آنا پڑا۔۔۔
 گڈ۔۔۔ ویسے تمہیں مجھے دیکھ کر حیرانگی نہیں ہوئی کہ میں اتنی جلدی کیوں آگئی۔۔۔

رجا کو لگا تھا کہ وہ اسے دیکھ کر حیران ہوگا۔۔۔ اس سے پوچھے گا کہ وہ اتنی جلدی کیوں آگئی۔۔۔ لیکن اسے عجیب لگا تھا ارحم نے اس سے کچھ نہیں پوچھا۔۔۔

نہیں بلکل بھی نہیں۔۔۔ اچھا ہوا تم جلدی آگئی۔۔۔ ارحم سنجیدگی سے بولا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے۔۔۔

کیوں بھئی۔۔ کیا مجھے مس کر رہے تھے؟؟ ویسے میں نے تو تمہیں بہت مس کیا۔۔ اور میں تمہاری وجہ سے ہی جلدی آئی ہوں۔۔۔
اسکی بات پر ارحم بامشکل مسکرایا۔۔ پر رجا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

ارحم مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔ رجا سنجیدگی سے بولی۔۔۔
ہممم۔۔ کرو میں سن رہا ہوں۔۔۔

ارحم میں چاہتی ہوں کہ ہم نیکسٹ ویک شادی کر لیں۔۔۔
اسکی بات پر ارحم چونکا۔۔ پھر سنبھل کر بولا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔

ارحم کے اس طرح فوراً مان جانے پر رجا کھل اٹھی اسے تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ارحم مان جائے گا۔۔۔

لیکن میری شرط۔۔۔؟؟ رجا کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔۔

یاد ہے مجھے۔۔ ایک دو دن میں طلاق کے پیپرز تیار ہو جائے گے لیکن طلاق اسی دن دوں گا جس تم سے نکاح کروں گا۔۔ ارحم کھردرے لہجے میں

بولے۔۔۔ اس کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ اسی پل رجا کو انکار کر دے کہہ دے کے اب وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ لیکن کس کے لیے وہ جو خود اسے کہہ چکی ہے کہ مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔

ارحم میں جانتی تھی تم مجھ سے بہت محبت کرتے ہو اور تم میرے لئے یہ سب کر جاؤ گے۔۔۔ میں سوچ رہی ہوں کہ اگلے ہفتے ہم سادگی سے نکاح کر لینگے اور تین چار ماہ بعد دھوم دھام سے شادی۔۔۔

نہیں جس دن نکاح ہوگا اسی دن رخصتی اور وہ بھی بالکل سادگی سے۔۔۔
ارحم اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔

رجا کو اسکی بات سے دکھ ہوا تھا اس نے تو کتنی پلاننگ کی تھی اپنی شادی کی۔۔۔ لیکن ارحم نے۔۔۔ پھر سر جھٹک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

ٹھیک ہے جیسے تمہاری خوشی۔۔۔

رجا کی بات پر ارحم قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔۔

میری خوشی۔۔۔ بولتے ہوئے پھر سے ہنس دیا۔۔۔ ارحم کی آنکھوں کے گوشے بھیگ چکے تھے۔۔۔

رجا کو وہ اس وقت عجیب لگ رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ ایسے

کیوں ہنس رہا ہے۔۔۔

کیا ہوا رحم ایسے کیوں ہنس رہے ہو۔۔۔؟؟

اس کے پوچھنے پر رحم اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اگلے ہفتے ملاقات ہوگی۔۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی رحم ایک پل کے لیے بھی نہیں رکا۔۔۔

اور رجا بس پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔



نور کیا بات ہے کیوں خاموش ہو؟؟؟ احد اسکے قریب آکر محبت سے پوچھنے لگا۔۔۔

وہ جب سے دانیال صاحب کے گھر سے آئی تھی بلکل خاموش تھی۔
راستے میں بھی کئی بار احد نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی پر نور
نے اسکا کوئی خاص جواب نہیں دیا۔۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔۔ نور نے آہستہ سے جواب دیا۔۔۔

نور اسکو گھر میں ہونے والے معاملات کے بارے میں نہیں بتانا چاہتی

تھی۔۔

ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔ تم اتنی خوش تھی جب انکل کے گھر گئی۔۔ لیکن جب سے وہاں سے آئی ہو بلکل خاموش ہو۔۔ ٹھیک سے بات بھی نہیں کر رہی۔۔ اب کی بار احد نے فکر مندی سے پوچھا۔۔

نہیں احد ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ بس کچھ طبیعت بوجھل سی لگ رہی ہے۔۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ۔۔ اگر زیادہ طبیعت خراب ہے تو چلو اٹھو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔ احد بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔۔

نہیں احد میں۔۔ اس پہلے وہ مزید کچھ کہتی۔۔ ایکدم سے چکرا کر بیڈ پر گری۔۔۔

اسکے ایسے گرنے پر احد گھبرا گیا۔۔۔

نور۔۔ احد فوراً اسکی طرف لپکا۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔ اس نے نور کے رخسار کو چھوا۔۔۔

نور نے ایک نظر احد کو دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

نور آنکھیں کھولو۔۔۔ احد نے اسکے گال کو تھپتھپایا۔۔۔

ابھی وہ اسکو ہوش میں لانے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ اسے دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔۔۔ احد نے مڑ کر دیکھا تو دروازے میں سلمہ بیگم کھڑی تھی۔۔۔

اس پہلے وہ کچھ بولتی۔۔۔ ان کی نظر سامنے بے سود لیٹی نور پر پڑی۔۔۔ احد کیا ہوا نور کو۔۔۔ یہ ایسے کیوں لیٹی ہے۔۔۔ وہ تو گھبرا گئیں تھیں نور کو ایسے دیکھ کر۔۔۔

ماما پتا نہیں باتیں کرتی بیہوش ہو گئی۔۔۔ میں تو کافی دیر سے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن پتا نہیں کیوں یہ ہوش میں نہیں آرہی۔۔۔

تو تم جلدی سے ڈاکٹر کو کال کرو۔۔۔

ج۔۔۔ جی ماما۔۔۔ احد کی با مشکل آواز نکلی۔۔۔ اور فوراً ڈاکٹر کو فون ملانے لگا۔۔۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر آگئیں تھیں۔۔۔ سلمہ بیگم نے اشارے سے احد کو باہر جانے کا کہا۔۔۔ جس پر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر کی طرف

بڑھ گیا۔۔۔

ڈاکٹر اچھے سے نور کا چیک اپ کرنے لگیں۔۔

کیا ہوا ڈاکٹر؟؟ میری بہو ٹھیک تو ہے نہ۔۔۔ سلمہ بیگم نے فکر مندی سے

پوچھا۔۔۔

سلمہ کے سوال پر وہ مسکرا دیں۔۔۔

جی بلکل ٹھیک ہیں۔۔۔ آپ کو مبارک ہو آپ دادی بننے والی ہیں۔۔۔

کیا سچ میں۔۔۔؟؟ سلمہ نے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔

جی بلکل۔۔۔

لیکن یہ بہت ویک ہیں۔۔۔ ان کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھے۔۔۔ ڈاکٹر

میڈسن لکھتے ہوئے انھیں ہدایات جاری کرنے لگیں۔۔۔

ڈاکٹر کے جاتے ہی احد اندر آیا۔۔۔

کیا ہوا ماما۔۔۔ کیسی ہے نور۔۔۔ احد کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ

بہت پریشان ہے۔۔۔

سلمہ بیگم اٹھ کر احد کے قریب آئیں اور محبت سے اسکی پیشانی کو چوما۔

بہت بہت مبارک ہو میری جان۔۔ میں دادی اور تم بابا بننے والے ہو۔
ان کے الفاظ پر تو احد کے اندر جیسے خوشی کی لہر دوڑ گئی۔۔ اور فوراً نور
کی طرف دیکھا جو آنکھیں موندیں لیٹی ہوئی تھی۔۔

فکر مت کرو کچھ دیر تک ہوش آجائے گا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اب اس
کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھنا ہے۔۔ کہتے ہوئے باہر کی طرف
بڑھ گئی۔۔

احد چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے قریب آیا۔۔ اور اسکے دونوں ہاتھوں
کو باری باری چوما۔۔

تھینکس میری جان مجھے اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے۔۔ تم سوچ بھی
نہیں سکتی میں کس قدر خوش ہوں۔۔ بولتے ہوئے احد کی آنکھیں بھر
آئیں تھیں۔۔



ماما بابا مجھے آپ دونوں سے بات کرنی ہے۔۔ رجا فیروز صاحب اور سمیرا
بیگم کے پاس آکر بولی جو اس وقت لان میں بیٹھے چائے پینے میں
مصروف تھے۔

ہاں بیٹا بولو۔۔۔ فیروز صاحب نے محبت سے کہا۔۔۔
 بابا میں اور ارحم نیکسٹ ویک شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ رجا سنجیدگی سے
 بولی۔۔۔ رجا کی بات پر دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔
 تم ہوش میں تو ہو رجا یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ فیروز صاحب نے سخت
 مہری سے کام لیا۔۔۔

جی بابا میں ہوش میں ہی ہوں۔۔۔ اور میں یہ فیصلہ کر چکی ہوں۔۔۔ رجا
 کا انداز بالکل نارمل تھا۔۔۔
 جب تم نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو ہمیں بتانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔
 اب کی بار سمیرا بیگم بولیں۔۔۔

کیونکہ شادی کے ضروری انتظامات تو آپ لوگوں نے ہی کرنے ہیں۔۔۔
 رجا تم اپنی زندگی کیوں خراب کرنے جا رہی ہو بیٹا۔۔۔ اب وہ شادی
 شدہ ہے۔۔۔ چھوڑ دو اسے۔۔۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں ایک سے ایک
 بڑھ کر لڑکا ڈھونڈ کر لاؤنگا تمہارے لیے۔۔۔ فیروز نے اسے یقین دہانی
 کرائی۔۔۔

بابا مجھے صرف ارحم سے شادی کرنی ہے۔۔۔ آپ کیوں نہیں سمجھتے ہم

دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔ میں نہیں رہ پاؤنگی
اسکے بنا۔۔ اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے تبھی تو وہ اپنی بیوی کو
طلاق دے رہا ہے۔۔۔

یہ تمہیں کس نے کہا؟؟ فیروز صاحب نے بے یقینی سے اسکی طرف
دیکھا۔۔

اس نے خود کہا ہے مجھ سے۔۔۔ آپ بس سادگی سے شادی کی تیاری
سٹارٹ کریں۔۔۔ نیکسٹ ویک اینڈ میری شادی ہے۔۔۔ باقی معاملات آپ
خود انکل اور ارحم سے طے کر لیجیے گا۔۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی اندر
کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

اسکے جاتے ہی فیروز صاحب سمیرا بیگم کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔
رجا تو بالکل پاگل ہوگئی ہے ارحم کی محبت میں۔۔۔ لیکن پتا نہیں کیوں
اب مجھے نہیں لگتا ارحم بھی رجا سے محبت کرتا ہوگا۔۔۔ جو بھی ہو جس
لڑکی سے اسکی شادی ہوئی ہے کتنے ماہ سے وہ اسکے ساتھ رہ رہی ہے
یقیناً وہ اس کو پسند تو کرنے ہی لگا ہوگا اور ویسے بھی نکاح میں طاقت
ہی اتنی ہوتی ہے کہ اپنا نا پسندیدہ شخص لاکھوں میں ایک لگنے لگتا ہے۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ لیکن پھر وہ اس لڑکی کو طلاق دینے کے لیے اتنی جلدی راضی کیسے ہو گیا۔۔۔؟؟

یہی تو مجھے سمجھ نہیں آرہی سمیرا۔۔۔ چلو دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔۔۔
ہمممم۔۔۔ سمیرا بیگم بس یہی کہہ سکیں۔۔۔



تم نے فون کیا تھا منابل کو؟؟ وہ کل کیوں نہیں آئے؟؟ کچھ بتایا انہوں نے؟؟ جہانگیر صاحب نے فرحت بیگم کے قریب بیٹھ کر پوچھا۔۔۔
کل ارحم اور منابل کے نہ آنے پر انہیں حیرانگی ہوئی تھی۔۔۔ سب انتظام کیے تھے لیکن وہ دونوں نہیں آئے۔۔۔

جی۔۔۔ فرحت بیگم نے سر جھکا کر مختصر جواب دیا۔۔۔

کیا ہوا ہے فرحت۔۔۔ تم کچھ پریشان لگ رہی ہو۔۔۔ فرحت کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر جہانگیر نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

وہ۔۔۔ فرحت بیگم کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے جہانگیر صاحب سے بات کرے۔۔۔

کیا وہ۔۔ کھل کر بتاؤ کیا بات ہے فرحت۔۔۔ اب کی بار جہانگیر صاحب کی آواز میں غصہ صاف واضح تھا۔۔

مناہل ارحم سے خلع لے رہی ہے۔۔ فرحت نے بامشکل لفظ ادا کیے۔۔ فرحت بیگم کی بات پر تو جہانگیر صاحب کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔۔ یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم فرحت۔۔ جہانگیر صاحب دھاڑنے والے انداز میں بولے۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔
لیکن کیوں لے رہی ہے وہ خلع۔۔ کہی اس لڑکے کے لیے تو نہیں جس کے ساتھ وہ بھاگی تھی۔۔ جہانگیر صاحب کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا۔ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ فرحت بیگم فوراً مناہل کے دفاع میں بولی۔۔۔

تو پھر بتاؤ کیا بات ہے۔۔ کیوں وہ ارحم سے خلع لینے کا کہہ رہی ہے۔۔ وہ کہتی ہے ارحم جس لڑکی کو پسند کرتا ہے وہ لڑکی اس سے شادی کرنا چاہتی ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ ہماری مناہل ارحم سے خلع لے۔۔ بس

اس لیے۔۔

واہ تمہاری بیٹی تو بھئی بہت بڑے دل کی ہے۔۔۔ ارحم سے طلاق لینے کے بعد کون اس سے شادی کرے گا؟؟ کیا اس میں اتنی بھی عقل نہیں ہے ارحم شوہر ہے اسکا۔۔۔ کوئی چیز نہیں جو کسی کو پسند آگئی تو فوراً اٹھا کر دے دے۔۔۔ اور میری بات کان کھول کر سن لو اور اپنی بیٹی کو بھی بتا دو۔۔۔ ارحم سے خلع لے تو رہی ہے۔۔۔ پر وہ میرے گھر قدم نہیں رکھے گی۔۔۔ میں اسے اپنے گھر میں داخل نہیں ہونے دوں گا سنا تم نے۔۔

اس سے پہلے فرحت بیگم کچھ کہتیں جہانگیر جا چکے تھے۔۔۔



ارحم؟؟ مناہل نے اسے آواز دی جو اس وقت اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔۔۔ مناہل کی آواز پر ارحم رکا پر مڑا نہیں۔۔۔

بولو۔۔۔

مجھے آپ گھر چھوڑ آئیں۔۔۔ مناہل کی آواز میں التجا تھی۔۔۔ اسکی بات پر ارحم مڑا۔۔۔ اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے قریب آیا۔۔۔

کیوں۔۔۔؟؟ ارحم تلخی سے بولا۔۔۔

وہ۔۔۔ مناہل کے سارے الفاظ حلق میں دم توڑ گئے۔۔۔

ارحم سمجھ گیا تھا وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔۔۔

جب تک طلاق نہیں ہو جاتی تم کہی نہیں جاؤ گی۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔ ارحم
سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔

لیکن ارحم۔۔۔ مناہل نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

لیکن کیا۔۔۔ مت بھولو تم ابھی میری بیوی ہو۔۔۔ اور میرا حکم ماننا تمہارا
فرض ہے۔۔۔ اب جاؤ چائے بنا کر لاؤ میرے لیے۔۔۔ ارحم حکم صادر کرتا
کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اور مناہل بس حیرانگی سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد مناہل ارحم کی چائے لے کر کمرے میں آئی۔۔۔ جہاں ارحم
اس وقت دیوار کو گھور رہا تھا۔۔۔ مناہل نے خاموشی سے چائے رکھی اور
واپس جانے کے لیے مڑی۔۔۔

اگلے ہفتے رجا سے شادی کر رہا ہوں۔۔۔ ارحم اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔

ارحم کی بات پر تو جیسے مناہل بت بن گئی۔۔ اسکو لگا تھا جیسے ارحم نے
آسمان اسکے سر پر دے مارا۔۔۔۔

اچھی بات ہے۔ مناہل نے بے بسی سے کہا اور ایک پل میں اسکے رخسار
آنسو سے بھیگ گئے۔۔۔

ہممم۔۔۔ تم بھی میرے ساتھ چلو گی۔۔ میں چاہتا ہوں تم میری شادی
میں شریک ہو۔۔۔ اور وہی میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔۔۔ ارحم اپنے
لفظوں پر زور دے کر بول رہا تھا یہ جانے بغیر کے اس وقت مناہل پر
کیا گزرے گی۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
میں نہیں جاؤ گی۔۔۔ مناہل آہستہ سے بولی۔۔۔

میں نے تم سے پوچھا تو نہیں ہے کہ تم جاؤ گی یا نہیں۔۔۔ میں تمہیں بتا
رہا ہوں اور کل تم میرے ساتھ شاپنگ پر چلو گی۔۔۔ رجا کے لیے شاپنگ
کرنی ہے۔۔۔ بولتے ہوئے ارحم اسکے پیچھے آکھڑا ہوا۔۔۔

ارحم۔۔۔۔ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ مناہل تڑپ کر بولی۔

کیا کر رہا ہوں میں۔۔۔ ارحم نے اسکو کندھوں سے پکڑتے ہوئے اپنے
سامنے کیا۔۔۔

یہی جو آپ کر رہے ہیں۔۔۔ آپ اپنے ہر معاملے سے مجھے دور رکھیں
پلیز۔۔۔ مناہل سر جھکائے بولی۔۔۔

کیوں رکھو میں تمہیں اپنے کسی بھی معاملے سے دور۔۔۔ تم بیوی ہو میری
اور تمہارا میرے ہر معاملے سے تعلق ہے۔۔۔ ویسے بھی اگلے ہفتے رجا
آجائے گی۔۔۔ پھر تم اپنے گھر اور میں اپنے۔۔۔ ارحم جتنے آرام سے کہہ
رہا تھا۔۔۔ مناہل کو لگ رہا تھا ارحم اسکے دل میں خنجر پیوست کر رہا ہے۔
مناہل کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسکی بات کا کیا جواب دے۔۔۔ الفاظ
سب ختم ہو گئے تھے۔۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
یاد رکھنا تم اپنے کیے پر بہت پچھتاؤ گی۔۔۔ کہتے ہوئے اسے دور ہوا۔۔۔

اس کی بات پر مناہل زخمی سا مسکرا دی۔۔۔

آپ سے نچھڑ کر پچھتاؤنگی نہیں۔۔۔ بلکہ جی ہی نہیں پاؤنگی۔۔۔ کاش یہ
بات میں آپ کو بتا سکتی۔۔۔ مناہل دل میں سوچ کر رہ گئی۔۔۔

لائٹ اوف کر دو نیند آرہی ہے۔۔۔ کہتے ہوئے بیڈ پر کروٹ بدل کر
لیٹ گیا اور مناہل کسی بے جان چیز کی طرح اسے دیکھنے لگی۔۔۔



رات کا آخری پہر تھا جب ارحم کی آنکھ کھولی۔۔۔ ارحم نے اپنے برابر میں لیٹی مناہل کو دیکھا جس کی شاید کچھ دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی کیونکہ ارحم نے کئی بار اٹھ کر دیکھا تھا وہ کمرے میں موجود نہیں تھی۔۔۔ نیند تو اسے بھی نہیں آرہی تھی۔۔۔ ارحم نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھایا اور ایک ہی سانس میں سارا پانی پی گیا۔۔۔ جیسے وہ کب سے پیاسا ہو۔۔۔

ارحم نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی اور ناچاہتے ہوئے بھی نظریں اب مناہل کے چہرے کا طواف کرنے لگی۔۔۔

ارحم پلیز میں گر جاؤنگی پلیز میرا ہاتھ مت چھوڑے ارحم پلیز میرا ہاتھ مت چھوڑے۔۔۔ پلیز مت جائیں۔۔۔ مناہل مسلسل بڑبڑا رہی تھی اور اب وہ ارحم کے بازو کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے دبوچ چکی تھی۔۔۔

ارحم نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

میں نہیں چھوڑونگا میں کہی نہیں جا رہا۔۔۔ ارحم بے ساختہ بولا۔۔۔

لیکن پھر اسے خیال آیا۔۔۔ مناہل تو نیند میں ہے۔۔۔ ارحم نے اسکے چہرے

پر آئے بالوں کو ہٹایا۔۔۔ اس کے شفاف چہرہ ارحم کو بہت اچھا لگا تھا۔۔۔ ارحم نے جھک کر اسکی پیشانی کو محبت سے چوما۔۔۔

پتا نہیں کیا ہو گیا ہے مجھے مناہل۔۔۔ میں تو ایسا نہیں تھا۔۔۔ مجھے خود سمجھ نہیں آرہی میں تم سے کیسے محبت کر سکتا ہوں۔۔۔ ہاں مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے مناہل۔۔۔ وہ بھی حد سے زیادہ۔۔۔ حمدان سہی کہہ رہا تھا کہ میں تم سے محبت کر بیٹھا ہوں۔۔۔ آج پہلی بار ارحم مناہل سے اظہار محبت کر رہا تھا اور وہ انجان خوابوں میں اسے کھونے سے ڈر رہی تھی۔ پھر کچھ یاد آنے پر بولا۔۔۔

لیکن تمہیں تو مجھ محبت نہیں ہے۔۔۔ تم تو بس خود سے محبت کرتی ہو لیکن میں نے تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھی ہے اور یقیناً وہ میری نظروں کا دھوکہ تھا۔۔۔ تم نے تو صرف اپنا وقت گزارا تھا جیسے ہی سب ٹھیک ہوا تم نے نظریں پھیر لیں۔۔۔ ارحم آہستہ سے اس کے کان کے قریب بول رہا تھا۔۔۔ پھر ایکدم سے پیچھے ہوا۔۔۔ اور خاموشی سے واپس لیٹ گیا۔۔۔



ایک ہفتے بعد۔۔۔

ارحم بیٹا تم ایک بار پھر سوچ لو۔۔۔ کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔۔۔ کیا تم واقعی مناہل کو طلاق دے کر رجا شادی کرنا چاہتے ہو۔ دانیال صاحب ارحم کو اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے بولے۔۔۔ جو کچھ دیر پہلے ہی باہر سے گھر آیا تھا۔۔۔

جی ابو۔۔۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔۔ اور اب میں مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ آج رجا آجائے گی اس گھر میں اور مجھے یقین ہے جیسے آپ مناہل سے محبت کرتے ہیں ویسے ہی رجا سے بھی کریں گے۔۔۔ ارحم سر جھکا کر بول رہا تھا۔۔۔

میں چاہتا ہوں تم ایک بار مناہل سے وجہ تو پوچھو۔۔۔ وہ تم سے کیوں خلع لے رہی ہے۔۔۔ دانیال صاحب ارحم کو منانے کی ایک آخری کوشش کر رہے تھے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس سب میں اب ارحم کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔

نہیں ابو میں اس سے کوئی بات نہیں کرونگا۔۔۔ طلاق کے فوراً بعد آپ اسے اسکے گھر چھوڑ آئیگا۔۔۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کیا تم سچ میں رجا سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ کیا اتنے ماہ میں تمہیں ایک

بار بھی مناہل اچھی نہیں لگی۔۔۔ کیا اسکی کسی عادت نے تمہارے دل کو نہیں چھوا؟؟؟ دانیال صاحب نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

ان کی بات پر ارحم کا دل کیا تھا کہ وہ سب کچھ سچ بتا دے۔۔۔ کہہ دے کہ وہ مناہل سے بہت محبت کرتا ہے رجا تو اب اسکے دل میں کہی بھی نہیں ہے۔۔۔ اب تو اسکے دل و دماغ میں صرف اور صرف مناہل ہے لیکن وہ اب انھیں کیا کسی کو بھی کچھ نہیں بتائے گا۔۔۔ یہ بات اب وہ اپنے دل میں ہمیشہ کے لیے دفن کر چکا تھا۔۔۔

نور سے بات ہوئی آپ کی کب تک آرہی ہے وہ؟؟ ارحم نے بات کا رخ موڑا۔۔۔

وہ نہیں آرہی۔۔۔ دانیال صاحب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

لیکن کیوں ابو؟؟ ارحم نے انجان بنتے ہوئے پوچھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ نور کیوں نہیں آئی۔۔۔

وہ کہتی ہے۔۔۔ میں نہیں آؤنگی۔۔۔ اس نے مجھے وجہ نہیں بتائی۔۔۔ دانیال صاحب نے صاف گوئی سے کام لیا۔۔۔

آپ پلیز انتظامات دیکھ لیں کچھ دیر میں ہم نکل رہے ہیں۔۔۔ کہتے ہوئے

کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اور دانیال صاحب بت بنے ارحم کو جاتا دیکھ رہے تھے۔۔۔



ارحم کمرے میں آیا جہاں مناہل سامنے کھڑی وارڈروب سے اپنے کپڑے نکال کر واپس بیگ میں رکھ رہی تھی۔۔۔ ارحم نے اسکی طرف دیکھا جس کے چہرے پر اداسی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔۔

ارحم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے قریب آیا۔۔۔

اپنی ہر چیز میرے کمرے اور میرے اس گھر سے لے کر جانا۔ میں نہیں چاہتا تمہاری کوئی چیز یہاں رہے۔۔۔ ارحم ایک ایک لفظ چبا کر بول رہا تھا۔۔۔

جی۔۔۔ مناہل نے مختصر جواب دیا۔۔۔

ابھی وہ کپڑے نکلا ہی رہی تھی کہ اسکی نظر آخری ڈریس پر پڑی جو کچھ دن پہلے ہی ارحم اسکے لیے لے کر آیا تھا۔۔۔ ڈریس دیکھ کر مناہل کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔ جسے اس نے فوراً صاف کیا۔۔۔

مناہل کو پتا ہی نہیں چلا کب ارحم اسکے پاس سے اپنے کپڑے لے کر
چینج کرنے کے لیے جا چکا تھا۔۔۔

مناہل نے اپنی چیزیں رکھ کر بیگ کی زیپ بند کی۔۔۔ اور بیگ اٹھا کر
سائیڈ پر رکھا۔۔۔

کچھ دیر بعد ارحم بلیک کلر کے پینٹ کورٹ پہنے شیشے کے سامنے کھڑا
تھا۔۔۔ مناہل تو جیسے اسے دیکھ کر نظر جھکانا ہی بھول گئی۔۔۔ اسکی ہلکی
بڑھی ہوئی شیو گندمی رنگ اور گہری سیاہ آنکھیں مناہل کا دل چاہا وقت
تھم جائے اور وہ اسے ایسے ہی دیکھتی رہے۔۔۔
کیا دیکھ رہی ہو؟؟؟ ارحم بالوں میں برش کرتے ہوئے شیشے میں دیکھ رہا
تھا کہ مناہل اسے ہی دیکھ رہی ہے۔۔۔

ارحم کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔ اور فوراً اپنی نظروں کا زاویہ بدلے۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔ ارحم نے اسے اپنے قریب بلایا۔۔۔

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور چند قدم چل کر اسکے قریب آئی۔۔۔

تم ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی؟؟؟ ارحم نے سوالیہ نظروں سے اسے
دیکھا۔

مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔۔ منابل سر جھکا کر بولی۔۔۔

خلع چاہیے مجھ سے۔۔۔؟؟

اسکی بات پر منابل نے چونکا کر اسکی طرف دیکھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی وہ اس سے دوبارہ یہ سوال کیوں کر رہا ہے۔۔۔

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی ارحم دوبارہ بولا۔۔۔

اگر طلاق چاہیے تو میرے ساتھ جانا ہوگا۔۔۔ جب طلاق مانگنے کا حوصلہ ہے تو میرے ساتھ جانے میں کیا مسئلہ؟؟ ارحم دانت پیس کر بولا۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔ کہتے ہوئے مڑی۔۔۔

ارحم کا جی چاہا تھا ایک بار اس سے پوچھے کہ وہ کیوں ایسا کر رہی ہے ایک بار اس سے کہے میں تمہیں طلاق نہیں دینا چاہتا۔۔۔ بے ساختہ ارحم کے قدم اسکی طرف اٹھے تھے۔ اس پہلے ارحم آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھامتا اسکا فون بجا۔۔۔

فون کی گھنٹی بجنے پر جیسے ارحم ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور بیڈ سے اپنا فون اٹھایا جس پر رجا کا نام چمک رہا تھا۔۔۔ ارحم نے کال اٹینڈ کرتے ہی فون کان سے لگایا۔۔۔

ہیلو۔۔۔ ارحم کی آواز بامشکل ہی نکلی تھی۔۔۔۔۔

ہاں ارحم کہاں ہو یار اور کتنا ویٹ کرواؤگے۔۔۔ فون کی دوسری طرف
رجا بظاہر خفگی سے بولی۔۔۔

ہم نکل رہے ہیں۔۔۔ بس تھوڑا اور انتظار کرو۔۔۔ ارحم جواب رجا کو دے
رہا تھا لیکن نظریں مناہل پر۔۔۔ جو اس وقت اپنا ڈریس نکال رہی تھی۔۔۔
یار ویٹ ہی تو نہیں ہو رہا۔۔۔ تمہیں پتا ہے میں تمہارے بغیر نہیں رہ
سکتی۔۔۔

میں بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔ سمجھ نہیں آرہی کیسے رہونگا
تمہارے بغیر۔۔۔ ارحم بڑبڑایا تھا۔۔۔

اور ارحم کی بات پر مناہل کے چلتے قدم رکے۔۔۔ مناہل فوراً مڑ کر اس
کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور وہ الفاظ بھی اس نے رجا
کو نہیں بلکہ مناہل کو کہے تھے۔۔۔

ارحم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔؟؟ رجا کو اسکا اسطرح بولنا عجیب لگا تھا۔۔۔
کچھ نہیں ہم آرہے ہیں۔۔۔ کہتے ہوئے فون کاٹ دیا۔۔۔

تم جلدی سے تیار ہو کر باہر آجاؤ۔۔ حکم صادر کرتے ہی باہر کی طرف
بڑھ گیا۔۔

کاش آپ یہ الفاظ مجھے کہتے ارحم۔۔ بہت خوش قسمت ہے رجا جسے آپ
مل رہے ہیں۔۔ کاش میں نے بھی کوئی نیکی کی ہوتی جس کے بدلے
میں مجھے آپ ملتے۔۔ ارحم کے جاتے ہی مناہل خود کلامی کرنے لگی۔۔



کچھ دیر بعد مناہل کمرے سے باہر آئی۔۔ جہاں سامنے ارحم اور دانیال
صاحب ایک دوسرے سے کچھ بات کر رہے تھے۔۔ جب سے مناہل
نے خلع کی بات کی تھی۔۔ دانیال صاحب اس سے بات کرنا ہی چھوڑ
چکے تھے۔۔ مناہل بھی اگر ان سے بات کرتی تو وہ مختصر جواب دیتے۔

دانیال صاحب سے باتیں کرتے ارحم کی نظر مناہل پر پڑی۔۔ جو عام سے
ڈریس میں ملبوس تھی لیکن وہ ارحم کو اس وقت دنیا کی ہر لڑکی سے
زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔۔ پھر سر جھٹک کر دانیال صاحب کی طرف
متوجہ ہوا۔۔

ابو میں باہر انتظار کر رہا ہوں آپ آجائیں۔۔ کہتے ہوئے بڑے بڑے

ڈگ بھرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

اسکے جاتے ہی مناہل دانیال صاحب کے قریب آئی۔۔

ابو پلیز آپ ارحم سے کہیں مجھے مت لے کر جائیں۔۔ مناہل نے آخری بار ان سے درخواست کی۔۔

میں تو خود یہی چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ چلو۔۔ دانیال صاحب سنجیدگی سے بولے۔۔

لیکن ابو۔۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی دانیال صاحب نے اسکی بات کاٹی۔۔

میں جانتا ہوں تم نہیں جانا چاہتی۔۔ لیکن میں تمہیں اس لیے لے کر جانا چاہتا ہوں کہ شاید تم اپنا ارادہ بدل لو۔۔ اور ارحم سے کہہ دو کہ تمہیں اس سے خلع نہیں چاہیے۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔

مناہل کو اپنا ایک ایک قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا۔۔ اسکا دل بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ بہت غلط کر رہی ہے۔۔ لیکن وہ اپنے دل کی سن ہی کہا رہی تھی۔۔



آدھے گھنٹے بعد ارحم دانیال صاحب اور مناہل رجا کے گھر پہنچ گئے۔۔۔
 اس بار ارحم نے سب کو بتانے سے انکار کر دیا تھا وہ خالہ کو بھی کچھ
 نہیں بتانا چاہتا تھا ارحم جانتا تھا کہ وہ مناہل کو بہت پسند کرتی ہیں اگر
 انھیں پتا چل گیا تو وہ اب کی بار بہت زیادہ خفا ہوگی۔۔۔ اور نور کی
 طرح حمدان نے بھی اسکی شادی پر آنے سے انکار کر دیا۔۔۔
 مناہل بیٹا اترو ہم پہنچ گئے ہیں۔۔۔ دانیال صاحب گاڑی کا دروازہ کھول
 کر اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔
 انکی آواز پر مناہل چونکی۔۔۔ وہ تو چاہتی تھی یہ سفر کبھی ختم ہی نہ ہو۔۔۔
 لیکن شاید اسکے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔
 انکی بات پر مناہل نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ اور خاموشی سے گاڑی سے
 اتر گئی۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی سب پر جوش انداز میں ان سے ملنے لگے۔۔۔ فنکشن
 بہت ہی سمپل کیا گیا تھا۔۔۔ فیروز صاحب نے بھی بس کچھ خاص لوگ
 ہی بلوائے ہوئے تھے۔۔۔

سمیرا بیگم نے حقارت کی نظر سے مناہل کو دیکھا انکا بس نہیں چل رہا
تھا مناہل کو وہاں سے بھاگا دیں۔۔۔

ارحم خاموشی سے آکر اسٹیج پر بیٹھ گیا۔۔۔

فیروز صاحب نے سارے انتظامات لان میں کیے تھے۔۔۔ سادہ لیکن لان
کو بہت ہی خوب صورت طریقے سے سجایا گیا تھا۔۔۔

مناہل ایک کونے میں لگ کر کھڑی تھی اسے کسی نے بھی بیٹھنے کا نہیں
کہا تھا۔۔۔

کچھ ہی پل گزرے تھے کہ سامنے سے رجا آتی دیکھی۔۔۔ پنک کلر کی
میکسی میں وہ بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ
دیکھ کر لگ رہا تھا وہ کس قدر خوش ہے۔۔۔

ارحم کی نظر بار بار بھٹک کر مناہل کو دیکھتی تھی۔۔۔

کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔۔؟؟ رجا نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

رجا کی آواز پر وہ چونکا جو اب اس کے برابر میں بیٹھی تھی۔۔۔

اچھی۔۔۔ ارحم نے مختصر جواب دیا۔۔۔

آج پہلی بار اسے رجا اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔

نکاح شروع کریں۔۔۔؟؟ فیروز صاحب نے دانیال صاحب کے قریب آکر پوچھا۔۔

جی ضرور۔۔۔

مولوی صاحب اور باقی سب کو اسٹیج پر جاتے دیکھ کر مناہل کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ اسے تو اتنی تکلیف تب نہیں ہوئی تھی جب ہائم اسے بیچ راستے میں چھوڑ گیا جتنی اس وقت اسے ارحم کو رجا کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر ہو رہی تھی۔۔۔

ارحم پہلے پیپرز پہ سائن کر دو۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ نکاح سے پہلے مجھے یہ تسلی ہو جائے کہ تم صرف میرے ہو۔۔۔۔۔ رجا سنجیدگی سے بول رہی تھی۔۔

رجا کی بات پر تو جیسے ارحم تڑپ کر رہ گیا۔۔۔ وہ طلاق کے پیپرز بھی ساتھ لے کر آیا تھا۔۔۔ لیکن اس پر سائن کرنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔۔۔۔

ارحم نے ہمت کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ اور پاکٹ سے پین

نکالا۔۔۔ سب حیرانگی سے ارحم کو دیکھ رہے تھے کہ وہ کس چیز پر نکاح سے پہلے سائن کرنے جا رہا ہے۔۔۔؟؟ کسی کو لگا تھا شاید وہ رجا کے نام اپنی جائیداد کرنے لگا ہے۔۔۔

پین پکڑتے ہوئے ارحم کے ہاتھ کانپنے لگے۔۔۔ مناہل کا چہرہ اسکے سامنے آ رہا تھا۔۔۔ اسکا دل شاید بند ہونے کے قریب تھا۔۔۔ اور دور کھڑی مناہل کی حالت بھی ارحم کچھ مختلف نہیں تھی۔۔۔

ارحم بیٹا پہلے نکاح کر لیں پھر اس پر سائن کر لینا۔۔۔ فیروز صاحب سنجیدگی سے بولے۔۔۔

رجا نے انکو بتایا تھا کہ ارحم نکاح سے پہلے مناہل کو طلاق دے گا لیکن ارحم کے کانپتے ہاتھ دیکھ کر وہ سمجھ گئے تھے کہ ارحم اس لڑکی کو طلاق نہیں دینا چاہتا۔ انھیں یہ بھی ڈر تھا کہ ارحم اپنا فیصلہ بدل نہ لے۔۔۔ اس لیے انہوں نے سوچا کہ پہلے یہ نکاح ہو جائے اسکے بعد اسے مناہل کو طلاق دینے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔

انکی بات پر ارحم نے اپنا پین بند کیا۔۔۔ جیسے وہ یہ الفاظ ہی سننے کے انتظار میں تھا۔۔۔

لیکن بابا۔۔۔ رجا نے دانت پیس کر اپنے باپ کو دیکھا۔۔۔
 بیٹا بات کو سمجھو۔۔۔ بولتے ہوئے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔
 آپ نکاح شروع کروائے۔۔۔
 جی۔۔۔

میں چاہتی ہوں پہلے آپ ارحم سے نکاح شروع کریں۔۔۔ رجا سنجیدگی
 سے بولی۔۔۔

لیکن بیٹا۔۔۔ مولوی صاحب کو رجا کی بات پر حیرانگی ہوئی تھی۔۔۔
 مولوی صاحب کیا فرق پڑتا ہے کہ پہلے کون ہاں کہے آپ ارحم سے
 پوچھ لیں۔۔۔ فیروز صاحب نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔
 جس پر مولوی نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ اور ارحم کی طرف متوجہ ہوا۔
 ارحم دانیال والد دانیال رفیق آپکا نکاح رجا فیروز والد فیروز حیدر سے کیا
 جا رہا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔

نکاح کے الفاظ سن کر تو جیسے ارحم کی آواز ہی بند ہوگئی وہ کچھ بول ہی
 نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اور ادھر مناہل نے کرسی کو زور سے پکڑا۔۔۔ اسے ڈر تھا کہ کہی وہ لڑکھڑا کر گر ہی نہ جائے۔۔۔

بولو بیٹا۔۔۔ فیروز صاحب نے ارحم کو کھوئے ہوئے دیکھ کر اسے پکارا۔
دانیال صاحب بس خاموشی سے کھڑے تھے۔۔۔ جیسے وہ وہاں موجود ہی نہیں۔۔۔

ق۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ ارحم کی آواز کہی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

رجا کا دل ڈوب گیا۔۔۔ اسے ارحم کے اس طرح جواب دینا عجیب لگا تھا۔
بہت ہی مشکل سے ارحم نے رضامندی ظاہر کی۔۔۔ اسکے ہونٹ کانپ رہے تھے اور ماتھے پر پسینہ صاف ظاہر تھا۔۔۔ مولوی صاحب رجا کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

رجا فیروز والد فیروز حیدر آپکا نکاح ارحم دانیال والد دانیال رفیق پانچ لکھ سکا راج میں کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔؟؟

رجا نے نظر اٹھا کر ارحم کو دیکھا جو اب سر جھکائے بیٹھا۔۔۔ اسکی آنکھوں کے گھوشے بھیک ہوئے تھے جو رجا سے چھپے نہیں رہ سکے۔۔۔

مجھے قبول نہیں ہے۔۔۔

رجا کے الفاظ پر تو سب ششدر رہ گئے۔ سب حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

ارحم نے چونک کر رجا کو دیکھا۔۔۔

یہ کہہ رہی ہو۔۔۔؟؟ ارحم نے حیرانگی سے سے پوچھا۔۔۔

وہی جو مجھے کہنا چاہیے۔۔۔ رجا کی آواز بامشکل نکلی۔۔۔

رجا یہ کیا تماشہ کر رہی ہو۔۔۔ اب کی بار فیروز صاحب سپاٹ لہجے میں بولے۔۔۔

بابا پلیز۔۔۔ کہتے ہوئے ارحم کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور ارحم کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسکے ساتھ چلنے لگا۔۔۔

اور سب بس چپ چاپ کھڑے رجا کو ارحم کو جاتا دیکھ رہے تھے۔۔۔

مناہل۔۔۔ رجانے اسکے قریب آکر اسے آواز دی جو اس وقت اپنا منہ دوسری سائیڈ پر کیے ہوئی تھی۔۔۔

رجا کی آواز پر مناہل فوراً مڑی اور بے یقینی سے ارحم اور رجا کو دیکھنے

لگی۔۔۔

یہ لو اپنا ارحم۔۔۔ رجانے ارحم کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔۔۔
 اور ارحم پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔
 یہ کیا کہہ رہی ہو رجا۔۔۔ ارحم کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ رجا کو ایکدم
 سے کیا ہو گیا۔۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہوں ارحم۔۔۔ تم میرے ارحم نہیں ہو۔۔۔ میرا ارحم ایسا نہیں
 ہو سکتا۔۔۔ میرا ارحم کبھی میرے لیے مجبوری میں ہاں نہیں کر سکتا۔۔۔
 سوری مناہل میں خود غرض ہو گئی تھی محبت میں۔۔۔ مجھے لگا تھا ارحم مجھ
 سے اب بھی ویسی محبت کرتا ہے جیسے پہلے کرتا تھا لیکن میں غلط تھی۔۔۔
 ارحم کو مجھ سے محبت نہیں ہے یہ تم سے محبت کرتا ہے یہ تمہارا ہے۔
 رجا کے آنسو اسکے رخسار بھگیو رہے تھے۔۔۔

رجا میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ مناہل نے تو خود اپنی مرضی
 سے مجھ سے طلاق مانگی ہے۔۔۔ ارحم اپنی صفائی دیتا ہوا بولا۔۔۔

نہیں ارحم مناہل نے تم سے طلاق اپنی مرضی سے نہیں مانگی بلکہ میں
 نے اسے کہا تھا کہ وہ تم سے خلع لے۔۔۔ پر حقیقت یہ ہے کہ وہ تمہیں

نہیں چھوڑنا چاہتی۔۔۔ مجھے معاف کر دو ارحم۔۔۔ میں تم دونوں کی محبت دیکھ کر ہار گئی۔۔۔ میں اپنی محبت تم دونوں پر قربان کرتی ہوں۔۔۔ میں تمہاری زندگی سے جا رہی ہوں ارحم آج اور اسی وقت۔۔۔ تمہاری خوشی کے لیے۔۔۔ میں اس دن سمجھ ہی نہیں پائی تھی کہ تمہارے اس قہقہے میں کتنی افیت تھی۔۔۔ تمہارے قبول ہے کہنے میں کتنا دکھ چھپا تھا لیکن میں اپنی جگہ غلط بھی نہیں تھی۔۔۔ میری جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی تو وہ ایسا ہی کرتی۔۔۔ لیکن اب سب سمجھ آ گیا ہے۔۔۔ کہ تمہارا میرا ساتھ بس یہی تک تھا۔۔۔ اب تمہارا راستہ مناہل کی طرف جاتا ہے اور میرا۔۔۔ رجا نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔

ارحم تو جیسے اسکے الفاظ سے بت بن گیا اور مناہل بس بے یقینی سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ مجھے معاف کر دو ارحم۔۔۔ رجا اسکے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔۔۔

نہیں رجا یہ کیسی تم باتیں کر رہی ہو۔۔۔ تم نے کچھ نہیں کیا رجا۔۔۔ ارحم نے فوراً اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑا۔۔۔

تم مجھے معاف کر دو پتا نہیں کب کیسے میں مناہل سے محبت کر بیٹھا۔۔۔
 ارحم کی بات پر مناہل نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔ مناہل کو تو یقین
 ہی نہیں آرہا تھا جو اس نے سنا کیا وہ سچ ہے۔۔۔

ارحم تمہیں کھونے کا ڈر تھا لیکن مجھے اب سمجھ آیا کہ کھویا تو اسکو جاتا
 ہے جو آپکا ہو۔۔۔ تم تو میرے ہو ہی نہیں تم تو مناہل کے ہو اور میں
 سمجھتی تھی کہ صرف تم میرے ہو۔۔۔ خوش رہو مناہل کے ساتھ۔۔۔ اپنی
 بات مکمل کرتے ہی رجا اندر کی طرف بھاگ گئی۔۔۔

وہاں کھڑے ہر فرد کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔۔۔ سب کی آنکھیں پھٹی کی
 پھٹی رہ گئیں۔۔۔

تمہیں تو اللہ پوچھے ارحم۔۔۔ سمیرا بیگم بڑا بڑتے ہوئے رجا کے پیچھے لپکی۔



گھر واپس آتے ہی ارحم اپنے کمرے میں چلا گیا۔ مناہل بھی چھوٹے
 چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے پیچھے جانے لگی تب ہی دانیال صاحب نے اسے
 آواز دی۔۔۔

دانیال صاحب کی آواز پر مناہل مڑی۔۔۔

جی ابو۔۔؟؟

اب تو نہیں چاہیے نہ خلع؟؟ اب تو تم میرے بیٹے کو نہیں چھوڑو گی نا؟
نہیں ابو۔۔ میں ارحم کو کبھی نہیں چھوڑو گی۔۔

اسکی بات پر وہ مسکرا دیے۔۔

ہمیشہ خوش رہو تم دونوں۔۔ شکر ہے رجا نے بہت اچھا فیصلہ کیا۔۔ کہتے
ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔

مناہل کی تو خوشی کی دید نہیں تھی وہ ارحم سے دور نہیں جا رہی۔۔ اسے
تو ابھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ رجا نے ارحم سے سونپ دیا۔۔

مناہل کمرے میں آئی جہاں ارحم سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔۔

مناہل چل کر گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھ گئی۔۔

ارحم۔۔؟؟؟ مناہل نے آہستہ سے اسکا نام پکارا۔۔

کیوں سچ چھپایا؟؟ کیوں نہیں بتایا مجھے کہ تم مجھ سے صرف رجا کے کہنے
پر خلع مانگ رہی ہو؟؟ ارحم نے اسکو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

مجھے لگا تھا کہ آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے اور رجا آپ سے بہت

محبت کرتی ہے۔۔۔

اسکی بات پر مسکرا دیا۔۔۔

ایک بار پوچھتی تو سہی۔۔۔ میں نے تمہیں ہر طرح سے بتانا چاہا کہ مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے۔۔۔ میں نہیں جانتا کب کیسے تم سے نفرت کرتے کرتے میں محبت کر بیٹھا مناہل۔۔۔ ارحم اسے کندھوں سے پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

لیکن میں تمہیں بہت چاہنے لگا ہوں۔۔۔ میں تمہیں چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔ میں صرف تمہارے کہنے پر مجبور ہو گیا۔۔۔ بولتے ہوئے ارحم نے اسے سینے سے لگا لیا۔۔۔

ارحم میں بھی آپ سے محبت کرتی ہوں۔۔۔ اور آپ سے دور جانا میرے لیے بھی آسان نہیں تھا۔۔۔ مناہل اسکے سینے سے لگی بول رہی تھی۔۔۔ اب مجھ سے دور جانے کا سوچنا بھی مت۔۔۔ ارحم جتنے آرام سے کہہ رہا تھا اتنا ہی اسکے الفاظ میں سختی تھی۔۔۔

کبھی بھی نہیں۔۔۔ مناہل نے اسے یقین دہانی کرائی۔۔۔

جس پر ارحم نے اسکی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کی۔ جس پر مناہل بلش

کرنے لگی۔۔۔



ایک سال بعد

ارحم بیٹا بیٹھ جاؤ فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ دانیال صاحب نے اسے یقین دہانی کرائی۔۔۔

ارحم پچھلے دس منٹ سے پاگلوں کی طرح چکر لگا رہا تھا۔۔۔ اسے ایک پل کے لیے بھی سکون نہیں آرہا تھا۔۔۔

ابو جب تک کوئی خیر کی خبر نہیں آجاتی مجھے سکون نہیں آئے گا۔۔۔ نور اپنے تین ماہ کے بیٹے کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔۔۔ جو سکون سے سو رہا تھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی سامنے سے ڈاکٹر آتی نظر آئیں۔۔۔

ارحم کے ساتھ باقی سب بھی ڈاکٹر کی طرف لپکے۔۔۔

کیسی ہیں ڈاکٹر میری بیوی۔۔۔

مبارک ہو اللہ نے آپ کو بیٹی دی ہے۔۔۔ ڈاکٹر کی بات پر سب کے چہرہ

کھل اٹھے۔۔۔

میری بیوی کیسی ہے؟ ارحم کو صرف اور صرف مناہل کی ٹینشن تھی۔۔۔
وہ بھی بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔ کہتے ہوئے چلی
گئیں۔۔۔

ارحم نے آسمان کی طرف دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔ اور خوشی سے
سب سے ملنے لگا۔۔۔



کیا سوچ رہی ہو۔۔۔ ارحم نے مناہل سے پوچھا جو اپنی ننھی سی بیٹی کو گود
میں لیے بیٹھی تھی۔۔۔

مجھے ڈر لگتا ہے ارحم۔۔۔ بولتے ہوئے مناہل کی آنکھیں بھر آئیں تھی۔ آج
انکی بیٹی پندرہ دن کی ہوگئی تھی۔۔۔

کس بات سے۔۔۔ ارحم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

کہی یہ مجھ پر ہی نہ چلی جائے۔۔۔ ارحم میرا سانس رکنے لگتا ہے جب میں
یہ سوچتی ہوں کہ کل کو جب یہ مجھ سے پوچھے گی کہ ماما آپ کی

شادی کیسے ہوئی تو میں کیا جواب دوں گی۔۔۔ کیسے سچ بتاؤنگی اسے۔۔۔ مناہل
کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔۔۔

مناہل بھول جاؤ سب۔۔۔ اس لیے تو کہتے ہیں کوئی بھی قدم اٹھانے سے
پہلے انسان کو صرف اپنے بارے میں نہیں بلکہ آنے والی نسل کے
بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔۔۔ کہ کل کو اسے کیا جواب دیں گے۔۔۔ تم
اپنی بیٹی کو سب سچ بتانا۔۔۔ ارحم سنجیدگی سے بولا۔۔۔

اور یہ بھی بتانا کہ تم نے ایک غلطی کی وجہ سے کیا کچھ برداشت کیا۔۔
تاکہ وہ چاہ کر بھی یہ غلطی نہ کرے۔۔۔ ارحم اسکے آنسو صاف کرتا ہوا
بولا۔۔۔

ہاں میں ضرور بتاؤنگی۔۔۔ تاکہ وہ کبھی گھر سے بھاگنے والی غلطی نہ کرے
انسان جیتے جی مر جاتا ہے ارحم۔۔۔ لوگ معاف کر بھی دیں۔۔۔ لیکن وہ
شرمندگی کبھی نہیں جاتی۔۔۔ آپ کسی کے سامنے اپنے کردار کی بات نہیں
کر سکتے۔۔۔ آپکو ڈر لگا رہتا ہے کہ کہی لوگ آپ کو آپ کے کیے کے
بارے میں نہ بتانے لگے۔۔۔

اچھا چھوڑو یہ بات۔۔۔ دیکھو آیت سائل کر رہی ہے۔۔۔ ارحم نے صفائی

سے بات بدلی۔۔۔

ہممم۔۔۔ پھر کچھ یاد آنے پر بولی۔۔۔

ارحم رجا کیسی ہے۔۔۔؟؟

اس دن کے بعد سے رجانے سب رابطے ختم کر دیے تھے۔۔۔

رجا کے نام پر ارحم چونکا پھر سنبھل کر بولا۔۔۔

حمدان نے بتایا تھا کہ وہ اٹلی چلی گئی ہے۔۔۔ کہتے ہوئے ارحم نے مناہل

کی گود سے آیت کو لیا۔۔۔

ارحم میں سوچتی ہوں کہ ہم دونوں کی محبت میں رجانے اپنی محبت ہار

دی۔۔۔ مناہل دکھ سے بولی۔۔۔

کسی نہ کسی کو تو ہارنی تھی۔۔۔ اگر وہ نہ ہارتی تو ہم دونوں ہار جاتے لیکن

میں ہمیشہ اسکی عزت اپنے دل میں رکھوں گا۔۔۔ اور اسکا احسان کبھی نہیں

بھولوں گا۔۔۔ ارحم نے آیت کے دونوں رخساروں کو باری باری چوما۔۔۔

میں بھی۔۔۔ مناہل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

ہاں تمہیں بھی دے رہا ہوں۔۔۔ کہتے ہوئے مناہل کے رخسار پر محبت

سے بوسا دیا۔۔۔

جس پر مناہل پہلے تو شرمائی پھر دانت پیس کر بولی۔۔۔

میں نے رجا کا کہا تھا کہ اسکا میں بھی احسان نہیں بھولونگی۔۔۔

اسکی بات پر ارحم قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔۔ ارحم کی ہنسی سے پورا کمرہ گونجنے لگی۔۔۔

اور اسے دیکھ کر مناہل بھی ہنس دی۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Art | Culture | Books | Poetry | Interviews

ختم شدہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
 ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
 ہیں۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین